صَالِحًا	فَلَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَلَا هُمْ	يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾	لَقَدْ اَخَذْنَا
نیک	تو کوئی خوف نہیں ہے	ان پر	اور نہ وہ لوگ	غمگین ہوتے ہیں	یقیناً ہم لے چکے ہیں

مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ	وَاَرْسَلْنَآ	اِلَيْهِمْ	رُسُلًا ۭ	كُلَّمَا	جَاۗءَهُمْ	رَسُوْلٌۢ
بنی اسرائیل کا پختہ عہد	اور ہم بھیج چکے ہیں	ان کی طرف	بہت سے رسول	جب بھی	آیا ان کے پاس	کوئی رسول

بِمَا	لَا تَهْوٰٓى	اَنْفُسُهُمْ ۙ	فَرِيْقًا	كَذَّبُوْا	وَفَرِيْقًا
اس کے ساتھ جو	پسند نہیں کرتے	ان کے جی	تو ایک فریق کو	انہوں نے جھٹلایا	اور ایک فریق کو

يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾ ق	وَحَسِبُوْٓا	اَلَّا تَكُوْنَ	فِتْنَةٌ	فَعَمُوْا
وہ قتل کرتے ہیں	اور انہوں نے گمان کیا	کہ نہیں ہوگی	کوئی آفت	پس وہ لوگ اندھے ہوئے

وَصَمُّوْا	ثُمَّ	تَابَ	اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ	ثُمَّ	عَمُوْا	وَصَمُّوْا
اور بہرے ہوئے	پھر	متوجہ ہوا (اپنی شفقت کے ساتھ)	اللہ	ان پر	پھر	اندھے ہو گئے	اور بہرے ہو گئے

كَثِيْرٌ	مِّنْهُمْ ۭ	وَاللّٰهُ	بَصِيْرٌۢ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ
اکثر	ان میں سے	اور اللہ	ہمیشہ دیکھنے والا ہے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

802

سورۃ المائدہ (۵)

آیت نمبر (72 تا 77)

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ
رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ
اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا
عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَ
اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ
كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ
دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ
السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ ع ﴾

ک ف ء

(ض)	اَفَكَ	(1) کسی چیز کو اس کے رُخ سے پھیر دینا۔ (2) جھوٹ گھڑنا۔ جھوٹی چیزیں بنانا۔ ﴿اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ﴾ (46/الاحقاف:22) ''کیا تو آیا ہمارے پاس تاکہ تو پھیر دے ہم کو ہمارے خداؤں سے۔'' ﴿فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ ۚ﴾ (7/الاعراف:117) ''تو جب ہی اس نے ان کے گھڑے ہوئے (شعبدہ) کو نگلنا شروع کر دیا۔''
	اِفْكٌ	اسم ذات ہے۔ گھڑا ہوا جھوٹ۔ بہتان۔ ﴿هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾﴾ (24/النور:12) ''یہ ایک کھلا بہتان ہے۔''
	اَفَّاكٌ	فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار بکثرت جھوٹ گھڑنے والا۔ بہتان لگانے والا۔ ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۷﴾ ۙ﴾ (45/الجاثیۃ:7) ''تباہی ہے ہر ایک بہتان باز گنہگار کے لیے۔''
(افتعال)	اِئْتِفَاكًا	کسی جگہ یا بستی کا اُلٹ جانا۔ اوندھا ہونا۔
	مُؤْتَفِكَةٌ	اسم الفاعل ہے۔ اُلٹ جانے والی۔ ﴿وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ ۙ﴾ (53/النجم:53) ''اور اُلٹ جانے والی بستی کو اس نے نیچے گرایا۔''

ترکیب

اِنَّ کا اسم اَللّٰهَ ہے، اَلْمَسِيْحُ اس کی خبر معرف باللام آئی ہے اس لیے هُوَ کی ضمیر فاصل آئی ہے، جبکہ اِبْنُ مَرْيَمَ بدل ہے اَلْمَسِيْحُ کا۔ اِنَّهٗ میں ہٗ کی ضمیر اِنَّ کا اسم ہے جبکہ مَنْ يُّشْرِكْ سے اَلْجَنَّةَ تک پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ قَدْ خَلَتْ کا فاعل اَلرُّسُلُ ہے جو عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے واحد مؤنث کا صیغہ بھی جائز ہے۔ اُمُّهٗ میں ہٗ کی ضمیر اَلْمَسِيْحُ کے لیے ہے۔ غَيْرَ الْحَقِّ حال ہے اس لیے غَيْرَ منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

لَقَدۡ كَفَرَ	الَّذِيۡنَ	قَالُوۡۤا	اِنَّ اللّٰهَ	هُوَ الۡمَسِيۡحُ	ابۡنُ مَرۡيَمَؕ	وَ
یقیناً کفر کر چکے	وہ لوگ جنھوں نے	کہا	بیشک اللہ	ہی مسیحؑ ہے	جو مریم کا بیٹا ہے	حالانکہ

قَالَ	الۡمَسِيۡحُ	يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ	اعۡبُدُوا	اللّٰهَ	رَبِّىۡ	وَرَبَّكُمۡؕ
کہا	مسیحؑ نے	اے بنی اسرائیل	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	جو میرا رب ہے	اور تمھارا رب ہے

اِنَّهٗ	مَنۡ	يُّشۡرِكۡ	بِاللّٰهِ	فَقَدۡ حَرَّمَ	اللّٰهُ	عَلَيۡهِ	الۡجَـنَّةَ
بیشک وہ	جو	شرک کرتا ہے	اللہ کے ساتھ	تو حرام کر چکا ہے	اللہ	اس پر	جنت کو

وَمَاۡوٰٮهُ	النَّارُؕ	وَمَا	لِلظّٰلِمِيۡنَ	مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۷۲﴾
اور اس کا ٹھکانا	آگ ہے	اور نہیں ہے	ظلم کرنے والوں کے لیے	کسی قسم کا کوئی مددگار

لَقَدۡ كَفَرَ	الَّذِيۡنَ	قَالُوۡۤا	اِنَّ	اللّٰهَ	ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ	وَمَا
بیشک کفر کر چکے	اور وہ لوگ جنھوں نے	کہا	کہ	اللہ	تین کا تیسرا ہے	اور نہیں ہے

مِنۡ اِلٰهٍ	اِلَّاۤ	اِلٰـهٌ وَّاحِدٌؕ	وَاِنۡ	لَّمۡ يَنۡتَهُوۡا	عَمَّا	يَقُوۡلُوۡنَ
کسی قسم کا کوئی الٰہ	سوائے	واحد الٰہ کے	اور اگر	یہ لوگ باز نہ آئے	اس سے جو	یہ کہتے ہیں

لَيَمَسَّنَّ	الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	مِنۡهُمۡ	عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۳﴾	اَفَلَا
تو لازماً پہنچے گا	ان کو جنھوں نے	کفر کیا	ان میں سے	ایک دردناک عذاب	تو کیوں نہیں

يَتُوۡبُوۡنَ	اِلَى اللّٰهِ	وَيَسۡتَغۡفِرُوۡنَهٗؕ	وَ	اللّٰهُ	غَفُوۡرٌ
یہ لوگ پلٹتے	اللہ کی طرف	اور معافی مانگتے اس سے	جبکہ	اللہ	بے انتہا معاف کرنے والا ہے

رَّحِيۡمٌ ﴿۷۴﴾	مَا الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ	اِلَّا	رَسُوۡلٌ ۚ	قَدۡ خَلَتۡ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	مریم کے بیٹے مسیحؑ نہیں ہیں	مگر	ایک رسول	گزر چکے ہیں

مِنۡ قَبۡلِهِ	الرُّسُلُؕ	وَاُمُّهٗ	صِدِّيۡقَةٌؕ	كَانَا يَاۡكُلٰنِ	الطَّعَامَؕ
ان سے پہلے	بہت سے رسول	اور ان کی والدہ	سچی ہیں	وہ دونوں کھاتے تھے	کھانا

اُنۡظُرۡ	كَيۡفَ	نُبَيِّنُ	لَهُمُ	الۡاٰيٰتِ	ثُمَّ انۡظُرۡ	اَنّٰى
تو دیکھو	کیسے	ہم واضح کرتے ہیں	ان کے لیے	نشانیوں کو	پھر دیکھو	کہاں سے

يُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۷۵﴾	قُلۡ	اَتَعۡبُدُوۡنَ	مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	مَا
یہ لوگ پھیرے جاتے ہیں	آپؐ کہیے	کیا تم لوگ عبادت کرتے ہو	اللہ کے علاوہ	اس کی جو

لَا يَمۡلِكُ	لَـكُمۡ	ضَرًّا	وَّلَا نَفۡعًاؕ	وَاللّٰهُ	هُوَ السَّمِيۡعُ
مالک نہیں ہے	تمہارے لیے	کسی نقصان کا	اور نہ ہی کسی نفع کا	اور اللہ	ہی سننے والا ہے

الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾	قُلْ	يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	لَا تَغْلُوْا	فِيْ دِيْنِكُمْ	غَيْرَ الْحَقِّ
جاننے والا ہے	آپ ؐ کہئے	اے اہل کتاب	تم لوگ زیادتی مت کرو	اپنے دین میں	ناحق

وَلَا تَتَّبِعُوْٓا	اَهْوَآءَ قَوْمٍ	قَدْ ضَلُّوْا	مِنْ قَبْلُ	وَاَضَلُّوْا
اور پیروی مت کرو	ایک ایسی قوم کی خواہشات کی	جو بھٹک چکے	اس سے پہلے	اور جنہوں نے گمراہ کیا

كَثِيْرًا	وَّضَلُّوْا	عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾
بہتوں کو	اور گمراہ ہوئے	راستے کے بیچ سے

نوٹ۔1

حضرت عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروکار جو عقائد رکھتے تھے وہ بڑی حد تک اس حقیقت کے مطابق تھے جس کا مشاہدہ انہوں نے خود کیا تھا اور جس کی تعلیم حضرت عیسیٰؑ نے ان کو دی تھی۔ مگر بعد کے عیسائیوں نے ایک طرف ان کی تعظیم میں غلو کر کے اور دوسری طرف ہمسایہ قوموں کے اوہام اور فلسفوں سے متاثر ہو کر ایک بالکل نیا مذہب تیار کر لیا جس کو مسیحؑ کی اصل تعلیمات سے دور کا واسطہ بھی نہ رہا۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے چودھویں ایڈیشن میں JESUS CHRIST کے عنوان پر ایک مسیحی عالمِ دینیات ریورینڈ چارلس اینڈرسن اکاٹ کا ایک طویل مضمون شامل ہے۔ اس میں صاحبِ مضمون نے لکھا ہے کہ پہلی تین انجیلوں (متی۔ مرقس۔ لوقا) میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے یہ گمان کیا جا سکتا ہو کہ ان انجیلوں کے لکھنے والے یسوع کو انسان کے سوا کچھ اور سمجھتے تھے۔ ان کی نگاہ میں وہ ایک انسان تھے۔ درحقیقت انؑ کے حاضر و ناظر ہونے کا اگر دعویٰ کیا جائے تو یہ اس پورے تصور کے بالکل خلاف ہو گا جو ہمیں انجیلوں سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر مسیحؑ کو قادرِ مطلق سمجھنے کی گنجائش تو انجیلوں میں اور بھی کم ہے۔ فی الواقع یہ بات اِن انجیلوں (یعنی مذکورہ تین انجیلوں) کے تاریخی حیثیت سے معتبر ہونے کی اہم شہادت ہے کہ ان میں ایک طرف مسیح کے فی الحقیقت انسان ہونے کی شہادت محفوظ ہے اور دوسری طرف ان کے اندر کوئی شہادت اس امر کی موجود نہیں ہے کہ مسیحؑ اپنے آپ کو خدا سمجھتے تھے۔ یہ سینٹ پال تھا جس نے اعلان کیا کہ واقعۂ رفع کے وقت اسی فعل رفع کے ذریعہ سے یسوع کو پورے اختیارات کے ساتھ ابن اللہ کے مرتبہ پر اعلانیہ فائز کیا گیا۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے ایک دوسرے مضمون CHRISTIANITY میں ریورنڈ جارج ولیم ناکس مسیحی کلیسا کے بنیادی عقیدے پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ عقیدۂ تثلیث کا فکری سانچہ یونانی ہے اور یہودی تعلیمات اس میں ڈھالی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ہمارے لیے ایک عجیب قسم کا مرکب ہے۔ مذہبی خیالات بائبل کے ڈھلے ہوئے ایک اجنبی فلسفے کی صورتوں میں۔ نیقیا کی کونسل نے اس عقیدے میں جو درج کیا ہے اسے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی تمام خصوصیات میں بالکل یونانی فکر کا نمونہ ہے۔

اسی سلسلہ میں انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے ایک اور مضمون CHURCH HISTORY میں لکھا ہے کہ تیسری صدی عیسوی کے خاتمہ سے پہلے مسیحؑ کو عام طور پر ''کلام'' کا جدی ظہور تو مان لیا گیا تھا تاہم بکثرت عیسائی ایسے تھے جو مسیحؑ کی الوہیت کے قائل نہ تھے۔ چوتھی صدی میں اس مسئلہ پر سخت بحثیں چھڑی ہوئی تھیں جن سے کلیسا کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ آخر کار ۳۲۵ء میں نیقیا کی کونسل نے الوہیت مسیح کو باضابطہ سرکاری طور پر اصل مسیحی عقیدہ قرار دیا اور مخصوص الفاظ میں اسے مرتب کر دیا۔ اگرچہ

اس کے بعد بھی کچھ مدت تک جھگڑا چلتا رہا لیکن آخری فتح نیقیا ہی کے فیصلے کی ہوئی۔ اس طرح عقیدۂ تثلیث مسیحی مذہب کا ایک جزو لاینفک قرار دیا گیا۔

802

نوٹ۔2

ابنِ حزمؒ وغیرہ کی رائے ہے کہ حضرت اسحاقؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی والدہ نبیہؓ تھیں کیونکہ بیبی سارہ سے فرشتوں نے کلام کیا تھا۔ (11/ ھود:73) حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی تھی۔ (28/ القصص:7) اور بی بی مریم سے بھی فرشتے نے کلام کیا تھا۔ (19/ مریم:19) جبکہ جمہور علماء کی رائے ہے کہ نبوت مردوں میں رہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے پیغام دے کر نہیں بھیجا آپؐ سے پہلے مگر کچھ مردوں کو (12/ یوسف:109)۔ (تفسیر ابن کثیر سے ماخوذ)

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ کسی سے صرف فرشتوں کا خطاب کرلینا یا کسی کی طرف اللہ کا وحی بھیج دینا اس کے نبی ہونے کے لیے کافی نہیں ہے۔ نبی ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی قوم کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے مامور بھی کیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ زیرِ مطالعہ آیت نمبر 75 میں بی بی مریم کو نبیہؓ کے بجائے صدیقہ کہا گیا ہے۔

آیت نمبر (78 تا 86)

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا
يَعْتَدُوْنَ ۝٧٨ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝٧٩ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ
يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ
خٰلِدُوْنَ ۝٨٠ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا
مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٨١ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ
اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا
يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٨٢ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓي اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ
الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝٨٣ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَاۗءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ
نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝٨٤ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٨٥ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝٨٦ ع﴾

ق س س

(ن) قَسًّا — رات میں کسی چیز کی جستجو کرنا۔

قِسِّيْسٌ — رات میں علم کی جستجو کرنے والا۔ نصاریٰ کا عالم پادری۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

د م ع

(ف) دَمْعًا — آنسو جاری ہونا۔

دَمْعٌ اسم ذات بھی ہے۔آنسو۔آیت زیرِ مطالعہ۔ 802

ترکیب

وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ میں اِبْنِ کی جر بتارہی ہے کہ یہ فقرہ بھی عَلٰی لِسَانِ کا مضاف الیہ ہے۔يَتَنَاهَوْنَ باب تفاعل کا مضارع ہے۔فَعَلُوْهُ کی ضمیر مفعولی مُنْكَرٍ کے لیے ہے۔هُمْ مبتداء ہے، خٰلِدُوْنَ اِس کی خبر ہے اور فِي الْعَذَابِ متعلق خبر مقدم ہے۔ لَوْ شرطیہ ہے۔كَانُوْا سے اِلَيْهِ تک شرط ہے اور مَا اتَّخَذُوْا جواب شرط ہے۔كَانُوْا کا اسم اس میں هُمْ کی ضمیر ہے اور يُؤْمِنُوْنَ اس کی خبر ہے۔لَتَجِدَنَّ کا مفعول اوّل اَشَدَّ ہے جبکہ اَلْيَهُوْدَ اور وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مفعول ثانی ہیں۔بِاَنَّ کا اسم قِسِّيْسِيْنَ اور رُهْبَانًا ہیں، اس کی خبر محذوف ہے اور مِنْهُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

لُعِنَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ
لعنت کی گئی	ان لوگوں پر جنہوں نے	کفر کیا	بنی اسرائیل میں سے	داؤدؑ کی زبان پر (یعنی سے)

وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ	ذٰلِكَ	بِمَا	عَصَوْا	وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (78)
اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبان سے	یہ	اس سبب سے کہ	انہوں نے نافرمانی کی	اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ	عَنْ مُّنْكَرٍ	فَعَلُوْهُ ؕ	لَبِئْسَ	مَا	كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (79)
ایک دوسرے کو منع نہیں کیا کرتے تھے	کسی برائی سے	جو انہوں نے کیں	تو کتنا برا ہے	وہ، جو	وہ لوگ کرتے تھے

تَرٰى	كَثِيْرًا	مِّنْهُمْ	يَتَوَلَّوْنَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا ؕ	لَبِئْسَ
تو دیکھے گا	اکثر کو	ان میں سے	کہ وہ دوستی کرتے ہیں	ان سے جنہوں نے	کفر کیا	تو کتنا برا ہے

مَا	قَدَّمَتْ	لَهُمْ	اَنْفُسُهُمْ	اَنْ	سَخِطَ	اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ	وَفِي الْعَذَابِ
وہ، جو	آگے بھیجا	ان کے لیے	ان کے نفسوں نے	کہ	غصہ کیا	اللہ نے	ان پر	اور عذاب میں

هُمْ	خٰلِدُوْنَ (80)	وَلَوْ	كَانُوْا	يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالنَّبِيِّ
وہ لوگ	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور اگر	وہ لوگ ہوتے	کہ ایمان لاتے	اللہ پر	اور ان نبیؐ پر

وَمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْهِ	مَا اتَّخَذُوْهُمْ	اَوْلِيَآءَ	وَلٰكِنَّ	كَثِيْرًا	مِّنْهُمْ
اور اس پر جو	اُتارا گیا	ان کی طرف	تو نہ بناتے ان کو	دوست	اور لیکن	اکثر	ان میں سے

فٰسِقُوْنَ (81)	لَتَجِدَنَّ	اَشَدَّ النَّاسِ	عَدَاوَةً
نافرمانی کرنے والے ہیں	لازماً پائے گا	لوگوں میں سے سخت	بلحاظ دشمنی کے

لِّلَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	الْيَهُوْدَ	وَالَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا ۚ	وَلَتَجِدَنَّ
ان کے لیے جو	ایمان لائے	یہودیوں کو	اور ان کو جنہوں نے	شرک کیا	اور تو لازماً پائے گا

اَقْرَبَهُمْ	مَّوَدَّةً	لِّلَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	الَّذِيْنَ 802	قَالُوْٓا
ان میں سب سے قریب	بلحاظ دوستی کے	ان کے لیے جو	ایمان لائے	ان کو جنہوں نے	کہا

اِنَّا	نَصٰرٰى ط	ذٰلِكَ	بِاَنَّ	مِنْهُمْ	قِسِّيْسِيْنَ	وَرُهْبَانًا	وَّ اَنَّهُمْ
کہ ہم	نصرانی ہیں	یہ	اس سبب سے کہ	ان میں	علماء ہیں	اور درویش ہیں	اور یہ کہ وہ لوگ

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾	وَاِذَا	سَمِعُوْا	مَآ	اُنْزِلَ	اِلَى الرَّسُوْلِ	تَرٰٓى
تکبر نہیں کرتے	اور جب	وہ سنتے ہیں	اس کو جو	اُتارا گیا	ان رسول کی طرف	تو، تو دیکھتا ہے

اَعْيُنَهُمْ	تَفِيْضُ	مِنَ الدَّمْعِ	مِمَّا	عَرَفُوْا	مِنَ الْحَقِّ ج	يَقُوْلُوْنَ
ان کی آنکھوں کو	بھر آتی ہیں	آنسو سے	اس سے جو	انہوں نے پہچانا	حق میں سے	وہ کہتے ہیں

رَبَّنَآ	اٰمَنَّا	فَاكْتُبْنَا	مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾	وَمَا لَنَا
اے ہمارے رب!	ہم ایمان لائے	پس تو لکھ دے ہم کو	گواہی دینے والوں کے ساتھ	اور کیا ہے ہم کو

لَا نُؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَمَا	جَآءَنَا	مِنَ الْحَقِّ لا	وَنَطْمَعُ
(کہ) ہم ایمان نہ لائیں	اللہ پر	اور اس پر جو	آیا ہمارے پاس	حق میں سے	اور ہم اُمید کرتے ہیں

اَنْ	يُّدْخِلَنَا	رَبُّنَا	مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾	فَاَثَابَهُمُ	اللّٰهُ
کہ	داخل کرے گا ہم کو	ہمارا رب	صالح لوگوں کے ساتھ	تو بدلے میں دیا ان کو	اللہ نے

بِمَا	قَالُوْا	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ
بسبب اس کے جو	انہوں نے کہا	ایسے باغات	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے

فِيْهَا ط	وَ	ذٰلِكَ	جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَكَذَّبُوْا
اس میں	اور	یہ	احسان کرنے والوں کا بدلہ ہے	اور جنہوں نے	کفر کیا	اور جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَآ	اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ ع
ہماری نشانیوں کو	وہ لوگ	جہنم والے ہیں

نوٹ۔1

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلی برائی بنی اسرائیل میں یہی داخل ہوئی تھی کہ ایک شخص دوسرے کو خلافِ شرع کوئی کام کرتے دیکھتا تو اسے روکتا۔ لیکن دوسرے روز جب وہ نہ چھوڑتا تو یہ اس سے کنارہ کشی نہ کرتا اور میل جول باقی رکھتا۔ اس وجہ سے سب میں ہی سنگ دلی آگئی (ابوداود)۔ آپؐ نے فرمایا کہ یا تو تم بھلائی کا حکم اور بُرائی سے منع کرتے رہو گے یا اللہ تعالیٰ تم پر کوئی عذاب بھیج دے گا۔ پھر تم اس سے دُعائیں بھی کرو گے لیکن وہ قبول نہیں فرمائے گا (مسند احمد اور ترمذی)۔ ایک اور حدیث میں فرمایا کہ اچھائی کا حکم اور بُرائی سے ممانعت کرو اس سے پہلے کہ تمہاری دُعائیں قبول ہونے سے روک دی جائیں (ابن ماجہ)

(منقول از ابنِ کثیر)

نوٹ-2

آیات زیر مطالعہ میں یہود، مشرکین اور نصارٰی کے متعلق جو بات کی گئی ہے وہ مطلق نہیں ہے بلکہ تناسب کے لحاظ سے ہے۔ آج بھی صورتحال یہی ہے کہ یہودی اور آج کے مشرک یعنی ہندو، مسلمانوں کا وجود بھی گوارہ نہیں کرتے اور انھیں ہستی سے نابود کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ جبکہ عیسائی بھی مسلمانوں کو مغلوب اور دست نگر بنا کر رکھنے کے لیے تو کوشاں ہیں لیکن اس مخالفت میں وہ اتنے شدید نہیں ہیں۔

آیت نمبر (87 تا 89)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝٨٧ وَ
كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝٨٨ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ
بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ
مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ
ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ۝٨٩ ﴾

ترکیب

طَيِّبٰتِ مضاف ہے اور مَا اس کا مضاف الیہ ہے۔ كُلُوْا کا مفعول مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ہے جبکہ حَلٰلًا طَيِّبًا حال ہے۔ يُؤَاخِذُ باب مفاعلہ کا مضارع ہے۔ كَفَّارَتُهٗ کی ضمیر عَقَّدْتُّمْ کے مصدر تَعْقِيْدٌ کے لیے ہے، كِسْوَتُهُمْ کی ضمیر مَسٰكِيْنَ کے لیے ہے۔ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ اور كِسْوَتُهُمْ اور تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ، یہ سب خبریں ہیں، اس لیے ان کے مضاف حالتِ رفع میں ہیں۔ جبکہ ان کی مبتداء كَفَّارَتُهٗ ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تُحَرِّمُوْا	طَيِّبٰتِ مَآ	اَحَلَّ	اللّٰهُ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ حرام مت کرو	ان پاکیزہ چیزوں کو جس کو	حلال کیا	اللہ نے

لَكُمْ	وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُحِبُّ	الْمُعْتَدِيْنَ ۝٨٧	وَكُلُوْا
تمہارے لیے	اور حد سے مت بڑھو	بیشک اللہ	پسند نہیں کرتا	حد سے بڑھنے والوں کو	اور کھاؤ

مِمَّا	رَزَقَكُمُ	اللّٰهُ	حَلٰلًا طَيِّبًا ۠	وَّاتَّقُوا	اللّٰهَ الَّذِيْٓ	اَنْتُمْ	بِهٖ
اس میں سے جو	عطا کیا تم کو	اللہ نے	پاکیزہ حلال ہوتے ہوئے	اور تقویٰ کرو	اس اللہ کا	تم لوگ	جس پر

مُؤْمِنُوْنَ	لَا يُؤَاخِذُكُمُ	اللّٰهُ	بِاللَّغْوِ	فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ
ایمان رکھنے والے ہو	جواب طلبی نہیں کرے گا تم سے	اللہ	بغیر سوچی سمجھی بات پر	تمہاری قسموں میں سے

وَلٰكِنْ	يُّؤَاخِذُكُمْ	بِمَا	عَقَّدْتُّمُ	الْاَيْمَانَ ۚ	فَكَفَّارَتُهٗٓ
اور لیکن	وہ جواب طلبی کرے گا تم سے	اس پر جو	پختہ کیا تم نے	قسموں کو	تو اس کا (پختہ کرنے کا) کفارہ

اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ	مِنْ اَوْسَطِ مَا	تُطْعِمُوْنَ	اَهْلِيْكُمْ	اَوْ	802 كِسْوَتُهُمْ
دس مسکینوں کو کھلانا ہے	اس کے اوسط سے جو	تم لوگ کھلاتے ہو	اپنے گھر والوں کو	یا	ان کو پہنانا ہے

اَوْ	تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ	فَمَنْ	لَّمْ يَجِدْ	فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ	ذٰلِكَ	كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ
یا	کسی گردن کا آزاد کرنا ہے	پھر جو	نہ پائے	تو تین دن کا روزہ رکھنا ہے	یہ	تمہاری قسموں کا کفارہ ہے

اِذَا	حَلَفْتُمْ ؕ	وَاحْفَظُوْٓا	اَيْمَانَكُمْ ؕ	كَذٰلِكَ	يُبَيِّنُ	اللّٰهُ
جب بھی	تم لوگ قسمیں کھاؤ	اور حفاظت کرو	اپنی قسموں کی	اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ

لَكُمْ	اٰيٰتِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ
تمہارے لیے	اپنی آیات کو	شاید کہ تم لوگ	شکر گزار ہو

نوٹ۔1

آیت نمبر۔87 کے دو مفہوم ہیں۔ایک یہ کہ خود حلال وحرام کے مختار نہ بنو۔حلال وہی ہے جو اللہ نے حلال کیا اور حرام وہی ہے جو اللہ نے حرام کیا۔دوسرے یہ کہ عیسائی راہبوں، ہندو جوگیوں، بدھ مت کے بھکشوؤں اور اشراقی متصوّفین کی طرح قطعِ لذّات کا طریقہ اختیار نہ کرو۔مذہبی رجحان کے نیک مزاج لوگوں کو ہمیشہ یہ میلان پایا جاتا رہا ہے کہ نفس وجسم کے حقوق ادا کرنے کو وہ روحانی ترقی میں مانع سمجھتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اپنے نفس کو لذتوں سے محروم کرنا ایک نیکی ہے اور خدا کا تقرب اس کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا صحابہؓ کرام میں سے بھی بعض میں یہ سوچ پائی جاتی تھی۔چنانچہ اس سے ممانعت کی متعدد احادیث ہیں۔ایک حدیث میں ارشاد فرمایا یہ لوگوں کو کیا ہوا ہوگیا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو اور اچھے کھانے کو اور خوشبودار اور نیند اور دنیا کی لذتوں کو اپنے حرام کرلیا ہے۔میں نے تمہیں یہ تعلیم نہیں دی ہے کہ تم راہب اور پادری بن جاؤ۔رہبانیت کے سارے فائدے جہاد سے حاصل ہوتے ہیں۔(تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

قسم کھانے کی چند صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ کسی گزشتہ واقعہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے۔اس کو ''یمین غوس'' کہتے ہیں۔یہ سخت گناہ کبیرہ ہے اور اس کا کفارہ نہیں ہے۔حقیقی توبہ سے معافی اُمید ہے۔دوسری یہ کہ بلاقصد زبان سے لفظ قسم نکل جائے یا کسی گزشتہ واقعہ پر اپنے نزدیک سچا سمجھ کر قسم کھائے جبکہ دراصل وہ غلط ہو۔اس کو ''یمین لغو'' کہتے ہیں۔اس پر گناہ نہیں ہے۔اسی لیے کفارہ بھی نہیں ہے۔تیسری یہ کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے۔اس کو ''یمین منعقدہ'' کہتے ہیں۔اس قسم کو توڑنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے۔(معارف القرآن)

آیت نمبر (90 تا 93)

802

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۹۰ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَ
يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۹۱ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ
احْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۹۲ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۹۳ ع ﴾

ر ج س

(س۔ک) رَجَاسَةً : قبیح کام کرنا۔

رِجْسٌ : اسم ذات ہے۔گندگی۔نجاست۔آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اَلْخَمْرُ سے وَالْاَزْلَامُ تک چاروں مبتداء ہیں۔ رِجْسٌ ان کی خبر جمع کے بجائے واحد لا کر اسے ہر مبتداء پر عطف کیا گیا ہے۔ یعنی اصل بات اس طرح تھی۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ ۔آیت میں خبر کو جمع کے بجائے واحد لا کر ان چار جملوں کے تاکیدی مفہوم کو ایک جملے میں سمو دیا گیا ہے۔ اجتناب کے حکم میں اسی تاکیدی مفہوم کو برقرار رکھنے کے لیے ضمیر مفعولی بھی واحد آئی ہے۔ وَيَصُدَّ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ اَنْ يُّوْقِعَ کے اَنْ پر عطف ہے۔ وَاحْذَرُوْا کا مفعول محذوف ہے۔ اس وجہ سے اس حکم کا مفہوم وسیع ہو کر اطاعت کے پورے دائرے پر محیط ہو گیا ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِنَّمَا	الْخَمْرُ	وَالْمَيْسِرُ	وَالْاَنْصَابُ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	شراب	اور جوا	اور بت

وَالْاَزْلَامُ	رِجْسٌ	مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ	فَاجْتَنِبُوْهُ
اور فال کے تیر	(ہر ایک) نجاست ہے	شیطان کے عمل میں سے	پس تم لوگ دور رہو اس سے (یعنی ہر ایک سے)

لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ۹۰	اِنَّمَا	يُرِيْدُ	الشَّيْطٰنُ	اَنْ	يُّوْقِعَ	بَيْنَكُمُ
شائد کہ تم لوگ	فلاح پاؤ	کچھ نہی سوائے اس کے	چاہتا ہے	شیطان	کہ	وہ ڈال دے	تمہارے درمیان

الْعَدَاوَةَ	وَالْبَغْضَآءَ	فِي الْخَمْرِ	وَالْمَيْسِرِ	وَيَصُدَّكُمْ	عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ
عداوت	اور بغض	شراب سے	اور جوئے سے	اور (یہ کہ) وہ روکے تم کو	اللہ کی یاد سے

وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ	فَهَلْ	اَنْتُمْ	مُّنْتَهُوْنَ ۹۱	وَاَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَاَطِيْعُوا
اور نماز سے	تو کیا	تم لوگ	باز آنے والے ہو	اور تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور اطاعت کرو

الرَّسُوْلَ	وَاحْذَرُوْا ۚ	فَاِنْ	تَوَلَّيْتُمْ	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّمَا	عَلٰى رَسُوْلِنَا
ان رسولؐ کی	اور محتاط رہو	پھر اگر	تم لوگ منہ موڑتے ہو	تو جان لو	کہ کچھ نہیں مگر	ہمارے رسول پر

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾	لَيْسَ	عَلَى الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	جُنَاحٌ
واضح طور پر پہنچانا ہے	نہیں ہے	ان پر جو	ایمان لائے	اور عمل کیے	نیک	کوئی گناہ

فِيْمَا	طَعِمُوْٓا	اِذَا مَا	اتَّقَوْا	وَّاٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ
اس میں جو	کھایا پیا	جبکہ وہ، جو	انہوں نے تقویٰ کیا	اور ایمان لائے	اور عمل کیے	نیک

ثُمَّ	اتَّقَوْا	وَّاٰمَنُوْا	ثُمَّ	اتَّقَوْا
پھر	انہوں نے (مزید) تقویٰ کیا	اور (مزید) ایمان لائے (یعنی پختہ کیا)	پھر	(مزید) تقویٰ کیا

وَّاَحْسَنُوْا ؕ	وَاللّٰهُ	يُحِبُّ	الْمُحْسِنِيْنَ
اور خوب نیک کاری کی	اور اللہ	پسند کرتا ہے	احسان کرنے والوں کو

نوٹ۔1

عربی میں کھانے کے لیے اَکَلَ اور پینے کے لیے شَرِبَ کے الفاظ ہیں۔ جبکہ طَعِمَ کا اصل مفہوم ہے ''چکھنا''۔ اب کسی چیز کو کھا کر بھی چکھا جا سکتا ہے اور پی کر بھی۔ اس طرح طَعِمَ میں کھانے اور پینے، دونوں کا مفہوم شامل ہو جاتا ہے۔ مثلاً آیت نمبر۔2/249 میں یہ لفظ پینے کے مفہوم میں آیا ہے۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔93 میں یہ لفظ اپنے جامع مفہوم میں آیا ہے جس کو ہم نے ترجمے میں ظاہر کیا ہے۔

نوٹ۔2

شراب اور جوئے کے متعلق سب سے پہلے آیت نمبر۔2/219 میں بتایا جا چکا تھا کہ ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔ اس کے بعد آیت نمبر۔3۔43 میں نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ پھر زیر مطالعہ آیت نمبر۔90 میں ان کو مطلق حرام قرار دے دیا گیا۔ اس حکم کے آنے سے پہلے رسول اللہؐ نے ایک خطبہ میں لوگوں کو خبردار کیا کہ اللہ تعالیٰ کو شراب سخت ناپسند ہے بعید نہیں کہ اس کی قطعی حرمت کا حکم آ جائے۔ لہٰذا جس کے پاس شراب موجود ہو وہ اسے فروخت کر دے۔ اس کے کچھ مدت بعد یہ آیت نازل ہوئی اور آپؐ نے اعلان کرایا کہ اب جس کے پاس شراب ہے وہ نہ تو اسے پی سکتا ہے اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ بلکہ وہ اسے ضائع کر دے۔ چنانچہ اسی وقت مدینہ کی گلیوں میں شراب بہا دی گئی۔ ایک صاحب نے باصرار دریافت کیا کہ دوا کے طور پر استعمال کرنے کی تو اجازت ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، وہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے۔ آپؐ نے اس دستر خوان پر کھانا کھانے سے بھی منع فرمایا جس پر شراب پی جا رہی ہو۔ (تفہیم القرآن)

اب اس کے بعد بھی کوئی دانشور اگر اس زعم میں مبتلاء ہو جائے۔ کہ وہ قرآن کو نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سمجھتا ہے اور دعویٰ کرے کہ قرآن مجید میں کہیں بھی شراب کو حرام قرار نہیں دیا گیا، تو پھر کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا۔ اکثر دانشور بڑے مہذب اور انتہائی نفاست پسند ہوتے ہیں۔ انسانی عمل کے نجاستوں کے ذکر سے بھی ان کو گھن آتی ہے۔ فقہ کی کتابوں میں ایسی چیزوں کے تذکرے پر یہ ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ اور شیطان

کے عمل کی نجاستوں کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ لگتا ہے کہ یہ لوگ اپنی وحشت کو دانش وری سمجھ بیٹھے ہیں۔ کیونکہ۔

وحشت میں ہر نقشہ اُلٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلٰی نظر آتا ہے

آیت نمبر (94 تا 96)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُهٗۤ اَیْدِیْكُمْ وَ رِمَاحُكُمْ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ
یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۹۴﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ
اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ
هَدْیًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا
سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ
مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّیَّارَةِ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ
تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ ﴾

ر	م	ح

(ف)
رَمْحًا　　نیزہ مارنا۔
رُمْحٌ　　ج رِمَاحٌ۔ اسم ذات ہے۔ نیزہ۔ آیت زیر مطالعہ

ترکیب

تَنَالُ مضارع کا واحد مؤنث کا صیغہ ہے اور اس کی ضمیر مفعولی اَلصَّیْدِ کے لیے ہے، جبکہ اَیْدِیْكُمْ اور رِمَاحُكُمْ اس کے فاعل ہیں۔ فَجَزَآءٌ مبتداء نکرہ ہے اس کی خبر وَاجِبٌ محذوف ہے۔ مِنَ النَّعَمِ کا مِنْ بیانیہ ہے اور یہ مَاقَتَلَ کا نہیں بلکہ جَزَآءٌ کا بیان یعنی وضاحت ہے۔ مِنْ تبعیضیہ بھی ہوسکتا ہے۔ تب جَزَآءٌ کی وضاحت یَحْكُمُ بِهٖ... ہوگی۔ یَحْكُمُ کا فاعل ذَوَا عَدْلٍ ہے۔ هَدْیًا حال ہے۔ بٰلِغَ کی نصب بتارہی ہے کہ یہ بھی حال ہے۔ كَفَّارَةٌ مبتداء نکرہ ہے اس کی بھی خبر محذوف ہے اور طَعَامُ مَسٰكِیْنَ مبتداء کی وضاحت ہے۔ اسی طرح عَدْلُ ذٰلِكَ مبتداء کی خبر محذوف ہے جبکہ صِیَامًا مبتداء کی تمیز ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لَیَبْلُوَنَّكُمُ	اللّٰهُ	بِشَیْءٍ	مِّنَ الصَّیْدِ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	لازماً آزمائے گا تم لوگوں کو	اللہ	کسی چیز سے	شکار میں سے

تَنَالُهٗۤ	اَیْدِیْكُمْ	وَرِمَاحُكُمْ	لِیَعْلَمَ	اللّٰهُ	مَنْ	یَّخَافُهٗ	بِالْغَیْبِ ۚ
پہنچیں گے جس کو	تمہارے ہاتھ	اور تمہارے نیزے	تا کہ جان لے	اللہ	کون	ڈرتا ہے اس سے	بن دیکھے

فَمَنِ	اعْتَدٰی	بَعْدَ ذٰلِكَ	فَلَهٗ	عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۹۴﴾	یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا
پھر جو	زیادتی کرے گا	اس کے بعد	تو اس کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے	اے لوگو! جو	ایمان لائے

لَا تَقْتُلُوا	الصَّيْدَ	وَ	اَنْتُمْ	حُرُمٌ ؕ	وَمَنْ	قَتَلَهٗ 802	مِنْكُمْ
تم لوگ قتل مت کرو	شکار کو	اس حال میں کہ	تم لوگ	احرام میں ہو	اور جو	قتل کرے گا اس کو	تم میں سے

مُّتَعَمِّدًا	فَجَزَآءٌ	مِّثْلُ مَا	قَتَلَ	مِنَ النَّعَمِ	يَحْكُمُ	بِهٖ
جانتے بوجھتے ہوئے	تو بدلہ (واجب) ہے	اس کے جیسا جو	اس نے قتل کیا	مویشی میں سے	فیصلہ کریں	جس کا

ذَوَا عَدْلٍ	مِّنْكُمْ	هَدْيًا	بٰلِغَ الْكَعْبَةِ	اَوْ	كَفَّارَةٌ
دو انصاف والے	تم میں سے	ہدیہ ہوتے ہوئے	کعبہ کو پہنچنے والا ہوتے ہوئے	یا	کفارہ (واجب) ہے

طَعَامُ مَسٰكِيْنَ	اَوْ	عَدْلُ ذٰلِكَ	صِيَامًا	لِّيَذُوْقَ	وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ
مسکینوں کا کھانا	یا	اس کے برابر	روزہ رکھنا ہے	تاکہ وہ چکھے	اپنے کام کا وبال

عَفَا	اللّٰهُ	عَمَّا	سَلَفَ ؕ	وَمَنْ	عَادَ	فَيَنْتَقِمُ	اللّٰهُ	مِنْهُ ؕ
درگزر کیا	اللہ نے	اس سے جو	پہلے گزرا	اور جو	دوبارہ کرے گا	تو انتقام لے گا	اللہ	اس سے

وَاللّٰهُ	عَزِيْزٌ	ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾	اُحِلَّ	لَكُمْ	صَيْدُ الْبَحْرِ	وَطَعَامُهٗ
اور اللہ	بالادست ہے	انتقام والا ہے	حلال کیا گیا	تمہارے لیے	پانی کا شکار	اور اس کا کھانا

مَتَاعًا	لَّكُمْ	وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ	وَحُرِّمَ	عَلَيْكُمْ	صَيْدُ الْبَرِّ
سامان ہوتے ہوئے	تمہارے لیے	اور قافلے والوں کے لیے	اور حرام کیا گیا	تم لوگوں پر	خشکی کا شکار

مَا دُمْتُمْ	حُرُمًا ؕ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ الَّذِيْٓ	اِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ
جب تک تم لوگ رہو	احرام میں	اور تقویٰ کرو	اس اللہ کا	جس کی طرف	تم لوگ جمع کیے جاؤ گے

آیت نمبر (97 تا 100)

﴿ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ
لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾
قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

ترکیب

جَعَلَ کے دو مفعول آتے ہیں۔ کس کو بنایا اور کیا بنایا۔ یہاں جَعَلَ کا مفعول اوّل اَلْكَعْبَةَ ہے۔ لیکن اَلْبَيْتَ الْحَرَامَ مفعول ثانی نہیں ہے بلکہ یہ اَلْكَعْبَةَ کا بدل ہے اور مفعول ثانی قِيٰمًا ہے۔ اَلشَّهْرَ الْحَرَامَ، اَلْهَدْيَ اور الْقَلَآئِدَ،

یہ سب بھی جَعَلَ کے مفعول اوّل ہیں اور ان پر لام جنس ہے جبکہ ان کا مفعولِ ثانی بھی قِیٰمًا ہے۔ یَسْتَوِیْ کا فاعل ہونے کی وجہ سے اَلْخَبِیْثُ اور اَلطَّیِّبُ حالت رفع میں آئے ہیں اور اَعْجَبَ کا فاعل کَثْرَۃُ ہے۔

802

ترجمہ

جَعَلَ	اللّٰہُ	الْكَعْبَةَ	الْبَيْتَ الْحَرَامَ	قِيٰمًا	لِّلنَّاسِ
بنایا	اللہ نے	کعبہ کو	جو یہ محترم گھر ہے	باقی رہنے کا مدار	لوگوں کے لئے

وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ	وَالْهَدْيَ	وَالْقَلَآئِدَ ط	ذٰلِكَ
اور محترم مہینوں کو (بھی)	اور قربانی کے جانوروں کو (بھی)	اور پٹوں (والوں) کو (بھی)	یہ

لِتَعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا
اس لئے کہ تم لوگ جان لو	کہ	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	آسمانوں میں ہے	اور اس کو جو

فِي الْاَرْضِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ ۹۷	اِعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ
زمین میں ہے	اور یہ کہ	اللہ	ہر چیز کو	جاننے والا ہے	اور تم لوگ جان لو	کہ	اللہ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ط ۹۸	مَا
گرفت کا سخت ہے	اور یہ کہ	اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	اور ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	نہیں ہے

عَلَى الرَّسُوْلِ	اِلَّا	الْبَلٰغُ ط	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا	تُبْدُوْنَ	وَمَا
ان رسول ﷺ پر	مگر	پہنچانا	اور اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگ ظاہر کرتے ہو	اور اس کو جو

تَكْتُمُوْنَ ۹۹	قُلْ	لَّا يَسْتَوِي	الْخَبِيْثُ	وَالطَّيِّبُ	وَلَوْ
تم لوگ چھپاتے ہو	آپ ﷺ کہہ دیجئے	برابر نہیں ہوتیں	ناپاک	اور پاکیزہ (چیزیں)	اور اگرچہ

اَعْجَبَكَ	كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ج	فَاتَّقُوا	اللّٰهَ	يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ	لَعَلَّكُمْ
بھلی لگے تجھ کو	ناپاک کی کثرت	تو تقویٰ کرو	اللہ کا	اے ہوشمندو	شائد کہ تم لوگ

تُفْلِحُوْنَ
فلاح پاؤ

نوٹ۔1

کسی اصول یا چیز کے معقول اور پسندیدہ ہونے کے دلیل کے طور پر اکثر سننے میں آتا ہے کہ ''یہ تو ساری دنیا مانتی ہے''۔ ''یہ بات تو بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ ہے''۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔100 میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ اعلان کر دیجئے کہ کسی چیز کا رواج پا جانا اس کے معقول اور پسندیدہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ یہ غلط معیار ہے جو انسانوں نے اختیار کر لیا ہے۔ جو انسان تھوڑی سی بھی سوجھ بوجھ رکھتا ہے اسے سوچنا چاہیے کہ ہندوستان کے سارے ہندو گائے کے

پیشاب کو کتنا بھی پوتر یعنی پاکیزہ قرار دے لیں، پھر بھی اس کے پیشاب کی نجاست میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گیا اسے سوچنا چاہیے اگر گائے کا پیشاب واقع ہی اتنا پاکیزہ ہے تو پھر اس کے گوبر سے پرہیز کیوں؟ جس طرح وہ گائے کے پیشاب کو اپنے سر اور چہرے پر ملتے ہیں اسی طرح اس کا گوبر بھی مل لیا کریں۔ بالکل اسی طرح سے جوا، شراب، سود اور اس قبیل کی باقی چیزیں خواہ کتنا بھی رواج پا جائیں، پھر بھی ان کی خباثت اپنی جگہ برقرار رہے گی۔

آیت نمبر (101 تا 105)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ
الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا
كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَاۗىِٕبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ
قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْــــًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٤﴾ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ ﴾

س ی ب

(ض)	سَيْبًا	پانی کا اِدھر اُدھر بہنا۔ مویشی کا آزاد پھرنا۔
	سَآئِبَةٌ	اسم الفاعل ہے۔ آزاد پھرنے والی۔ اصطلاحاً ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جسے مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا گیا ہو۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ح م ی

(ض)	حَمْيًا	کسی چیز کو کسی سے روکنا۔ بچانا۔ حمایت کرنا۔
	حَامٍ	اسم الفاعل ہے۔ بچانے والا۔ اصطلاحاً ایسے اونٹ کو کہتے ہیں جسے مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا گیا ہو۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(س)	حُمِيًّا	کسی چیز کا بہت تیز گرم ہو جانا۔
	حَامِيَةٌ	اسم الفاعل ہے۔ گرم ہونے والی۔ ﴿ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴾ (88/الغاشیۃ:4) ''وہ گریں گے ایک جلنے والی یعنی دہکتی ہوئی آگ میں۔''
	حَمِيَّةٌ	اسم ذات ہے۔ جذبات کی گرمی کا اُبال۔ جوش۔ عصبیت۔ ﴿ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ ﴾ (48/الفتح:26) ''اور جب رکھا انہوں نے جنہوں نے کفر کیا، اپنے دلوں میں عصبیت۔''
(افعال)	اِحْمَاءً	کسی چیز کو خوب گرم کرنا۔ تپانا۔ ﴿ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ﴾ (9/التوبۃ:35) ''جس دن تپایا جائے گا اس کو جہنم کی آگ میں۔''

ترکیب

شَیْءٌ کی جمع اَشْیَاءُ غیر منصرف آتی ہے۔ یہاں اَشْیَاءَ حالتِ جر میں ہے اور نکرہ موصوفہ ہے۔ آگے جملہ شرطیہ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ اس کی صفت ہے۔ تُبْدَ دراصل باب افعال کے مضارع مجہول میں مؤنث کا صیغہ تُبْدٰی ہے اور اِنْ کی وجہ سے اس کی ''ی'' گری ہوئی ہے، جبکہ تَسُؤْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم آیا ہے۔ سَآئِبَةٍ اور وَصِیْلَةٍ اور حَامٍ، یہ سب مِنْ بَحِیْرَةٍ کی مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہوئے ہیں اور یہ مِنْ تبعیضیہ ہے۔ لَا یَضُرُّ کا فاعل مَنْ ہے۔

ترجمہ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَسْـَٔلُوْا	عَنْ اَشْیَآءَ	اِنْ	تُبْدَ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ مت پوچھو	ایسی چیزوں کے بارے میں	کہ اگر	وہ ظاہر کر دی جائیں

لَکُمْ	تَسُؤْکُمْ ج	وَاِنْ	تَسْـَٔلُوْا	عَنْهَا	حِیْنَ	یُنَزَّلُ
تمہارے لیے	تو وہ بری لگے تم کو	اور اگر	تم لوگ پوچھو گے	ان کے بارے میں	اس وقت کہ	اتارا جاتا ہے

الْقُرْاٰنُ	تُبْدَ	لَکُمْ ط	عَفَا	اللّٰهُ	عَنْهَا ط	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ
قرآن	تو وہ ظاہر کر دی جائیں گی	تمہارے لیے	درگزر کیا	اللہ نے	اس سے	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

حَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾	قَدْ سَاَلَهَا	قَوْمٌ	مِّنْ قَبْلِکُمْ	ثُمَّ	اَصْبَحُوْا	بِهَا	کٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾
بردبار ہے	پوچھ چکی ہے ان کو	ایک قوم	تم سے پہلے	پھر	وہ لوگ ہو گئے	اس کا	انکار کرنے والے

مَا جَعَلَ	اللّٰهُ	مِنْ بَحِیْرَةٍ	وَّلَا سَآئِبَةٍ	وَّلَا وَصِیْلَةٍ	وَّلَا حَامٍ لا
نہیں بنایا	اللہ نے	کسی قسم کا کوئی بحیرہ	اور نہ کوئی قسم کا کوئی سائبہ	اور نہ کسی قسم کا کوئی وصیلہ	اور نہ ہی کوئی حامی

وَّلٰکِنَّ	الَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	یَفْتَرُوْنَ	عَلَی اللّٰهِ	الْکَذِبَ ط	وَاَکْثَرُهُمْ
اور لیکن (یعنی بلکہ)	جنہوں نے	انکار کیا	وہ لوگ گھڑتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ	اور ان اکثر

لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾	وَاِذَا	قِیْلَ	لَهُمْ	تَعَالَوْا	اِلٰی مَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ
عقل سے کام نہیں لیتے	اور جب بھی	کہا جاتا ہے	ان سے	کہ تم لوگ آؤ	اس کی طرف جو	اتارا	اللہ نے

وَاِلَی الرَّسُوْلِ	قَالُوْا	حَسْبُنَا	مَا	وَجَدْنَا	عَلَیْهِ	اٰبَآءَنَا ط
اور ان رسولؐ کی طرف	تو وہ کہتے ہیں	کافی ہے ہم کو	وہ	ہم نے پایا	جس پر	اپنے آباؤ اجداد کو

اَوَ	لَوْ	کَانَ	اٰبَآؤُهُمْ	لَا یَعْلَمُوْنَ	شَیْـًٔا	وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾
تو کیا	اگر	تھے	ان کے آباؤ اجداد	کہ نہیں جانتے تھے	کچھ بھی	اور نہ ہدایت پاتے تھے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	عَلَیْکُمْ	اَنْفُسَکُمْ ج	لَا یَضُرُّکُمْ	مَّنْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگوں پر (ذمہ داری) ہے	اپنی جانوں کی	نقصان نہیں دے گا تم کو	وہ، جو

ضَلَّ	اِذَا	اهْتَدَيْتُمْ	اِلَى اللّٰهِ	مَرْجِعُكُمْ	جَمِيْعًا	فَيُنَبِّئُكُمْ
گمراہ ہوا	جبکہ	تم ہدایت پر ہو	اللہ کی طرف ہی	تم کو لوٹنا ہے	سب کو	پھر وہ آگاہ کردے گا تم کو

بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾
اس کے بارے میں جو	تو لوگ عمل کیا کرتے تھے

نوٹ۔1

نبی ﷺ خود بھی لوگوں کو کثرتِ سوال سے اور خواہ مخواہ ہر بات کی کھوج لگانے سے منع فرماتے رہتے تھے۔ ایسی ہی ایک حدیث میں ہے ''اللہ نے کچھ فرائض تم پر عائد کیے ہیں، انہیں ضائع نہ کرو، کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے، ان کے پاس نہ پھٹکو۔ کچھ حدود مقرر کی ہیں۔ ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور کچھ چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے، بغیر اس کے کہ اسے بھول لاحق ہوئی ہو۔ لہٰذا ان کی کھوج نہ لگاؤ''۔ اب جو شخص مجمل کو مفصل اور غیر معین کو معین کرتا ہے، وہ درحقیقت مسلمانوں کو بڑے خطرے میں ڈالتا ہے۔
(تفہیم القرآن)

سلسلۂ وحی منقطع ہونے کے بعد بھی سوالات گھڑ گھڑ کر ان کی تحقیقات میں پڑنا یا بے ضرورت چیزوں کے متعلق سوالات کرنا مذموم ہی رہے گا، کیونکہ اس میں اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمان ہونے کی ایک خوبی یہ ہے کہ آدمی فضول باتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے مسلمان جو فضول چیزوں کی تحقیق میں لگے رہتے ہیں کہ موسیٰؑ کی والدہ کا کیا نام تھا اور نوحؑ کی کشتی کا طول وعرض کیا تھا، جن کا کوئی اثر انسان کے عمل پر نہیں پڑتا، ایسے سوالات کرنا مذموم ہے جبکہ ایسے سوالات کرنے والے اکثر حضرات دین کے ضروری اور اہم مسائل سے بے خبر ہوتے ہیں۔
(معارف القرآن)

نوٹ۔2

آغازِ اسلام سے قبل یہ رواج عام تھا کہ مختلف طریقوں سے مویشیوں کو مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ پھر نہ کوئی اس پر سوار ہوتا، نہ اس کا دودھ پیا جاتا، نہ اسے ذبح کیا جاتا، نہ اس کا اُون اُتارا جاتا۔ اسے حق ہوتا کہ جس کھیت اور چراگاہ میں چاہے چرے اور جس گھاٹ سے چاہے پانی پیئے۔ ایسے مویشیوں کے مختلف نام تھے۔ تقدس کی علامت کے طور پر جس اونٹنی کے کان چیر کر آزاد کرتے اسے بحیرہ کہتے۔ کوئی منت پوری ہونے پر شکرانے کے طور پر جس اونٹ یا اونٹنی کو آزاد کرتے اسے سائبہ کہتے۔ کوئی بکری اگر پہلی بار ایک نر اور ایک مادہ، جڑواں بچے دیتی تو نر بچے کو آزاد چھوڑ دیتے۔ اسے وصیلہ کہتے۔ جس اونٹ کا پوتا سواری دینے کے قابل ہو جاتا، اسے بھی آزاد چھوڑ دیتے۔ اسے حام کہتے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

زیر مطالعہ آیت نمبر۔104 میں دوسری کی غلطی ظاہر کرنے ایک مؤثر طریقہ بتلایا گیا ہے جس سے مخاطب کی دل آزادی نہ ہو۔ یوں نہیں فرمایا کہ تمہارے باپ دادا جاہل اور گمراہ تھے۔ بلکہ ایک سوال پر سوچنے کی دعوت دی گئی ہے کہ کیا باپ دادا کی پیروی اس حالت میں بھی معقول بات ہوگی جبکہ باپ دادا نہ علم رکھتے ہوں نہ عمل۔ پھر اگلی آیت میں دوسروں کی اصلاح کی فکر کرنے والوں کو تسلی دی گئی ہے کہ جب تم نے حق کی تبلیغ اور تعلیم کی مقدور بھر کوشش کر لی اور اس کے بعد بھی کوئی گمراہی پر جما رہے، تو تم اس کی فکر میں نہ پڑو۔ اس حالت میں دوسروں کی گمراہی سے تمہارا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ (معارف القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ المائدہ (5)

آیت نمبر (106 تا 108)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ
اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ
الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا
لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ
الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى
اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ ع ﴾

ح ب س

(ض) حَبْسًا: کسی کو اٹھنے یا نکلنے سے روکے رکھنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ع ث ر

(ن) عِثَارًا: پھسل جانا۔ بلا ارادہ کسی بات پر مطلع ہونا (لازم ہے۔ عَلٰی کے صلہ کے ساتھ متعدی ہوجاتا ہے) آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) اِعْثَارًا: کسی کو کسی بات پر مطلع کرنا۔ ﴿وَ كَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ﴾ (18/الکھف:21) ''اس طرح ہم نے اطلاع کردی ان کی۔''

ترکیب

شَهَادَةُ مضاف ہے۔ بَيْنِ اس کا مضاف الیہ ہے اور كُمْ کا مضاف بھی۔ یہ فقرہ مبتدا ہے۔ اس کی خبر اِثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ ہے۔ اس لئے اِثْنٰنِ حالتِ رفع میں آیا ہے۔ درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ اس میں حَضَرَ کا فاعل اَلْمَوْتُ ہے اور اس کا مفعول اَحَدَكُمْ ہے۔ اِذَا کی شرط حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ ہے اور حِيْنَ الْوَصِيَّةِ جواب شرط ہے۔ اِنِ ارْتَبْتُمْ کا تعلق تَحْبِسُوْنَ سے ہے جبکہ لَا نَشْتَرِيْ کا تعلق يُقْسِمٰنِ سے ہے۔ اَوْلَيٰنِ صفت ہے فَاٰخَرٰنِ کی۔

ترجمہ

اَلْمَوْتُ	اَحَدَكُمُ	حَضَرَ	اِذَا	شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ	اٰمَنُوْا	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
موت	تمہارا کسی ایک کے	سامنے آئے	جب کبھی	تمہاری مابین کی گواہی	ایمان لائے	اے لوگو جو

حِيْنَ الْوَصِيَّةِ	اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ	مِّنْكُمْ	اَوْ	اٰخَرٰنِ	مِنْ غَيْرِكُمْ
تو وصیت کے وقت	دو عدل والے ہیں	تم میں سے	یا	دوسرے دو ہیں	تمہارے غیر میں سے

اِنْ	اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ	فِي الْاَرْضِ	فَاَصَابَتْكُمْ	مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ط	تَحْبِسُوْنَهُمَا
اگر	تم لوگ سفر کرو	زمین میں	پھر آن پہنچے تم کو	موت کی مصیبت	تم لوگ روکے رکھو گے دونوں کو

مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ	فَيُقْسِمٰنِ	بِاللّٰهِ	اِنِ ارْتَبْتُمْ	لَا نَشْتَرِيْ	بِهٖ
نماز کے بعد سے	پھر وہ دونوں قسم کھائیں گے	اللہ کی،	اگر تمہیں شبہ ہو	(کہ) ہم نہیں خریدتے	اس سے

ثَمَنًا	وَّلَوْ	كَانَ	ذَا قُرْبٰى	وَلَا نَكْتُمُ	شَهَادَةَ اللّٰهِ	اِنَّآ
کوئی قیمت	اور اگر	وہ ہو	قرابت والا	اور ہم نہیں چھپاتے	اللہ کی گواہی کو	بیشک ہم

اِذًا	لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾	فَاِنْ	عُثِرَ	عَلٰٓى	اَنَّهُمَا	اسْتَحَقَّآ
پھر تو	ضرور گناہ کرنے والوں میں سے ہیں	پھر اگر	مطلع کیا جائے	اس پر	کہ وہ دونوں	مستحق ہوئے

اِثْمًا	فَاٰخَرٰنِ	يَقُوْمٰنِ	مَقَامَهُمَا	مِنَ الَّذِيْنَ
گناہ کے	تو دوسرے دو	کھڑے ہوں گے	ان دونوں کے کھڑے ہونے کی جگہ پر	ان لوگوں میں سے جو

اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ	الْاَوْلَيٰنِ	فَيُقْسِمٰنِ	بِاللّٰهِ
حقدار ہوا ان پر (یعنی جس کا حق دبایا گیا)	زیادہ قریبی (میت کے)	پھر وہ دونوں قسم کھائے گے	اللہ کی

لَشَهَادَتُنَآ	اَحَقُّ	مِنْ شَهَادَتِهِمَا	وَمَا اعْتَدَيْنَآ	اِنَّآ	اِذًا
یقیناً ہماری گواہی	زیادہ برحق ہے	ان دونوں کی گواہی سے	اور ہم نے زیادتی نہیں کی	بیشک ہم	پھر تو

لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾	ذٰلِكَ	اَدْنٰٓى	اَنْ	يَّاْتُوْا	بِالشَّهَادَةِ
ضرور ظلم کرنے والوں میں سے ہیں	یہ	زیادہ نزدیکی ہے	کہ	لوگ لائے	گواہی کو

عَلٰى وَجْهِهَآ	اَوْ	يَخَافُوْٓا	اَنْ	تُرَدَّ	اَيْمَانٌ
اس کے چہرے پر (یعنی ٹھیک ٹھیک)	یا	لوگ ڈریں	کہ	رد کیا جائے	(ہماری) قسموں کو

بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ط	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَاسْمَعُوْا ط	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي
ان کی قسموں کے بعد	اور تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور سنو	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع
نافرمانی کرنے والی قوم کو

نوٹ۔1

یہ آیت اس وقت اتری جبکہ ایک آدمی مر گیا اور اس وقت وہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ شروع اسلام کا زمانہ تھا۔ سب شہر دار الحرب تھے۔ لوگ کافر تھے۔ وراثت کا کوئی قانون نہ تھا۔ بطور وصیت تقسیم ہوتی تھی۔ پھر وصیت منسوخ ہوگئی اور وراثت فرض ہوگئی اور لوگ قانون وراثت پر عمل کرنے لگے۔ (ابن کثیر)

آیت نمبر (109 تا 111)

﴿ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝١٠٩ اِذْ قَالَ
اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ
النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ
الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَ
اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝١١٠ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ
بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝١١١ ﴾

ح و ر

(ن)	حَوْرًا	گھومنا، واپس ہونا۔ ﴿ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝١٤ ﴾ (84/الانشقاق:14) ''بیشک اس نے گمان کیا کہ وہ ہرگز واپس نہیں ہوگا۔''
(س)	حَوَرًا	آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کا بہت نمایاں ہونا، آنکھ کا خوبصورت ہونا۔
	اَحْوَرُ	مؤنث حَوْرَاءُ ج حُوْرٌ فعل الوان وعیوب ہے۔ خوبصورت آنکھ والا۔ ﴿ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝٥٤ ﴾ (44/الدخان:54) ''اور ہم نے جوڑے بنا دیے ان کے خوبصورت آنکھوں والیوں سے۔''
(مفاعلہ)	مُحَاوَرَةً	بات کو واپس کرنا یعنی (1) جواب دینا (2) نصیحت کرنا۔ ﴿ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ ﴾ (18/الکھف:37) ''کہا اس سے اس کے ساتھی نے اس حال میں کہ وہ نصیحت کرتا تھا اس کو۔''
	حَوَارِيٌّ	اسم نسبت ہے۔ نصیحت والا، مددگار۔ آیت زیر مطالعہ۔
(تفاعل)	تَحَاوُرًا	باہم ایک دوسرے کی بات کا جواب دینا، گفتگو کرنا۔ ﴿ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ ﴾ (58/المجادلۃ:1) ''اور اللہ سنتا ہے تم دونوں کی باہمی گفتگو کو۔''

ترکیب

لَا عِلْمَ پر لائے نفی جنس ہے اور اَلْغُيُوْبِ پر لام جنس ہے، اِذْ قَالَ اللّٰهُ کا جملہ اِذْ سے شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے اس جملہ میں جتنے مضارع آئے ہیں ان سب کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔ (2/12-11 نوٹ-1 دیکھیں) كَهْلًا حال ہے۔ وَاشْهَدْ کے مخاطب حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ اس کا مخاطب خود ذات باری تعالیٰ بھی ہوسکتی ہے۔

ترجمہ

يَوْمَ	يَجْمَعُ	اللّٰهُ	الرُّسُلَ	فَيَقُوْلُ	مَاذَآ	اُجِبْتُمْ ؕ	قَالُوْا
جس دن	جمع کرے گا	اللہ	تمام رسولوں کو	پھر وہ کہے گا	کیا	جواب دیا گیا تم لوگوں کو	وہ کہیں گے

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ	اِنَّكَ اَنْتَ	عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾	اِذْ	قَالَ	اللّٰهُ
کسی قسم کا کوئی علم نہیں ہے ہمیں	بیشک تو ہی	تمام غیبوں کا خوب جاننے والا ہے	جب	کہا	اللہ نے

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	اذْكُرْ	نِعْمَتِيْ	عَلَيْكَ	وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ	اِذْ
اے عیسیٰؑ ابن مریم	آپؑ یاد کریں	میری نعمت کو	آپؑ پر	اور آپؑ کی والدہ پر	جب

اَيَّدْتُّكَ	بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ	تُكَلِّمُ	النَّاسَ	فِي الْمَهْدِ	وَكَهْلًا ۚ
میں نے تقویت دی آپؑ کو	روح القدس سے	آپؑ کلام کرتے تھے	لوگوں سے	گہوارے میں	اور ادھیڑ عمری کی حالت میں

وَاِذْ	عَلَّمْتُكَ	الْكِتٰبَ	وَالْحِكْمَةَ	وَالتَّوْرٰىةَ	وَالْاِنْجِيْلَ ۚ	وَاِذْ
اور جب	میں نے علم دیا آپؑ کو	کتاب کا	اور حکمت کا	اور تورات کا	اور انجیل کا	اور جب

تَخْلُقُ	مِنَ الطِّيْنِ	كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ	بِاِذْنِيْ	فَتَنْفُخُ	فِيْهَا
آپؑ بناتے تھے	گارے سے	پرندوں کی شکل جیسا	میری اجازت سے	پھر آپؑ پھونکتے تھے	اس میں

فَتَكُوْنُ	طَيْرًا	بِاِذْنِيْ	وَتُبْرِئُ	الْاَكْمَهَ	وَالْاَبْرَصَ
تو وہ ہو جاتا تھا	اڑنے والا	میری اجازت سے	اور آپؑ شفا دیتے تھے	پیدائشی اندھے کو	اور کوڑھی کو

بِاِذْنِيْ ۚ	وَاِذْ	تُخْرِجُ	الْمَوْتٰى	بِاِذْنِيْ ۚ	وَاِذْ	كَفَفْتُ
میری اجازت سے	اور جب	آپؑ نکالتے تھے	مردہ کو	میری اجازت سے	اور جب	میں نے روکا

بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ	عَنْكَ	اِذْ	جِئْتَهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	فَقَالَ	الَّذِيْنَ
بنی اسرائیل کو	آپؑ سے	جب	آپؑ لائے ان کے پاس	واضح (نشانیاں)	تو کہا	ان لوگوں نے جنہوں نے

كَفَرُوْا	مِنْهُمْ	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّا	سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾	وَاِذْ
کفر کیا	ان میں سے	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک کھلا جادو	اور جب

اَوْحَيْتُ	اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ	اَنْ	اٰمِنُوْا	بِيْ	وَبِرَسُوْلِيْ ۚ
میں نے حکم دیا	حواریوں کو	کہ	تم لوگ ایمان لاؤ	مجھ پر	اور میرے رسول پر

قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	وَاشْهَدْ	بِاَنَّنَا	مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
تو انہوں نے کہا	ہم ایمان لائے	اور آپ گواہ رہیں	اس پر کہ ہم	فرمابرداری کرنے والے ہیں

نوٹ۔1

قیامت کے دن اللہ تعالٰی رسولوں سے پوچھے گا کہ دعوت کا جواب دیا گیا تھا، تو وہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں، غیب کا علم تو صرف آپ کو ہے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ ہر رسول کی امت کے وہ لوگ جو ان کی وفات کے بعد پیدا ہوئے، ان کے بارے میں تو یہ جواب صحیح ہے، لیکن وہ لوگ جو انہی کے ہاتھ پر ایمان لائے اور ان کے احکام کی پیروی کی ان کے سامنے کرتے رہے، ان کے بارے میں یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا، اس بات کو سمجھ لیں۔

ایک انسان کسی دوسرے انسان کے سامنے ہونے کے باوجود اس کے ایمان وعمل کی گواہی دے سکتا ہے تو غلبہ اعتبار سے دے سکتا ہے۔ ورنہ دلوں میں اور حاقیقی یعنی قلبی ایمان کسی کو وحی الٰہی کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے، اور ہر امت میں منافقین کے گروہ رہے ہیں جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اور احکام خداوندی کی پیروی کرے، انبیاء کرام اور ان کی امتیں ان کو دنیا میں مومن کہنے پر مجبور ہیں خواہ وہ دل میں مومن مخلص ہو یا منافق۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ظاہر پر حکم جاری کرتے ہیں مخفی رازوں کا متولی اللہ ہے۔

اس ضابطہ کے تحت دنیا میں انبیا کرام اور کے ظاہر پر حسن ظن کے مطابق کسی کے مومن ہونے کی گواہی دے سکتے ہیں لیکن آج وہ دنیا ختم ہو چکی ہے جس کا مدار ظن وگمان پر تھا۔ یہ میدان حشر ہے یہاں حقائق کو آشکارا کیا جائے گا اس لئے رسولوں کا یہ جواب صحیح ہے کہ ہمیں حقیقت کا کوئی علم نہیں ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ۔2

عسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی کو صلیب پر پھانسی دی گئی تھی۔ یہ بات خلاف واقع ہے۔ اِس لئے قرآن اس کی تردید کرتا ہے حضرت عیسی کے معجزات کے متعلق عیسائیوں کا جو عقیدہ ہے۔ وہ مطابق واقع ہے۔ اس لئے قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے لیکن ان معجزات کو دلیل بنا کر کچھ عیسائی حضرت عیسی کو الوہیت کا حامل اور کچھ عیسائی حضرت عیسی کو الوہیت میں شریک قرار دیتے ہیں یہ بات بھی خلاف واقع ہے۔ اس لئے قرآن اس کی بھی تردید کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ وہ یہ معجزات اللہ تعالی کی اجازت سے دکھاتے ہیں۔

آیت نمبر (112 تا 115)

﴿ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ط قَالَ
اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ
نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿١١٣﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ
تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ج وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١٤﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا
عَلَيْكُمْ ج فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١١٥﴾ ع ﴾

م ی د

(ض) **مَیْدًا**: ہلنا، لرزنا۔﴿ وَ اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ ﴾ (16/النحل:15) ''اور اس نے ڈالے زمین میں کچھ لنگر یعنی پہاڑ کہ کہیں وہ نہ لرزے تم کو لے کر۔''

مَآئِدَۃٌ: اسم الفاعل مَآئِدٌ کا مؤنث ہے۔ لرزنے والی۔ پھر کھانا چنے ہوئے دسترخوان کے لئے آتا ہے کیونکہ اس میں چنی ہوئی خوراک مہمانوں کے درمیان ہلتی رہتی ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے تَطْمَئِنَّ، نَعْلَمَ اور نَکُوْنَ حالت نصب میں آئے ہیں۔ تَکُوْنَ واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔ اس کا اسم اس میں شامل ھِیَ کی ضمیر ہے جو مَآئِدَۃً کے لئے ہے، جبکہ عِیْدًا اور اٰیَۃً اس کی خبریں ہیں۔ عَذَابًا نکرہ مخصوصہ ہے۔

ترجمہ

اِذْ	قَالَ	الْحَوَارِیُّوْنَ	یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ	ھَلْ	یَسْتَطِیْعُ	رَبُّکَ	اَنْ
جب	کہا	حواریوں نے	اے عیسیٰؑ ابن مریم	کیا	قدرت رکھتا ہے	آپؑ کا رب	کہ

یُّنَزِّلَ	عَلَیْنَا	مَآئِدَۃً	مِّنَ السَّمَآءِ ؕ	قَالَ	اتَّقُوا اللّٰہَ	اِنْ
وہ اتارے	ہم پر	ایک چنا ہوا دسترخوان	آسمان سے	انہوںؑ نے کہا	اللہ کا خوف کرو	اگر

کُنْتُمْ	مُّؤْمِنِیْنَ	قَالُوْا	نُرِیْدُ	اَنْ	نَّاْکُلَ	مِنْھَا	وَ تَطْمَئِنَّ
تم لوگ ہو	مومن	انہوں نے کہا	ہم چاہتے ہیں	کہ	ہم کھائیں	اس میں سے	اور مطمئن ہوں

قُلُوْبُنَا	وَنَعْلَمَ	اَنْ	قَدْ صَدَقْتَنَا	وَنَکُوْنَ	عَلَیْھَا
ہمارے دل	اور ہم جان لیں	کہ	آپؑ نے سچ کہا ہے ہم سے	اور ہم ہو جائیں	اس پر

مِنَ الشّٰھِدِیْنَ ﴿۱۱۳﴾	قَالَ	عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ	اللّٰھُمَّ	رَبَّنَآ	اَنْزِلْ
گواہی دینے والوں میں سے	کہا	عیسیٰؑ ابن مریم نے	اے اللہ	اے ہمارے رب	تو اتار

عَلَیْنَا	مَآئِدَۃً	مِّنَ السَّمَآءِ	تَکُوْنُ	لَنَا	عِیْدًا	لِّاَوَّلِنَا
ہم پر	ایک چنا ہوا دسترخوان	آسمان سے	وہ ہو جائے گا	ہمارے لئے	خوشی کا دن	ہمارے پہلوں کے لئے

وَاٰخِرِنَا	وَاٰیَۃً	مِّنْکَ ج	وَارْزُقْنَا	وَاَنْتَ
اور ہمارے پچھلوں کے لئے	اور ایک نشانی	تیری طرف سے	اور تو عطا کر ہم کو	اور تو

خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۱۱۴﴾	قَالَ	اللّٰہُ	اِنِّیْ	مُنَزِّلُھَا	عَلَیْکُمْ ج
سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے	کہا	اللہ نے	کہ میں	اتارنے والا ہوں اس کو	تم لوگوں پر

802

عَذَابًا	اُعَذِّبُهٗ	فَاِنِّيْٓ	مِنْكُمْ	بَعْدُ	يَّكْفُرْ	فَمَنْ
ایک ایسا عذاب	عذاب دوں گا اس کو	تو یقیناً میں	تم میں سے	بعد میں	ناشکری کرے گا	پھر جو

مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١١٥﴾	اَحَدًا	لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ
تمام عالموں میں سے	کسی ایک کو (بھی)	(کہ) میں عذاب نہیں دوں گا ویسا

نوٹ۔1

مائدہ کے جس واقعہ کا ان آیات میں ذکر ہے اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جن شاگردوں نے حضرت عیسیٰؑ سے براہ راست تعلیم حاصل کی تھی، وہ ان کو ایک انسان اور اللہ کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کے وہم وگمان میں بھی اپنے مرشد کے خدا یا شریک خدا یا فرزند خدا ہونے کا تصور نہیں تھا۔ نیز یہ کہ حضرت عیسیٰؑ نے خود بھی اپنے آپ کو ان کے سامنے ایک بندۂ بے حد اختیار کی حیثیت سے پیش کیا تھا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (116 تا 120)

﴿ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ
سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ
لَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ
وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١١٧﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ
اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١٩﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٢٠﴾ ﴾

ترکیب

اَنْ اَقُوْلَ کا مفعول مَا ہے۔ لَيْسَ کا اسم اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو مَا کی ضمیر کی عائد بھی ہے اور بِحَقٍّ اس کی خبر ہے۔ يَوْمُ مضاف ہے اور آگے کا پورا جملہ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ اس کا مضاف الیہ ہے۔ اس ترکیب کا اردو میں ترجمہ کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے يَوْمُ کا ترجمہ هٰذَا کی خبر کے لحاظ سے کیا جائے گا۔

ترجمہ

اتَّخِذُوْنِيْ	لِلنَّاسِ	قُلْتَ	اَنْتَ	ءَ	يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	اللّٰهُ	قَالَ	وَاِذْ
تم لوگ بنالو مجھ کو	لوگوں سے	کہا تھا	آپؑ نے	کیا	اے عیسیٰؑ ابن مریم	اللہ نے	کہا	اور جب

ترجمہ

وَاُمِّيَ	اِلٰهَيْنِ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	قَالَ	سُبْحٰنَكَ	مَا يَكُوْنُ
اور میری والدہ کو	دو اِلٰہ	اللہ کے علاوہ	انہوں نے کہا	تیری پاکیزگی ہے	نہیں تھا

لِيْٓ	اَنْ	اَقُوْلَ	مَا	لَيْسَ	لِيْ ق	بِحَقٍّ ؕ	اِنْ	كُنْتُ قُلْتُهٗ	فَقَدْ
میرے لیے	کہ	میں کہوں	اس کو	نہیں ہے جس کا	مجھے	کوئی حق	اگر	میں نے کہا ہوتا اسے	تو یقیناً

عَلِمْتَهٗ ؕ	تَعْلَمُ	مَا	فِيْ نَفْسِيْ	وَلَآ اَعْلَمُ	مَا	فِيْ نَفْسِكَ ؕ
تو نے جان لیا ہوتا اس کو	تو جانتا ہے	اس کو جو	میرے جی میں ہے	اور میں نہیں جانتا	اس کو جو	تیرے جی میں ہے

اِنَّكَ اَنْتَ	عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾	مَا قُلْتُ	لَهُمْ	اِلَّا	مَآ	اَمَرْتَنِيْ
بیشک تو ہی	تمام غیبوں کا خوب جاننے والا ہے	نہیں کہا میں نے	ان سے	مگر	وہی	تو نے حکم دیا مجھے

بِهٖٓ	اَنِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	رَبِّيْ	وَرَبَّكُمْ ج	وَكُنْتُ	عَلَيْهِمْ
جس کا	کہ	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	جو میرا رب ہے	اور جو تمہارا رب ہے	اور میں تھا	ان پر

شَهِيْدًا	مَّا دُمْتُ	فِيْهِمْ ج	فَلَمَّا	تَوَفَّيْتَنِيْ	كُنْتَ اَنْتَ	الرَّقِيْبَ
گواہ	جب تک میں رہا	ان میں	پھر جب	تو نے لے لیا مجھے	تو تو ہی تھا	نگران

عَلَيْهِمْ ؕ	وَاَنْتَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾	اِنْ تُعَذِّبْهُمْ	فَاِنَّهُمْ
ان پر	اور تو	ہر چیز پر	گواہ رہے	اگر تو عذاب دے ان کو	تو بے شک یہ لوگ

عِبَادُكَ ج	وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ	فَاِنَّكَ اَنْتَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾
تیرے بندے ہیں	اور اگر تو بخش دے ان کو	تو بیشک تو ہی	بالادست ہے	حکمت والا ہے

قَالَ اللّٰهُ	هٰذَا	يَوْمُ	يَنْفَعُ	الصّٰدِقِيْنَ	صِدْقُهُمْ ؕ	لَهُمْ	جَنّٰتٌ
کہا اللہ نے	یہ	دن ہے	(کہ) نفع دے گا	سچوں کو	ان کا سچ	انہی کے لیے	ایسے باغات ہیں

تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا ؕ
بہتی ہیں	جن کے دامن سے	نہریں	ایک حالت میں رہنے والے ہیں	اس میں	ہمیشہ

رَضِيَ	اللّٰهُ	عَنْهُمْ	وَرَضُوْا	عَنْهُ ؕ	ذٰلِكَ	الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾	لِلّٰهِ
راضی ہوا	اللہ	ان سے	اور وہ راضی ہوئے	اس سے	یہ	عظیم کامیابی ہے	اللہ کے لیے ہی ہے

قَدِيْرٌ ﴿١٢٠﴾	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	وَهُوَ	فِيْهِنَّ	وَمَا	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
قدرت رکھنے والا ہے	ہر چیز پر	اور وہ	ان میں ہے	اور اس کی جو	زمین اور آسمان کی سلطنت

نوٹ۔1

عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صرف عیسیٰؑ اور روح القدس ہی کو خدا بنانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بی بی مریم کو بھی ایک مستقل معبود بنا ڈالا۔ بی بی مریم کی الوہیت یا قدوسیّت کے متعلق کوئی اشارہ تک بائبل میں موجود نہیں ہے۔ عیسیٰؑ کے بعد ابتدائی تین سو برس تک عیسائی دنیا اس تخیل سے بالکل نا آشنا تھی۔ تیسری صدی عیسوی کے آخری در میں اسکندریہ کے بعض علماء دینیات نے پہلی مرتبہ بی بی مریم کے لیے اُمُّ اللہ یعنی مادرِ خدا کے الفاظ استعمال کیے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ الوہیت مریم کا عقیدہ اور مریم پرستی کا طریقہ عیسائیوں میں پھیلنا شروع ہوا۔ ابتداء میں چرچ اسے تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا اور مریم پرستوں کو فاسد العقیدہ قرار دیتا تھا۔ پھر ۴۳۱ء میں منعقد ہونے والی کونسل میں پہلی مرتبہ کلیسا کی سرکاری زبان میں بی بی مریم کے لیے مادر خدا کا لقب استعمال کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مریم پرستی کا جو مرض اب تک کلیسا کے باہر پھیل رہا تھا، وہ کلیسا کے اندر بھی پھیلنے لگا۔ حتیٰ کہ نزول قرآن کے زمانے تک ان کے مجسمے جگہ جگہ کلیساؤں میں رکھے ہوئے تھے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

جنگ بدر کے بعد جنگی قیدیوں کے متعلق جب مشاورت ہوئی تو ایک طرف حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ ان کو قتل کیا جائے۔ دوسری طرف حضرت ابوبکرؓ کی رائے تھی کہ ان کو فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے، شاید بعد میں ان میں سے کوئی ایمان لے آئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ایک تقریر کی تھی جس میں آپؐ نے فرمایا کہ انسان مختلف طبیعت اور مزاج کے ہوتے ہیں۔ انبیاء میں بھی کچھ سخت مزاج اور کچھ نرم مزاج تھے۔ سخت مزاج انبیاء میں آپ ﷺ نے حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کی مثال دی تھی۔ حضرت نوحؑ نے دعا کی تھی کہ زمین پر کوئی بسنے والا کافر مت چھوڑ۔ (71/نوح:21 تا 28) حضرت موسیٰؑ نے دعا کی تھی کہ فرعون کے مال و دولت کو نیست و نابود کر دے (10/یونس:88)۔ نرم مزاج انبیاء میں آپ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی مثال دی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو پھر بھی تو غفور رحیم ہے۔ (14/ابراہیم:36)۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی دعا زیرِ مطالعہ آیت نمبر 118 میں ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم کے ترجمہ قرآن کیسٹ سے ماخوذ)

نوٹ۔3

عام طور پر واقعہ کے مطابق بات کو سچ اور خلافِ واقعہ بات کو جھوٹ کہا جاتا ہے لیکن قرآن وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق اور کذب قول اور عمل دونوں کو شامل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو آدمی علانیہ اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور وہ تنہائی میں بھی اسی طرح ادا کرتا ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا سچا بندہ ہے۔ (مشکوٰۃ منقول از معارف القرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الانعام (6)

آیت نمبر (1 تا 6)

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوۡرَ ۬ؕ ثُمَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ
یَعۡدِلُوۡنَ ﴿۱﴾ ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنۡدَہٗ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۲﴾ وَ
ہُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ یَعۡلَمُ سِرَّکُمۡ وَ جَہۡرَکُمۡ وَ یَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُوۡنَ ﴿۳﴾ وَ مَا تَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ اٰیَۃٍ
مِّنۡ اٰیٰتِ رَبِّہِمۡ اِلَّا کَانُوۡا عَنۡہَا مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۴﴾ فَقَدۡ کَذَّبُوۡا بِالۡحَقِّ لَمَّا جَآءَہُمۡ ؕ فَسَوۡفَ یَاۡتِیۡہِمۡ اَنۡۢبٰٓؤُا مَا
کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۵﴾ اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مَا لَمۡ نُمَکِّنۡ
لَّکُمۡ وَ اَرۡسَلۡنَا السَّمَآءَ عَلَیۡہِمۡ مِّدۡرَارًا ۪ وَّ جَعَلۡنَا الۡاَنۡہٰرَ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہِمۡ فَاَہۡلَکۡنٰہُمۡ بِذُنُوۡبِہِمۡ وَ
اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِیۡنَ ﴿۶﴾﴾

م ک ن

(ک) مَکَانَۃً: (1) رتبہ والا ہونا، معزز ہونا۔ (2) جما ہوا ہونا، بااختیار ہونا۔

مَکِیۡنٌ: فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (1) رتبہ والا، معزز۔ (2) جما ہوا، مضبوط۔ ﴿اِنَّکَ الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ ﴿۵۴﴾﴾ (12/یوسف:54) ''بیشک تو آج سے ہمارے پاس امانتدار معزز ہے۔'' ﴿ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ﴿۱۳﴾﴾ (23/المؤمنون:13) ''پھر ہم نے بنایا اس کو ایک نطفہ ایک مضبوط ٹھکانے میں۔''

(افعال) اِمۡکَانًا: کسی کو کسی کے اختیار میں دینا، قابو میں دینا۔ ﴿فَقَدۡ خَانُوا اللّٰہَ مِنۡ قَبۡلُ فَاَمۡکَنَ مِنۡہُمۡ ؕ﴾ (8/الانفال:71) ''تو وہ لوگ خیانت کر چکے ہیں اللہ سے اس سے پہلے نتیجتاً اس نے تمہارے قابو میں دیا ان میں سے کچھ کو۔''

(تفعیل) تَمۡکِیۡنًا: کسی کو اختیار دینا، جما دینا۔ ﴿وَ کَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنۡہَا حَیۡثُ یَشَآءُ ؕ﴾ (12/یوسف:56) ''اور اس طرح ہم نے اختیار دیا یوسفؑ کو زمین میں، وہ ٹھکانہ بناتا ہے اس میں جہاں بھی چاہے۔'' ﴿اَوَ لَمۡ نُمَکِّنۡ لَّہُمۡ حَرَمًا اٰمِنًا﴾ (28/القصص:57) ''تو کیا ہم نے نہیں جمایا ان کو امن والے حرم میں۔''

د ر ر

(ض) دَرًّا: اہل دنیا پر دنیا کی فراوانی ہونا۔

مِدۡرَارٌ: مبالغہ ہے۔ بہت فراواں ہونے والا، لگاتار برسنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(س) دَرًّا: بیماری کے بعد چہرے پر رونق آجانا، چمکدار ہونا۔

دُرِّیٌّ: اسم نسبت ہے۔ چمکنے والا، چمکدار۔ ﴿کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ﴾ (24/النور:35) ''گویا کہ وہ ایک چمکدار ستارہ ہے۔''

802

ن ش ء

(ف) نَشَأَ: کسی چیز کا نمایاں ہو کر سامنے آنا، اُگنا، اٹھنا۔

نَشْأَۃٌ: اسم ذات ہے۔ نمو، اٹھان۔ ﴿ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ ﴾ (29/العنکبوت:20) ''پھر اللہ اٹھائے گا آخری اٹھان۔''

نَاشِئَۃٌ: اسم الفاعل ہے۔ اٹھنے والی۔ ﴿ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً ﴾ (73/المزمل:6) ''بیشک رات کی اٹھنے والی یعنی تہجد کی نماز، یہ زیادہ سخت ہے بلحاظ روندنے کے۔''

(افعال) اِنْشَاءً: 1 اٹھانا۔ آیت زیر مطالعہ۔ 2 اُگانا۔ 3 بنانا۔ ﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ ﴾ (6/الانعام:141) ''اور وہ ہے جس نے اگائے چھپر ڈالے ہوئے باغات۔'' ﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ ﴾ (23/المومنون:78) ''اور وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے سماعت اور بصارت اور دل۔''

مُنْشِئٌ: اسم الفاعل ہے۔ اگانے والا۔ ﴿ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝ ﴾ (56/الواقعۃ:72) ''کیا تم لوگوں نے اگایا اس کے درخت کو یا ہم اگانے والے ہیں۔''

مُنْشَئَۃٌ: اسم المفعول ہے۔ اٹھائی ہوئی۔ ﴿ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ ﴾ (55/الرحمٰن:24) ''اور اس کی ہی ہیں اونچی کی ہوئی کشتیاں سمندر میں۔''

(تفعیل) تَنْشِئَۃً: پرورش کرنا، پالنا۔ ﴿ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ ﴾ (43/الزخرف:18) ''تو کیا وہ، جو پرورش کیا گیا زیور میں۔''

ترکیب

اَلْحَمْدُ پر لام جنس ہے۔ بِرَبِّهِمْ کو كَفَرُوْا کا مفعول بھی مانا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں يَعْدِلُوْنَ کا مفعول محذوف مانا جائے گا۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ كَفَرُوْا کا مفعول محذوف مانا جائے اور بِرَبِّهِمْ کو يَعْدِلُوْنَ کا مفعول مانا جائے۔ وَمَا تَاْتِيْهِمْ میں تَاْتِيْ واحد مؤنث کا صیغہ ہے، اس کا فاعل اٰيَةٌ تھا جس پر مِنْ تبعیضیہ لگنے کی وجہ سے اٰيَةٍ ہوا ہے۔ يَاْتِيْهِمْ کا فاعل اَنْۢبٰٓؤُا ہے اور یہ مضاف ہے، اس کا مضاف الیہ مَا ہے۔ قَرْنٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔ قَرْنًا اسم الجمع ہے۔ اس لیے اس کی صفت اٰخَرِيْنَ جمع آئی ہے۔

ترجمہ

الظُّلُمٰتِ	وَجَعَلَ	وَالْاَرْضَ	السَّمٰوٰتِ	خَلَقَ	لِلّٰهِ الَّذِيْ	اَلْحَمْدُ
اندھیرے	اور بنائے	اور زمین	آسمان	پیدا کیے	اس اللہ کے لیے ہے جس نے	تمام تعریف اور شکر

هُوَ	يَعْدِلُوْنَ ①	بِرَبِّهِمْ	كَفَرُوْا	الَّذِيْنَ	ثُمَّ	وَالنُّوْرَ ؕ
وہ،	برابر کرتے ہیں	اپنے رب کے	کفر کیا	وہ لوگ جنہوں نے	پھر (بھی)	اور نور

وَاَجَلٌ مُّسَمًّى	اَجَلًا ؕ	قَضٰٓى	ثُمَّ	مِّنْ طِيْنٍ	خَلَقَكُمْ	الَّذِيْ
اور کوئی معین وقت	ایک مدت کا	اس نے فیصلہ کیا	پھر	ایک گارے سے	تم لوگوں کو پیدا کیا	وہ ہے جس نے

فِي السَّمٰوٰتِ	اللّٰهُ	وَهُوَ	تَمْتَرُوْنَ ②	اَنْتُمْ	ثُمَّ	عِنْدَهٗ
آسمانوں میں	اِلٰہ ہے	اور وہی	شک کرتے ہو	تم لوگ	پھر (بھی)	اس کے پاس ہے

وَفِي الْاَرْضِ ط	يَعْلَمُ	سِرَّكُمْ	وَجَهْرَكُمْ	وَيَعْلَمُ	مَا
اور زمین میں	وہ جانتا ہے	تمہارے چھپانے کو	اور تمہارے نمایاں کرنے کو	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو

تَكْسِبُوْنَ ۝٣	وَمَا تَاْتِيْهِمْ	مِّنْ اٰيَةٍ	مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ	اِلَّا
تم لوگ کمائی کرتے ہو	اور نہیں پہنچتی ان کے پاس	کسی قسم کی کوئی نشانی	ان کے رب کی نشانیوں میں سے	مگر

كَانُوْا	عَنْهَا	مُعْرِضِيْنَ ۝٤	فَقَدْ كَذَّبُوْا	بِالْحَقِّ	لَمَّا
وہ لوگ ہوتے ہیں	اس سے	اعراض کرنے والے	تو وہ لوگ جھٹلا چکے ہیں	حق کو	جب

جَآءَهُمْ ط	فَسَوْفَ	يَاْتِيْهِمْ	اَنْۢبٰٓؤُا مَا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٥	اَ
وہ آیا ان کے پاس	تو عنقریب	پہنچیں گی ان کے پاس	اس کی خبریں	جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے ہیں	کیا

لَمْ يَرَوْا	كَمْ اَهْلَكْنَا	مِنْ قَبْلِهِمْ	مِّنْ قَرْنٍ	مَّكَّنّٰهُمْ
انھوں نے دیکھا ہی نہیں	ہم نے کتنی ہی ہلاک کیں	ان سے پہلے	ایسی قومیں	ہم نے اختیار دیا جن کو

فِي الْاَرْضِ	مَا	لَمْ نُمَكِّنْ	لَّكُمْ	وَاَرْسَلْنَا	السَّمَآءَ	عَلَيْهِمْ
زمین میں	ایسا جو	اختیار ہم نے نہیں دیا	تم لوگوں کو	اور ہم نے بھیجا	آسمان کو	ان پر

مِّدْرَارًا ص	وَّجَعَلْنَا	الْاَنْهٰرَ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهِمْ	فَاَهْلَكْنٰهُمْ
لگاتار برستے ہوئے	اور ہم نے بنائیں	نہریں	وہ بہتیں تھیں	ان کے نیچے	پھر ہم نے ہلاک کیا ان کو

بِذُنُوْبِهِمْ	وَاَنْشَاْنَا	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٦
ان کے گناہوں کے سبب	اور ہم نے اٹھائیں	ان کے بعد	دوسری قومیں

نوٹ۔1

یہ پوری سورہ مکہ میں بیک وقت نازل ہوئی تھی اور جس رات یہ نازل ہوئی اسی رات رسول ﷺ نے اسے قلمبند کرا دیا۔ اس کے مخاطب اول مشرکین عرب تھے جو یہ تسلیم کرتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اسی نے آفتاب و ماہتاب کو وجود بخشا ہے۔ ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ یہ کام لات، ہابیل یا عزیٰ یا کسی اور دیوی یا دیوتا کا ہے۔ اس لئے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا جا رہا ہے کہ جب تم خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہو تو پھر دوسرے کے سامنے کیوں سجدے کرتے ہو دعائیں مانگتے ہو، دعائیں مانگتے ہو اور نذر و نیاز پیش کرتے ہو۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

زیر مطالعہ آیت نمبر 5 میں عنقریب خبریں پہنچنے کی جو بات کی گئی ہے اس میں ہجرت اور ان کامیابیاں کی طرف اشارہ جو ہجرت کے بعد پے در پے اسلام کو حاصل ہونے والی تھیں۔ جس وقت یہ اشارہ فرمایا گیا تھا اس وقت نہ کفار یہ گمان کر سکتے تھے کس قسم کی خبریں انھیں پہنچنے والی ہیں اور نہ مسلمانوں کے ہی ذہن میں اس کا کوئی تصور تھا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (7 تا 11)

802

﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
مُّبِيْنٌ ۝٧ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝٨ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ
مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝٩ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ
سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٠ ع قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكَذِّبِيْنَ ۝١١﴾

ق ر ط س

(رباعی) قِرْطَاسًا: نشانے پر پہنچنا۔

قِرْطَاسٌ: ج قَرَاطِيْسُ. اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس پر لکھا جائے، کاغذ، ورق۔ آیت زیرِ مطالعہ۔ ﴿تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ﴾ (6/الانعام:91) ''تم لوگ بناتے ہو اس کے اوراق''

ح ی ق

(ض) حَيْقًا: کسی چیز کو گھیرے میں لینا، چھا جانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

فَلَمَسُوْهُ کی ضمیر مفعولی کو کِتٰبًا کے لیے مانیں یا قِرْطَاسٍ کے لیے، مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ کی ضمیر مفعولی رَسُوْلًا کے لیے ہے جو عَلَيْكَ کے حوالے سے ہے۔ مَاكَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ، یہ پورا جملہ فَحَاقَ کا فاعل ہے جبکہ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ اس کا مفعول ہے۔ مِنْهُمْ کی ضمیر بِرُسُلٍ کے لیے ہے۔ عَاقِبَةٌ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے كَانَتْ کے بجائے كَانَ بھی جائز ہے۔

ترجمہ

وَلَوْ	نَزَّلْنَا	عَلَيْكَ	كِتٰبًا	فِيْ قِرْطَاسٍ	فَلَمَسُوْهُ
اور اگر	ہم اتارتے	آپؐ پر	کوئی کتاب	کسی ورق میں (لکھی ہوئی)	پھر وہ چھوتے اس کو

بِاَيْدِيْهِمْ	لَقَالَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّآ	سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧
اپنے ہاتھوں سے	تو ضرور کہتے	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک کھلا جادو

وَقَالُوْا	لَوْلَآ	اُنْزِلَ	عَلَيْهِ	مَلَكٌ ۭ	وَلَوْ	اَنْزَلْنَا	مَلَكًا
اور انہوں نے کہا	کیوں نہیں	اتارا گیا	انؐ پر	کوئی فرشتہ	اور اگر	ہم اتارتے	کوئی فرشتہ

لَّقُضِيَ	الْاَمْرُ	ثُمَّ	لَا يُنْظَرُوْنَ ۝٨	وَلَوْ	جَعَلْنٰهُ
تو فیصلہ کر دیا جاتا	تمام کاموں کا	پھر	وہ لوگ مہلت نہ دیئے جاتے	اور اگر	ہم بناتے اس (رسولؐ) کو

مَلَكًا	لَّجَعَلْنٰهُ	رَجُلًا	وَّلَلَبَسْنَا	عَلَيْهِمْ	مَّا	يَلْبِسُوْنَ ⑨
ایک فرشتہ	تو ہم بناتے اس کو	ایک مرد	اور ہم ضرور مشتبہ کرتے	ان پر	اس کو جو	یہ لوگ شک کرتے ہیں

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ	بِرُسُلٍ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَحَاقَ	بِالَّذِيْنَ
اور بیشک مذاق اڑایا گیا ہے	رسولوں کا	آپؐ سے پہلے	تو گھیرے میں لے لیا	ان کو جنہوں نے

سَخِرُوْا	مِنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑩ ع	قُلْ	سِيْرُوْا
تمسخر کیا	ان سے	اس نے	جو یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے	آپؐ کہہ دیجیے	تم لوگ چلو پھرو

فِي الْاَرْضِ	ثُمَّ انْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ⑪
زمین میں	پھر دیکھو	کیسا	تھا	جھٹلانے والوں کا انجام

نوٹ۔1

علم الیقین کی اہمیت پر آیت نمبر۔2 / البقرہ: 55 کے نوٹ 3 میں اور آیت نمبر 2 / البقرہ: 118 کے نوٹ 3 میں بات ہو چکی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ پہلے آپ ان کو پڑھ لیں، اس کے بعد مندرجہ ذیل نوٹ پڑھیں جو ہم تفہیم القرآن سے نقل کر رہے ہیں۔

زیر مطالعہ آیت نمبر 8 میں فرمایا کہ اگر ہم کوئی فرشتہ اتارتے پھر سارے معاملے کا فیصلہ کر دیا جاتا اور ان کو پھر کوئی مہلت نہ دی جاتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لینے کے لیے جو مہلت تمہیں ملی ہوئی ہے یہ اس وقت تک ہے جب تک حقیقت پردۂ غیب میں پوشیدہ ہے۔ ورنہ جہاں غیب کا پردہ چاک ہوا، پھر مہلت کا کوئی موقع باقی نہ رہے گا۔ کیونکہ اس کے بعد تو صرف حساب ہی لینا باقی رہ جائے گا۔ دنیا کی زندگی ایک امتحان کا زمانہ ہے اور امتحان اس بات کا ہے کہ تم حقیقت کو دیکھے بغیر، عقل و فکر کے صحیح استعمال سے، اس کا ادراک کرتے ہو یا نہیں، اور ادراک کرنے کے بعد اپنے نفس اور اس کی خواہشات کو قابو میں لا کر اپنے عمل کو حقیقت کے مطابق درست رکھتے ہو یا نہیں۔ اس امتحان کے لیے غیب کا غیب رہنا شرط لازم ہے اور دنیوی زندگی، جو دراصل مہلت امتحان ہے، اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک غیب غیب ہے۔ جہاں غیب شہادت میں تبدیل ہوا، یہ مہلت لازماً ختم ہو جائے گی اور امتحان کے بجائے نتیجۂ امتحان نکلنے کا وقت آپہنچے گا۔

آیت نمبر (12 تا 18)

﴿ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا
رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ⑬ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ
اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ⑭ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيْمٍ ⑮ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ⑯ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ
فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑰ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَ
هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ⑱ ﴾

802

ف ط ر

(ض۔ن)	فَطْرًا	کسی چیز کو پھاڑ کر کسی چیز کو نکالنا۔ u پھاڑنا۔ v وجود میں لانا۔ ﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ﴾ (17/بنی اسرائیل:51) ’’پھر وہ لوگ کہیں گے کون دوبارہ لائے گا ہم کو۔ آپ کہہ دیجئے وہ جس نے وجود بخشا تم لوگوں کو پہلی مرتبہ۔‘‘
	فِطْرَةٌ	اسم ذات ہے۔ کسی وجود کو دی ہوطبعی استعداد۔ ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ﴾ (30/الروم:30) ’’اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا۔‘‘
	فَاطِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ وجود میں لانے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
	فَطْرٌ	ج فُطُوْرٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ پھٹن، شگاف۔ ﴿هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۳﴾ (67/الملک:3) ’’کیا تو نے دیکھے کسی قسم کے کوئی شگاف۔‘‘
(تفعّل)	تَفَطُّرًا	بتکلف پھٹنا یعنی پھٹ پڑنا۔ ﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ﴾ (19/مریم:90) ’’قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اس سے۔‘‘
(انفعال)	اِنْفِطَارًا	پھٹنا۔ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۱ۙ﴾ (82/الانفطار:1) ’’جب آسمان پھٹے گا۔‘‘
	مُنْفَطِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ پھٹنے والا۔ ﴿اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ﴾ (73/المزمل:18) ’’آسمان پھٹنے والا ہے اور اس سے۔‘‘

ک ش ف

(ض)	كَشْفًا	u کسی چیز سے پردہ اٹھانا۔ v کھولنا۔ w ہٹانا، دور کرنا۔ ﴿فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ﴾ (27/النمل:44) ’’پھر جب اس نے دیکھا اس کو تو اس نے گمان کیا اس کو گہرا پانی اور اس نے پردہ اٹھایا اپنی دونوں پنڈلیوں سے۔‘‘ ﴿لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ﴾ (50/قٓ:22) ’’بیشک تو غفلت میں تھا اس سے تو ہم نے کھول دیا تجھ سے تیرے پردے کو۔‘‘ ﴿فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ﴾ (43/الزخرف:50) ’’پھر جب ہم نے ہٹا دیا ان سے عذاب کو۔‘‘
	اِكْشِفْ	فعل امر ہے۔ تو کھول، تو ہٹا۔ ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ﴾ (44/الدخان:12) ’’اے ہمارے رب تو دور کر ہم سے اس عذاب کو۔‘‘
	كَاشِفٌ	اسم الفاعل ہے۔ کھولنے والا، ہٹانے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ق ہ ر

(ف)	قَهْرًا	کسی پر غلبہ پا کر اسے ذلیل کرنا۔ u غالب ہونا۔ v ذلیل کرنا۔ ﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۹ؕ﴾ (93/الضحیٰ:9) ’’پس جو یتیم ہو تو، تو ذلیل مت کر۔‘‘
	قَاهِرٌ	فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ غالب ہونے والا یعنی غالب۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
	قَهَّارٌ	فَعَّالٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بہت زیادہ غالب یعنی زبردست۔ ﴿وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۱۶﴾ (13/الرعد:16) ’’اور وہ یکتا ہے، زبردست ہے۔‘‘

ترکیب

غَیْرَ اللّٰهِ میں غَیْرَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ اَتَّخِذُ کا مفعول اول ہے وَلِیًّا مفعول ثانی ہے۔ فَاطِرِ کی جرّ بتا رہی ہے کہ یہ اللّٰهِ کا بدل ہے اور مضاف ہے جبکہ اَلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس کا مضاف الیہ ہے۔ اَوَّلَ بھی مضاف ہے اور مَنْ مضاف الیہ ہے۔ اَخَافُ کا مفعول عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ہے اور یہ جملہ جواب شرط ہے اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ کا۔ عَنْهُ کی ضمیر عَذَاب کے لیے ہے۔ رَحِمَهٗ میں ضمیر فاعلی هُوَ ہے جو اللہ کے لیے ہے اور ضمیر مفعولی مَنْ کے لیے ہے۔

ترجمہ

قُلْ	لِّمَنْ	مَّا	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	قُلْ	لِّلّٰهِ ؕ	كَتَبَ
آپؐ کہیے	کس کا ہے	وہ جو	زمین اور آسمانوں میں ہے	آپؐ کہیے	اللہ کا ہے	اس نے لکھا

عَلٰى نَفْسِهِ	الرَّحْمَةَ ؕ	لَيَجْمَعَنَّكُمْ	اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	لَا رَيْبَ
اپنے آپ پر	رحمت کو	وہ لازماً جمع کرے گا تم لوگوں کو	قیامت کے دن کی طرف	کوئی بھی شک نہیں ہے

فِيْهِ ؕ	اَلَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫	وَلَهٗ
جس میں	جنہوں نے	گھاٹے میں ڈالا	اپنے نفس کو	تو وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے ہیں	اور اس کا ہی ہے

مَا	سَكَنَ	فِي الَّيْلِ	وَالنَّهَارِ ؕ	وَهُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ ⑬
وہ جو	ٹھہرا	رات میں	اور دن میں	اور وہ	ہر حال میں سننے والا ہے	ہر حال میں جاننے والا ہے

قُلْ	اَ	غَيْرَ اللّٰهِ	اَتَّخِذُ	وَلِيًّا	فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
آپؐ کہیے	کیا	اللہ کے علاوہ (کسی) کو	میں بناؤں	کارساز	جو زمین اور آسمانوں کو وجود بخشنے والا ہے

وَهُوَ	يُطْعِمُ	وَلَا يُطْعَمُ ؕ	قُلْ	اِنِّيْٓ	اُمِرْتُ	اَنْ	اَكُوْنَ
اور وہ	کھلاتا ہے	اور اس کو کھلایا نہیں جاتا	آپؐ کہیے	کہ	مجھ کو حکم دیا گیا	کہ	میں ہو جاؤں

اَوَّلَ مَنْ	اَسْلَمَ	وَ	لَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ⑭	قُلْ	اِنِّيْٓ
اس کا پہلا جو	فرمانبردار ہوا	اور (یہ کہ)	تم ہرگز مت ہونا	شرک کرنے والوں میں سے	آپؐ کہیے	کہ

اَخَافُ	اِنْ	عَصَيْتُ	رَبِّيْ	عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑮	مَنْ	يُّصْرَفْ
میں ڈرتا ہوں	اگر	میں نافرمانی کروں	اپنے رب کی	ایک عظیم دن کے عذاب سے	جو	ہٹا لیا گیا

عَنْهُ	يَوْمَئِذٍ	فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ	وَذٰلِكَ	الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ⑯	وَاِنْ	يَّمْسَسْكَ
اس سے	اس دن	تو اس نے رحم کیا ہے اس پر	اور یہ	کھلی کامیابی سے	اور اگر	چھوئے تجھ کو

اللّٰهُ	بِضُرٍّ	فَلَا كَاشِفَ	لَهٗٓ	اِلَّا	هُوَ ؕ	وَاِنْ	يَّمْسَسْكَ
اللہ	کسی تکلیف سے	تو کوئی بھی دور کرنے والا نہیں ہے	اس کو	مگر	وہی	اور اگر	وہ چھوئے تجھ کو

بِخَيْرٍ	فَهُوَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ⑰	وَهُوَ	الْقَاهِرُ	فَوْقَ عِبَادِهٖ ط
کسی بھلائی سے	تو وہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے	اور وہ	غالب ہے	اپنے بندوں پر

وَهُوَ	الْحَكِيْمُ	الْخَبِيْرُ ⑱
اور وہ	حکمت والا ہے	باخبر

نوٹ۔1

زیر مطالعہ آیت نمبر 17 میں اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر نفع اور نقصان کا مالک درحقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ظاہر میں جو کسی کو کسی کے ہاتھ سے نفع یا نقصان پہنچتا نظر آتا ہے وہ صرف ایک ظاہری صورت ہے اور حقیقت کے سامنے ایک نقاب ہے، حقیقت یہی ہے کہ اللہ جو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو روک لے تو کوئی دے نہیں سکتا (35/ فاطر:2)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تم کوئی سوال کرو تو صرف اللہ سے سوال کرو اور مدد مانگنی ہو تو صرف اللہ سے مدد مانگو۔ اتنی واضح تعلیمات کے باوجود لوگ اس معاملہ میں بھٹکتے ہیں۔ سارے خدائی اختیارات مخلوقات میں بانٹ دیئے ہیں اور مصیبت کے وقت اللہ کے بجائے مختلف ناموں کی دہائی دیتے ہیں اور انہی سے مدد مانگتے ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

مادہ ''ف ط ر'' کی لغت میں لفظ فِطْرَةٌ کی وضاحت میں ہم نے سورۃ الرّوم کی آیت نمبر 30 کا حوالہ دیا ہے اور فِطْرَتَ اللّٰهِ کا ترجمہ ''اللہ کی فطرت'' کے بجائے ''اللہ کی بخشی ہوئی فطرت'' کیا ہے۔ یہ ہمارے بزرگوں کے ترجمے کے مطابق ہے، صرف الفاظ کے انتخاب کا فرق ہے۔ مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ ہے ''اللہ کی دی ہوئی قابلیت'' مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ ہے ''اللہ کی ڈالی ہوئی بنا'' جبکہ حضرت شیخ الہند اور مفتی محمد شفیع کا ترجمہ ہے ''تراش اللہ کی''۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے اکثر تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ عقیدہ اللہ جانے کہاں سے پھیل گیا ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ایسے لوگوں کو شک ہے اور بعض کو تو یقین ہے، کہ اس آیت کے ترجمے میں ہمارے بزرگوں نے اپنی رائے کی رعایت کی ہے جو کہ آیت کا حقیقی مفہوم نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ فطرت اللہ مرکب اضافی ہے اور اس کا صحیح ترجمہ ہے ''اللہ کی فطرت''۔ اس لئے آیت کا مطلب ہے ''اللہ کی فطرت، جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔''

اس دلیل میں جو غلطی ہے اس کی وضاحت ضروری ہے۔ اصولاً یہ وضاحت ہمیں سورۃ الرّوم میں کرنی چاہیے تھی، لیکن صورتحال یہ ہے کہ ان اسباق کو مرتب کرنے کا کام 128 اگست 1998ء کو شروع کیا تھا اور آج 25 فروری 2003ء کو ہم سورۃ الانعام کے آغاز میں ہیں۔ اللہ جانے سورۃ الرّوم تک پہنچنا نصیب ہوگا یا نہیں۔ اس لئے یہ قرض یہیں چکا دیا جائے تو بہتر ہے۔

بات ذرا تلخ ہے لیکن بات یہی ہے کہ فَعَلَ۔ فَعَلَا۔ فَعَلُوْا۔ سے فَعَلْنَا تک چودہ صیغے پڑھ لینے سے ہمارے چودہ طبق تو روشن ہو جاتے ہیں لیکن اس چکا چوند کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اب ہم اپنے بزرگوں سے زیادہ قابل ہو گئے ہیں اور اب ہم قرآن کو ان سے زیادہ سمجھنے لگے ہیں۔ آسان عربی گرامر، حصہ سوم کے آخری باب ''سبق الاسباق'' میں اسی خطرے کی نشاندہی کی جا چکی ہے۔ طلباء کو چاہیے کہ کبھی کبھی وہ اس کا مطالعہ کرتے رہیں۔

مذکور دلیل میں بنیادی غلطی یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے مرکب اضافی کا صحیح ترجمہ کرنا تو سیکھ لیا ہے لیکن مرکب اضافی کا صحیح

مفہوم ابھی تک ان کے ذہن میں اجاگر نہیں ہوا ہے۔ ہم کہتے ہیں زید کا علم، زید کی کتاب۔ یہ مرکب اضافی تو ہے۔لیکن مرکب اضافی کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ قلم اور کتاب زید کی ذات کا جز ہیں۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ قلم اور کتاب کو زید کی ذات کے ساتھ ایک نسبت ہے اور ان مرکبات میں ملکیت کی نسبت کا مفہوم ہے۔ زید کا بھائی، زید کی بہن۔ ان مرکبات اضافی میں رشتوں کی نسبت کا مفہوم ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے ﴿ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ﴾ (19/مریم:30)''بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں۔''﴿ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ﴾ (39/الزمر:10)''اور اللہ کی زمین میں وسیع ہے۔''﴿ اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ ﴾ (29/العنکبوت:56)''بیشک میری زمین وسیع ہے۔''﴿ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ﴾ (15/الحجر:29)''اور میں پھونک دوں اس میں اپنی روح میں سے۔'' ان میں بندہ، زمین یا روح، کوئی بھی چیز اللہ کی ذات کا جز نہیں ہے۔ ان مرکبات اضافی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایک نسبت ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ چیزیں اس کی تخلیق کردہ ہیں، اس لیے اس کی ملکیت ہیں۔ اسی طرح اس کائنات کی ہر چیز کا وجود اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور ہر وجود کی فطرت اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی ہے۔ اس لیے ان سب کو اللہ تعالیٰ سے ایک نسبت ہے، تخلیق ہونے کی اور ملکیت ہونے کی۔ کوئی بھی چیز اس کی ذات کا جز نہیں ہے۔ ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ﴾ (42/الشوریٰ:11)''اس کے جیسی کوئی بھی چیز نہیں ہے۔''

دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ اپنے عقیدے کی تصدیق کے لیے اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں انہیں نوٹ کرنا۔ چاہیے کہ یہ آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کو پوری آیت میں رکھ کر اگر غور کریں تو انہیں سوچنا پڑے گا کہ لفظ فِطْرَتُ اللّٰهِ (حالت رفع) کے بجائے فِطْرَتَ اللّٰهِ (حالت نصب) میں کیوں ہے۔ اس کی وجہ سمجھنے کے بعد یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جس کے وہ مدعی ہیں اور ہمارے بزرگوں نے ترجمہ میں اپنے عقیدے کی رعایت نہیں کی ہے بلکہ ''پڑھے کم، بولے زیادہ'' قسم کے لوگوں کی رعایت کی ہے تاکہ ان کا عقیدہ قرآن کے مطابق رہے۔

اس حوالے سے اب یہ موتی گرہ میں باندھ لیں کہ قرآن مجید پر غور وفکر کرتے ہوئے بزرگوں کی کوئی بات اگر سمجھ میں نہ آئے تو اس کا صرف ایک مطلب ہے کہ ہماری اپنی سوجھ بوجھ ابھی خام ہے۔ البتہ بزرگوں کی عقیدت ومحبت سے اس کو اگر ہم ذرا نم کرلیں تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے۔

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے:www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر2 کینال روڈ فیصل آباد

818

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الانعام (6)

آیت نمبر (19 تا 24)

وضاحت

اب آیا میں نئے الفاظ کی تعداد کم ہوگئی ہے، اس لیے آیات نقل نہیں کی جائیں گی، بلکہ ان کے نمبروں کا حوالہ دے کر نئے لفظ کی لغت دی جائے گی، اگر کوئی نیا لفظ ہوا تو۔ اسی طرح اگر ضروری ہوا تو ترکیب کی وضاحت کی جائے گی، ورنہ براہ راست ترجمہ دے کر نوٹس دیئے جائیں گے۔

ترکیب

مرکب اضافی اَیُّ شَیۡءٍ مبتدا، اَکۡبَرُ خبر اور شَھَادَۃً تمیز ہے۔ شَھِیۡدٌ کو اللہ کی خبر بھی مانا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اَیُّ شَیۡءٍ کا جواب محذوف مانا جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ قُلِ اللّٰہُ کو اَیُّ شَیۡءٍ کا جواب مانا جائے اور شَھِیۡدٌ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ کو الگ جملہ مانا جائے۔ ایسی صورت میں شَھِیۡدٌ کا مبتدا ھُوَ محذوف مانا جائے گا۔ ترجمے میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔ وَمَنۡ بَلَغَ میں مَنۡ گزشتہ لِاُنۡذِرَ کا بھی مفعول ہے اور بَلَغَ کا بھی اور بَلَغَ کی ضمیر فاعلی ھٰذَا الۡقُرۡاٰنُ کے لیے ہے۔ اَنَّ کا اسم اٰلِھَۃً اُخۡرٰی ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور مَعَ اللّٰہِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ (آیت:20) یَعۡرِفُوۡنَہٗ' میں شامل ضمیر فاعلی ھُمۡ اَلَّذِیۡنَ کے لئے ہے جب کہ اس کی ضمیر مفعولی کو ھٰذَا الۡقُرۡاٰنُ کے لیے بھی مانا جاسکتا ہے۔ اور قُلۡ کے مخاطب رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی۔ مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ایک کی پہچان سے دوسرے کی پہچان لازمی ہے۔ (آیت:21) اِنَّہٗ' میں ضمیر الشان ہے۔ (2/البقرہ:85، نوٹ 1)

ترجمہ

شَھِیۡدٌۢ	اللّٰہُ ۖ	قُلِ	شَھَادَۃً ۖ	اَکۡبَرُ	اَیُّ شَیۡءٍ	قُلۡ
(وہ) گواہ ہے	(کہ) اللہ	آپؐ کہیے	بطور گواہی کے	سب سے بڑی ہے	کون سی چیز	آپؐ کہیے

لِاُنۡذِرَکُمۡ	ھٰذَا الۡقُرۡاٰنُ	اِلَیَّ	وَاُوۡحِیَ	وَبَیۡنَکُمۡ ۚ	بَیۡنِیۡ
تاکہ میں وارننگ دوں تم لوگوں کو	اس قرآن کو	میری طرف	اور وحی کیا گیا	اور تمہارے درمیان	میرے درمیان

مَعَ اللّٰہِ	اَنَّ	لَتَشۡھَدُوۡنَ	اَئِنَّکُمۡ	بَلَغَ ؕ	وَمَنۡۢ	بِہٖ
اللہ کے ساتھ	کہ	سچ مچ گواہی دیتے ہو	کیا واقعی تم لوگ	وہ پہنچے	اور اس کو جس کو	اس سے

اِلٰہٌ وَّاحِدٌ	ھُوَ	اِنَّمَا	قُلۡ	لَّاۤ اَشۡھَدُ ۚ	قُلۡ	اٰلِھَۃً اُخۡرٰی ؕ
واحد الٰہ ہے	وہ	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ کہیے	میں گواہی نہیں دیتا	آپؐ کہیے	کچھ دوسرے اِلٰہ (بھی) ہیں

الۡکِتٰبَ	اٰتَیۡنٰھُمُ	اَلَّذِیۡنَ	تُشۡرِکُوۡنَ ﴿۱۹﴾	مِّمَّا	بَرِیۡٓءٌ	وَّاِنَّنِیۡ
کتاب	ہم نے دی جن کو	وہ لوگ	تم لوگ شرک کرتے ہو	اس سے جو	بری ہوں	اور یہ کہ میں

اَنۡفُسَھُمۡ	خَسِرُوۡۤا	اَلَّذِیۡنَ	اَبۡنَآءَھُمۡ ۘ	یَعۡرِفُوۡنَ	کَمَا	یَعۡرِفُوۡنَہٗ
اپنے نفسوں کو	گھاٹے میں ڈالا	وہ لوگ جنہوں نے	اپنے بیٹوں کو	وہ پہچانتے ہیں	جیسا کہ	وہ پہچانتے ہیں اس کو

فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑳	وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰی	818 عَلَى اللّٰهِ
تو وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے	اور کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر

كَذِبًا	اَوْ	كَذَّبَ	بِاٰيٰتِهٖ ؕ	اِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الظّٰلِمُوْنَ ㉑
ایک جھوٹ	یا	جس نے جھٹلایا	اس کی نشانیوں کو	بیشک حقیقت یہی ہے کہ	مراد نہیں پاتے	ظلم کرنے والے

وَيَوْمَ	نَحْشُرُهُمْ	جَمِيْعًا	ثُمَّ	نَقُوْلُ	لِلَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْٓا
اور اس دن	ہم جمع کریں گے ان کو	سب کے سب کو	پھر	ہم کہیں گے	ان سے جنہوں نے	شرک کیا

اَيْنَ	شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ	كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ㉒	ثُمَّ	لَمْ تَكُنْ	فِتْنَتُهُمْ	اِلَّآ
کہاں ہیں	تمہارے وہ شریک (کئے ہوئے) لوگ جن کا	تم لوگ زعم کیا کرتے تھے	پھر	نہیں ہوگی	ان کا عذر	مگر

اَنْ	قَالُوْا	وَاللّٰهِ	رَبِّنَا	مَا كُنَّا	مُشْرِكِيْنَ ㉓	اُنْظُرْ
(یہ) کہ	وہ کہیں گے	اللہ کی قسم	جو ہمارا رب ہے	ہم نہیں تھے	شرک کرنے والے	دیکھو

كَيْفَ	كَذَبُوْا	عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ㉔
کیسا	انہوں نے جھوٹ بولا	اپنے آپ پر	اور گمراہ ہوا (یعنی گم ہوا)	ان سے	وہ، جو	وہ لوگ گھڑا کرتے تھے

نوٹ:1 زیر مطالعہ آیت نمبر 19 میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ قرآن مجید اس لئے وحی کیا گیا کہ آپؐ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو بھی خبردار کریں جنہوں نے آپؐ سے ملاقات کی اور ان کو بھی خبردار کریں جنہوں نے ملاقات نہیں کی لیکن قرآن ان تک پہنچ گیا۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ آخری پیغمبر ہیں اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ قیامت تک اس کی تعلیم اور تلاوت باقی رہے گی اور لوگوں پر اس کا اتباع لازم رہے گا (معارف القرآن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس تک میرا قرآن پہنچا تو گویا میں نے خود اسے تبلیغ کر دی (ابن کثیر) اس پس منظر میں رسول اللہ ﷺ کے اس حکم کی گہرائی اور گیرائی کو سمجھنے کی کوشش کریں جس میں آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت ہو۔

نوٹ:2 زیر مطالعہ آیت نمبر 23 میں کچھ لوگوں کا ذکر ہے جو قسم کھا جائیں گے کہ ہم شرک نہیں کرتے تھے۔ ان کے لئے تفسیر بحر محیط اور مظہری میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو کھلے طور پر کسی کو خدا نہیں کہتے تھے مگر ان کا عمل یہ تھا کہ خدائی کے اختیارات مخلوق کو بانٹ رکھے تھے، انہی سے روزی، صحت، اولاد اور ساری مرادیں مانگا کرتے تھے۔ اور انہی کے نام کی نذر و نیاز کرتے تھے اور اپنے آپ کو مشرک نہ سمجھتے تھے اس لئے میدان حشر میں بھی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (25تا32)

و ق ر

(س) وَقْرًا بھرا ہوا ہونا۔ بوجھل ہونا۔

وَقْرٌ — اور وِقْرٌ اسم ذات ہے۔ بوجھ، زیر مطالعہ آیت نمبر 25 اور ﴿ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴾ (51/الذّریات:2) ’’پھر بوجھ اٹھانے والیوں کی قسم۔‘‘

(ک) **وَقَارَۃً** — سنجیدہ اور متین ہونا۔ باوقار ہونا۔

وَقَارٌ — اسم ذات ہے، سنجیدگی، متانت، عظمت۔﴿ مَا لَکُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰہِ وَقَارًا ﴾ (71/نوح:13) ’’تمہیں کیا ہے کہ تم لوگ امید نہیں رکھتے اللہ سے عظمت کی۔‘‘

(تفعیل) **تَوْقِیْرًا** — کسی کی تعظیم کرنا۔﴿ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ﴾ (48/الفتح:9) ’’تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور ان ﷺ کی مدد کرو اور ان ﷺ کی تعظیم کرو۔‘‘

س ط ر

(ن) **سَطْرًا** — کسی چیز کی حفاظت کرنا۔ کسی بات کو لکھنا (تاکہ محفوظ ہو جائے)﴿ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ﴾ (68/القلم:1) ’’قسم ہے قلم کی اور اس کی جو یہ لوگ لکھتے ہیں۔‘‘

مَسْطُوْرٌ — اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔﴿ وَکِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴾ (52/الطور:2) ’’اور قسم ہے ایک لکھی ہوئی کتاب کی۔‘‘

مُصَیْطِرٌ — یہ دراصل مُسَیْطِرٌ ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں اس کی ’’ص‘‘ کے اوپر ایک چھوٹا سا ’’س‘‘ لکھا ہوتا ہے حفاظت کرنے والا۔ داروغہ۔﴿ لَسْتَ عَلَیْہِمْ بِمُصَیْطِرٍ ﴾ (88/الغاشیۃ:22) ’’آپ ﷺ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔‘‘

(تفعیل) **تَسْطِیْرًا** — بے بنیاد باتیں جمع کرنا۔ فرضی کہانیاں یا قصے بنانا۔ افسانہ یا ناول لکھنا۔

اُسْطُوْرَۃٌ — ج اَسَاطِیْرُ اسم ذات ہے۔ فرضی کہانی۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 25۔

(افتعال) **اِسْتِطَارًا** — اہتمام سے لکھنا۔

مُسْتَطَرٌ — اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔﴿ وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴾ (54/القمر:53) ’’اور تمام چھوٹی بڑی چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔‘‘

ن ء ی

(ف) **نَأْیًا** — (۱) کسی سے بچنا۔ دور رہنا۔ (۲) کسی کو کسی سے بچانا۔ موڑ لینا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔26۔﴿ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِہٖ ﴾ (17/بنی اسرائیل:83) ’’اور جب بھی ہم انعام کرتے ہیں انسان پر تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور موڑ لیتا ہے اپنے پہلو کو۔‘‘

و ق ف

(ض) **وَقْفًا** — ٹھہرانا۔ روکنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔27

قِفْ — فعل امر ہے۔ تو ٹھہرا۔ تو روک۔﴿ وَقِفُوْہُمْ اِنَّہُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴾ (37/الصافات:24) ’’اور تم لوگ ٹھہراؤ ان کو بیشک یہ لوگ پوچھے جانے والے ہیں۔‘‘

مَوْقُوْفٌ — اسم المفعول ہے۔ ٹھہرایا ہوا۔ روکا ہوا۔﴿ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّہِمْ ﴾ (34/سبا:31) ’’اور اگر تو دیکھے جب ظالم لوگ روکے جانے والے ہوں گے اپنے رب کے پاس۔‘‘

ب غ ت

(ف) **بَغْتًا** — کسی چیز کا اچانک نمودار ہونا۔

بَغْتَۃً — حال ہے۔ اچانک۔ بے گمان۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔31۔

ف ر ط

818

(ن)	فُرُوْطًا	آگے بڑھنا۔ حد سے گزرنا۔ کسی پر زیادتی کرنا۔ ﴿اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ﴾ (20/طٰهٰ:45) ''ہمیں خوف ہے کہ وہ زیادتی کرے ہم پر۔''
	فَرْطًا	یہ بھی مصدر ہے۔ کسی کام میں کوتاہی کرنا۔ کمی کرنا۔
	فُرُطًا	حال ہے۔ حد سے گزرا ہوا۔ ﴿وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝۲۸﴾ (18/الکھف:28) ''اور تھا ان کا کام حد سے گزرا ہوا۔''
(افعال)	اِفْرَاطًا	حد سے گزارنا۔ زیادہ کرنا۔
	مُفْرَطٌ	اسم المفعول ہے۔ زیادہ کیا ہوا۔ ﴿لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝۶۲﴾ (16/النحل:62) ''کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کے لیے آگ ہے اور یہ کہ وہ لوگ زیادہ کیے جا رہے ہیں۔''
(تفعیل)	تَفْرِيْطًا	مسلسل کوتاہی کرنا۔ کمی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔31۔

و ز ر

(ض)	وَزْرًا	(1) پہاڑ میں پناہ گاہ بنانا۔ (2) کوئی بوجھل چیز اٹھانا۔ زیر مطالعہ۔ آیت نمبر۔31
	وِزْرٌ	(ج) اَوْزَارٌ۔ اسم ذات ہے۔ بوجھ۔ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ﴾ (6/الانعام:164) ''اور نہیں اٹھائے گی کوئی اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ۔'' ﴿لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ﴾ (16/النحل:25) ''تاکہ وہ لوگ اٹھائیں اپنے بوجھ پورے پورے اور ان کے بوجھ میں سے بھی انہوں نے گمراہ کیا جن کو کسی علم کے بغیر۔''
	وَزَرٌ	اسم ذات ہے۔ پناہ گاہ۔ ﴿كَلَّا لَا وَزَرَ﴾ (75/القیمۃ:11) ''ہرگز نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔''
	وَازِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ اٹھانے والا۔ اوپر آیت نمبر (6/الانعام:164) دیکھیں
	وَزِيْرٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے ہر حال میں ہمیشہ بوجھ بٹانے والا، معاون۔ ﴿وَ جَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝۳۵ ۚ﴾ (25/الفرقان:35) ''اور ہم نے بنایا ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو ایک معاون۔''

ل ھ و

(ف۔ن)	لَهْوًا	(1) مانوس ہونا۔ پسند کرنا۔ (2) کسی چیز سے غافل ہونا (پسندیدہ چیز میں مشغول ہونے کے سبب سے)
	لَاهٍ	فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ غافل ہونے والا یعنی غافل۔ ﴿لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ﴾ (21/الانبیاء:3) ''غافل ہوتے ہوئے ان کے دل۔''
	لَهْوٌ	اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس کا شغل کسی اہم کام سے غافل کر دے۔ تماشا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر32۔
(افعال)	اِلْهَاءً	کسی کو کسی چیز سے غافل کرنا۔ ﴿رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (24/النور:37) ''غافل نہیں کرتی ان کو تجارت اور نہ ہی خرید و فروخت اللہ کی یاد سے۔''
(تفعل)	تَلَهِّيْ	کسی سے غفلت برتنا۔ ﴿فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ ۝۱۰﴾ (80/عبس:10) ''تو آپؐ نے اس سے غفلت برتی۔''

ترکیب

اَكِنَّةً اور وَقْرًا، یہ دونوں جَعَلْنَا کے مفعول ہیں۔ (6/الانعام: 27) وَلَوْ تَرٰٓى شرطیہ ہے اس لئے اِذْ وُقِفُوْا اور فَقَالُوْا کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ يٰلَيْتَنَا حرف تمنا ہے، نُرَدُّ تمنا ہے لَا نُكَذِّبَ اور نَكُوْنَ واوِ صرف کی وجہ سے جواب تمنا ہیں۔ حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ

818

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّسْتَمِعُ	اِلَيْكَ ۚ	وَ	جَعَلْنَا	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	اَكِنَّةً
اوران میں وہ بھی ہیں جو	کان لگاتے ہیں	آپ ؐ کی طرف	حالانکہ	ہم نے بنائے	ان کے دلوں پر	کچھ پردے

اَنْ	يَّفْقَهُوْهُ	وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ	وَقْرًا ؕ	وَاِنْ	يَّرَوْا	كُلَّ اٰيَةٍ
کہ	وہ (نہ) سمجھیں اس کو	اوران کے کانوں میں	ایک بوجھ	اوراگر	وہ دیکھیں	ساری نشانیاں

لَّا يُؤْمِنُوْا	بِهَا ؕ	حَتّٰٓى	اِذَا	جَآءُوْكَ	يُجَادِلُوْنَكَ
تب بھی ایمان نہیں لائیں گے	اس پر	یہاں تک کہ	جب بھی	وہ آتے ہیں آپ ؐ کے پاس	تو بحث کرتے ہیں آپ ؐ سے

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّآ	اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٢٥	وَهُمْ
کہتے ہیں ان سے جنہوں نے	کفر کیا	نہیں ہے	یہ	مگر	پہلے لوگوں کے افسانے	اور وہ

يَنْهَوْنَ	عَنْهُ	وَيَنْـَٔوْنَ	عَنْهُ ۚ	وَاِنْ	يُّهْلِكُوْنَ	اِلَّآ
روکتے ہیں	اس سے	اور وہ دور ہوتے ہیں	اس سے	اور نہیں	ہلاک کرتے وہ	مگر

اَنْفُسَهُمْ	وَ	مَا يَشْعُرُوْنَ ۝٢٦	وَلَوْ	تَرٰٓى	اِذْ	وُقِفُوْا
اپنے آپ کو	اس حال میں کہ	وہ شعور نہیں رکھتے	اور اگر	تو دیکھے	جب	وہ لوگ ٹھہرائے جائیں گے

عَلَى النَّارِ	فَقَالُوْا	يٰلَيْتَنَا	نُرَدُّ	وَ	لَا نُكَذِّبَ	بِاٰيٰتِ رَبِّنَا
آگ پر	تو کہیں گے	اے کاش	ہم لوٹائے جاتے	اور	ہم نہ جھٹلاتے	اپنے رب کی نشانیوں کو

وَ	نَكُوْنَ	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢٧	بَلْ	بَدَا	لَهُمْ	مَّا
اور	ہم ہوجاتے	ایمان والوں میں سے	بلکہ	نمایاں ہوا	ان کے لئے	وہ جو

كَانُوْا يُخْفُوْنَ	مِنْ قَبْلُ ؕ	وَلَوْ	رُدُّوْا	لَعَادُوْا	لِمَا	نُهُوْا
وہ لوگ چھپاتے تھے	اس سے پہلے	اور اگر	وہ لوٹائے جائیں	تو ضرور دوبارہ کریں گے	اس کو	انہیں روکا گیا

عَنْهُ	وَاِنَّهُمْ	لَكٰذِبُوْنَ ۝٢٨	وَقَالُوْٓا	اِنْ	هِيَ	اِلَّا
جس سے	اور بے شک یہ لوگ	یقیناً جھوٹ کہنے والے ہیں	اور انہوں نے کہا	نہیں ہے	یہ	مگر

حَيَاتُنَا الدُّنْيَا	وَمَا نَحْنُ	بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝٢٩	وَلَوْ تَرٰٓى	اِذْ وُقِفُوْا	عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ
ہماری دنیا کی زندگی	اور نہیں ہیں ہم	اٹھائے جانے والے	اور اگر تو دیکھے	جب وہ ٹھہرائے جائیں گے	ان کے رب کے سامنے

قَالَ	اَلَيْسَ هٰذَا	بِالْحَقِّ ؕ	قَالُوْا	بَلٰى	وَرَبِّنَا ؕ	قَالَ
وہ (یعنی رب) کہے گا	کیا یہ نہیں ہے	حق	وہ لوگ کہیں گے	کیوں نہیں	ہمارے رب کی قسم	وہ کہے گا

فَذُوْقُوا	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۳۰	قَدْ خَسِرَ	الَّذِيْنَ 818	كَذَّبُوْا
توتم لوگ چکھو	عذاب کو	بسبب اس کے جو	تم لوگ کفر کرتے تھے	گھاٹے میں رہے	وہ لوگ جنہوں نے	جھٹلایا

بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ	حَتّٰۤى	اِذَا	جَآءَتْهُمُ	السَّاعَةُ	بَغْتَةً	قَالُوْا
اللہ کی ملاقات کو	یہاں تک کہ	جب بھی	آتی ہے ان کے پاس	(موت) کی گھڑی	بے گمان	تو کہتے ہیں

يٰحَسْرَتَنَا	عَلٰى مَا	فَرَّطْنَا	فِيْهَا	وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ	اَوْزَارَهُمْ	عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ
ہائے ہماری حسرت	اس پر جو	ہم نے کوتاہی کی	اس میں	اور وہ لوگ اٹھائیں گے	اپنے بوجھ	اپنی پیٹھوں پر

اَلَا	سَآءَ	مَا	يَزِرُوْنَ ۳۱	وَمَا	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ	اِلَّا
خبردار	برا ہے	وہ جو	یہ بوجھ اٹھاتے ہیں	اور نہیں ہے	دنیوی زندگی	مگر

لَعِبٌ	وَّلَهْوٌ ؕ	وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ	خَيْرٌ	لِّلَّذِيْنَ	يَتَّقُوْنَ ؕ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۳۲
ایک کھیل	اور ایک تماشا	اور یقیناً آخری گھر	بہتر ہے	ان کے لئے جو	تقویٰ کرتے ہیں	کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے

نوٹ:1 زیر مطالعہ آیت نمبر 32 میں دنیا کی زندگی کو کھیل اور تماشا کہا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں کوئی سنجیدگی نہیں ہے۔ دراصل اس کو کھیل اور تماشے سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ یہاں حقیقت کے مخفی ہونے کی وجہ سے بے بصیرت اور ظاہر پرست انسانوں کے لیے غلط فہمیوں میں مبتلا ہونے کے بہت سے اسباب موجود ہیں، جن میں پھنس کر کچھ انسان ایسا عجیب طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں کہ ان کی زندگی محض ایک کھیل اور تماشا بن کر رہ جاتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے ذکر اللہ یا عالم یا طالب علم کے۔ امام جزریؒ کی تصریح کے مطابق دنیا کا ہر وہ کام جو اللہ کی اطاعت میں کیا جائے وہ سب ذکر اللہ میں داخل ہے۔ اس معلوم ہوا کہ دنیا کے سب ضروری کام، جائز طریقے سے روزی کمانا اور دوسری ضروریات جو حدود شریعت سے باہر نہ ہوں، وہ سب ذکر اللہ میں داخل ہیں۔ احادیث میں اہل و عیال اقرباء، احباب، پڑوسی، مہمان وغیرہ کے حقوق کی ادائیگی کو صدقہ اور عبادت سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (33 تا 37)

ج ح د

(ف) جَحْدًا اس کا انکار کرنا جس کا دل میں اقرار ہو۔ جانتے بوجھتے انکار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 33۔

ترکیب اِنَّهٗ میں ضمیر الشان ہے۔ لَيَحْزُنُكَ کا فاعل اَلَّذِيْ ہے۔ اَلظّٰلِمِيْنَ پر لام تعریف ہے۔ (آیت:34) رُسُلٌ اسم عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لئے واحد مونث کا صیغہ كُذِّبَتْ بھی جائز ہے۔ جَآءَكَ کا فاعل اَنْبَآءُ محذوف ہے۔ نَبَاِي میں یا زائدہ ہے۔ یہ اصلاً مِنْ نَبَاِ تھا۔ اَلْمُرْسَلِيْنَ کا مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی ہے۔ (آیت:35) اِنْ شرطیہ کی وجہ سے كَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ فَتَاْتِيَهُمْ میں فاسببیہ کی وجہ سے تَاْتِيَ حالت نصب میں آیا ہے (آیت:37) نُزِّلَ کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے اٰيَةٌ حالت رفع میں ہے۔

ترجمہ

قَدْ نَعْلَمُ	اِنَّهٗ	لَيَحْزُنُكَ	الَّذِیْ	يَقُوْلُوْنَ	فَاِنَّهُمْ
ہم جان چکے ہیں	کہ یہ حقیقت ہے کہ	بے شک غمگین کرتی ہے آپؐ کو	وہ (بات) جو	وہ لوگ کہتے ہیں	تو بیشک یہ لوگ

لَا يُكَذِّبُوْنَكَ	وَلٰكِنَّ	الظّٰلِمِيْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	يَجْحَدُوْنَ ۳۳	وَلَقَدْ كُذِّبَتْ
نہیں جھٹلاتے آپؐ کو	اور لیکن (یعنی بلکہ)	یہ ظالم لوگ	اللہ کی نشانیوں کا	جانتے بوجھتے انکار کرتے ہیں	اور بیشک جھٹلائے جا چکے ہیں

رُسُلٌ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَصَبَرُوْا	عَلٰى مَا	كُذِّبُوْا	وَاُوْذُوْا	حَتّٰى
بہت سے رسول	آپؐ سے پہلے	تو وہ ثابت قدم رہے	اس پر جس پر	انہیں جھٹلایا گیا	اور انہیں اذیت دی گئی	یہاں تک کہ

اَتٰىهُمْ	نَصْرُنَا ۚ	وَلَا مُبَدِّلَ	لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ	وَلَقَدْ جَآءَكَ
آئی ان کے پاس	ہماری مدد	اور کوئی بھی بدلنے والا نہیں ہے	اللہ کے فرمانوں کو	اور بیشک آچکی ہیں آپؐ کے پاس (کچھ خبریں)

مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ۳۴	وَاِنْ كَانَ	كَبُرَ	عَلَيْكَ	اِعْرَاضُهُمْ	فَاِنِ	اسْتَطَعْتَ
بھیجے ہوؤں (یعنی رسولوں) کی خبر میں سے	اور اگر ہے	بہت بھاری	آپؐ پر	ان کا اعراض کرنا	تو اگر	آپؐ میں استطاعت ہے

اَنْ	تَبْتَغِیَ	نَفَقًا	فِی الْاَرْضِ	اَوْ	سُلَّمًا	فِی السَّمَآءِ
کہ	آپؐ تلاش کریں	کوئی سرنگ	زمین میں	یا	کوئی سیڑھی	آسمان میں

فَتَاْتِيَهُمْ	بِاٰيَةٍ ؕ	وَلَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	لَجَمَعَهُمْ	عَلَى الْهُدٰى
تو آپؐ! لے آئیں ان کے پاس	کوئی نشانی	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو جمع کر دیتا ان کو	ہدایت پر

فَلَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۳۵	اِنَّمَا	يَسْتَجِيْبُ	الَّذِيْنَ	يَسْمَعُوْنَ ؕ
پس آپؐ ہرگز نہ ہوں	نادانوں میں سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	جواب دیتے ہیں (یعنی مانتے ہیں)	وہ لوگ جو	سنتے ہیں

وَالْمَوْتٰى	يَبْعَثُهُمُ	اللّٰهُ	ثُمَّ	اِلَيْهِ	يُرْجَعُوْنَ ۳۶	وَقَالُوْا
اور مردے!	اٹھائے گا ان کو	اللہ	پھر	اس کی طرف ہی	وہ لوٹائے جائیں گے	اور انہوں نے کہا

لَوْلَا	نُزِّلَ	عَلَيْهِ	اٰيَةٌ	مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ	قُلْ	اِنَّ اللّٰهَ
کیوں نہیں	اتاری گئی	انؐ پر	کوئی نشانی	انؐ کے رب (کی طرف) سے	آپؐ کہیے	یقیناً اللہ

قَادِرٌ	عَلٰٓى	اَنْ	يُّنَزِّلَ	اٰيَةً	وَّلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۳۷
قدرت رکھنے والا ہے	اس پر	کہ	کہ وہ اتارے	کوئی نشانی	اور لیکن	ان کے اکثر	علم نہیں رکھتے

نوٹ:1 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دیکھتے تھے کہ اس قوم کو سمجھاتے ہوئے مدت گزر گئی ہے اور یہ رات راست پر نہیں آتے تو

آپؐ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ کی طرف سے کوئی ایسی نشانی ظاہر ہو کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ اللہ کی اس حکمت کے خلاف ہے جس کے تحت اس نے انسان کو دنیا میں ایک ذمہ دار مخلوق کی حیثیت سے پیدا کیا ہے، اسے تصرف کے اختیارات دیئے ہیں، اطاعت اور نافرمانی کی آزادی بخشی ہے، امتحان کی مہلت عطا کی ہے اور اس کے طرزِ عمل کے مطابق جزا و سزا دینے کے لیے فیصلے کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (38 تا 45)

ترکیب

(آیت: 38) مِنْ دَآبَّةٍ کے مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے طٰٓئِرٍ حالت جر میں ہے اور یہ نکرہ مخصوصہ ہے۔ جَنَاحَیْ دراصل جَنَاحَیْنِ (تثنیہ) تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے۔ اُمَمٌ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے (آیت: 39) فِی ظُلُمٰتٍ قائم مقام خبر ہے اور اس کا بھی مبتدا محذوف ہے۔ (آیت: 40) تَدْعُوْنَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے غَیْرَ اللّٰہِ حالت نصب میں ہے۔ (آیت: 42) لَقَدْ اَرْسَلْنَا کا مفعول رُسُلًا محذوف ہے۔ (آیت: 43) فَلَوْلَا فعل تَضَرَّعُوْا سے متعلق ہے۔ درمیان میں اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَا جملہ معترضہ ہے۔

وَمَا	مِنْ دَآبَّةٍ	فِی الْاَرْضِ	وَلَا	طٰٓئِرٍ	یَّطِیْرُ	بِجَنَاحَیْهِ
اور نہیں ہے	کوئی بھی چلنے والا	زمین میں	اور نہ ہی ہے	کوئی بھی اڑنے والا	جو اڑتا ہے	اپنے دونوں پروں پر

اِلَّآ	اُمَمٌ	اَمْثَالُكُمْ ؕ	مَا فَرَّطْنَا	فِی الْكِتٰبِ	مِنْ شَیْءٍ	ثُمَّ
مگر یہ کہ	وہ (بھی) امتیں ہیں	تم لوگوں کی مانند	ہم نے کمی نہیں کی	کتاب میں	کچھ بھی	پھر

اِلٰی رَبِّهِمْ	یُحْشَرُوْنَ ۝۳۸	وَالَّذِیْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰیٰتِنَا	صُمٌّ	وَّبُكْمٌ
ان کے رب کی طرف ہی	وہ سب جمع کئے جائیں گے	اور وہ لوگ جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	بہرے ہیں	اور گونگے ہیں

فِی الظُّلُمٰتِ ؕ	مَنْ	یَّشَاِ	اللّٰهُ	یُضْلِلْهُ ؕ	وَمَنْ	یَّشَاْ
(وہ لوگ) اندھیروں میں ہیں	جس کو	چاہتا ہے	اللہ	(تو) وہ گمراہ کرتا ہے اس کو	اور جس کو	وہ چاہتا ہے

یَجْعَلْهُ	عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۳۹	قُلْ	اَ	رَءَیْتَكُمْ	اِنْ	اَتٰىكُمْ
(تو) وہ ڈالتا ہے اس کو	ایک سیدھے راستے پر	آپؐ کہیے	کیا	تو نے دیکھا اپنے لوگوں کو	کہ اگر	آئے تمہارے پاس

عَذَابُ اللّٰهِ	اَوْ	اَتَتْكُمُ	السَّاعَةُ	اَ	غَیْرَ اللّٰهِ	تَدْعُوْنَ ۚ
اللہ کا عذاب	یا	آئے تم پر	قیامت	تو کیا	اللہ کے علاوہ (کسی) کو	تم لوگ پکارو گے

اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِیْنَ ۝۴۰	بَلْ اِیَّاهُ	تَدْعُوْنَ	فَیَكْشِفُ	مَا
اگر	تم لوگ ہو	سچ کہنے والے	بلکہ صرف اس کو ہی	تم لوگ پکارتے ہو	تو وہ کھول دیتا ہے	اس کو

تَدْعُوْنَ	اِلَیْهِ	اِنْ	شَآءَ	وَتَنْسَوْنَ	مَا	تُشْرِكُوْنَ ۝۴۱ ع
تم لوگ پکارتے ہو	جس کے لئے	اگر	وہ چاہتا ہے	اور بھول جاتے ہو	اس کو جس کو	تم لوگ شریک کرتے ہو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ	اِلٰٓی اُمَمٍ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَاَخَذْنٰهُمْ	بِالْبَاْسَآءِ	وَالضَّرَّآءِ 818	لَعَلَّهُمْ
اور ہم بھیج چکے ہیں (رسولوں کو)	امتوں کی طرف	آپؐ سے پہلے	پھر ہم نے پکڑا ان کو	سختی سے	اور تکلیف سے	شائد کہ وہ لوگ

يَتَضَرَّعُوْنَ ۴۲	فَلَوْلَآ	اِذْ جَآءَهُمْ	بَاْسُنَا	تَضَرَّعُوْا	وَلٰكِنْ	قَسَتْ
گڑگڑائیں	تو کیوں نہیں	جب آئی ان کے پاس	ہماری سختی	وہ لوگ گڑگڑاتے	اور لیکن	سخت ہوئے

قُلُوْبُهُمْ	وَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۴۳	فَلَمَّا
ان کے دل	اور مزین کیا	ان کے لئے	شیطان نے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے تھے	پھر جب

نَسُوْا	مَا	ذُكِّرُوْا	بِهٖ	فَتَحْنَا	عَلَيْهِمْ	اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط
وہ بھولے	اس کو	ان کی یاد دہانی کرائی گئی	جس سے	تو ہم نے کھول دیئے	ان پر	ہر چیز کے دروازے

حَتّٰٓی	اِذَا	فَرِحُوْا	بِمَآ	اُوْتُوْٓا	اَخَذْنٰهُمْ	بَغْتَةً
یہاں تک کہ	جب	وہ بہت خوش ہوئے	اس سے جو	دیا گیا ان کو	تو ہم نے پکڑا ان کو	اچانک

فَاِذَا	هُمْ	مُّبْلِسُوْنَ ۴۴	فَقُطِعَ	دَابِرُ الْقَوْمِ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا ط
تب پھر	وہ لوگ	انتہائی غمگین ہوئے	پھر کاٹی گئی	اس قوم کی جڑ	جنہوں نے	ظلم کیا

وَالْحَمْدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۴۵
اور تمام شکر	اللہ ہی کے لئے ہے	جو تمام جہانوں کا رب ہے

نوٹ:1 اس کائنات میں زمین ہو یا فضاؤں میں، جہاں کہیں جو بھی چیز ہے، ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی صناعی، قدرت اور سبحانیت (Perfectionism) کی نشانیاں موجود ہیں جن کو دیکھ کر انسان اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کا ادراک حاصل کرسکتا ہے۔ یہ کیسی نشانیاں ہیں اور ان سے کیا مراد ہے، اس بات کو ایک مثال سے سمجھیں۔ اگر کسی پارک میں گھاس، بوٹے، جھاڑیاں وغیرہ بے ترتیبی سے اُگے ہوئے ہیں تو اسے دیکھنے والا ہر شخص یہی کہے گا کہ اس پارک کا کوئی مالی نہیں ہے۔ دوسرے پارک میں گھاس ہموار ہے، بوٹے ترتیب سے لگے ہیں اور جھاڑیاں تراش کر کیاریاں بنی ہوئی ہیں لیکن مالی کہیں نظر نہیں آرہا ہے پھر بھی باغ کی حالت دیکھ کر ہر شخص مالی کے وجود کو بھی تسلیم کرے گا اور اس کی صلاحیت کا بھی اسے اندازہ ہوجائے گا۔

اسی طرح ہر جاندار کے جسم میں ایک نظام اپنا کام کررہا ہے اور خود کائنات میں ایک نظم و ترتیب موجود ہے جسے دیکھ کر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کا ایک خالق ہے جو ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے اور یہ سب کچھ خود بخود میں آنے والی چیز نہیں ہے۔ اسی بنیاد پر ''عظیم دھماکہ'' (Big Bang) تھیوری پر تنقید کرتے ہوئے اور اسے رد کرتے ہوئے ایک مغربی سائنسدان نے کہا ہے کہ یہ بات ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ ایک پریس میں دھماکہ ہوا اور ایک عظیم لغت (Dictionary) خود بخود وجود میں آگئی۔

کائنات کی ہر چیز میں اپنے وجود اور اپنی صفات کی نشانیاں میں مشاہدہ اور غور و فکر کی صلاحیتیں ودیعت کرکے اللہ تعالیٰ نے نتیجہ اخذ کرنے اور اپنی رائے قائم کرنے کے لئے انسان کو آزاد چھوڑ دیا ہے۔ انسان کی اس آزادی میں وہ مداخلت نہیں کرتا۔

اس وجہ سے انسان تین گروہوں میں تقسیم ہوجاتے۔ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جو کائنات اور زندگی کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کے بجائے انہیں باہمی تکاثر اور تفاخر پر صرف کردیتے ہیں۔یہ لوگ بہروں اور گونگوں کی مانند ہیں اور لاعلمی کے اندھیروں میں بھٹکے رہتے ہیں، خواہ اپنے پیشے میں ماسٹرس اور ڈاکٹریٹ کرلیں۔ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا فتویٰ تو یہی ہے۔

پھر جو لوگ اپنی صلاحیتوں کو کائنات اور زندگی کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں، ان میں سے کسی کو گمراہی ملتی ہے۔اور کسی کو یہی نشانیاں سیدھی راہ پر ڈال دیتی ہیں۔اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ کون کسی نیت اور ارادے سے تحقیق و جستجو کرتا ہے۔جو ایک نامور سائنسدان اور موجد بننے کے لئے کرتا ہے، اس کے حصے میں مادہ پرستی آتی ہے اور جو واقعی زندگی ک مقصد کا متلاشی ہوتا ہے۔اس کو یہی نشانیاں سیدھی راہ پر ڈال دیتی ہیں۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ اصولوں اور نظام کے تحت ہوتا ہے اس لئے گمراہ کرنے اور ہدایت دینے کے عمل کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔جبکہ رائے قائم کرنے اور فیصلہ کرنے کے اختیار اور آزادی کی بنیاد پر انسان کی ذمہ داری اور جوابدہی برقرار رہتی ہے۔

آیت نمبر (46تا50)

ص د ف

(ض) صَدْفًا ہٹانا۔کنارے کرنا(متعدی) پھر جانا۔کنارہ کش ہونا(لازم) زیر مطالعہ آیت نمبر46۔

صَدَفٌ اسم ذات ہے۔کسی چیز کا کنارہ۔﴿حَتّٰی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ﴾ (18/الکھف:96) ''یہاں تک کہ جب برابر کردیا دونوں کناروں کے درمیان کو۔''

ترکیب

(آیت:47) بَغْتَةً اور جَهْرَةً حال ہیں۔اسی لئے حالت نصب میں ہیں۔یُهْلَكُ کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے اَلْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ حالت رفع میں ہے۔(آیت:48) اَصْلَحَ کا مفعول محذوف ہے جو کہ اَنْفُسَهُمْ ہوسکتا ہے۔(آیت:50) اِنْ اَتَّبِعُ کا اِنْ نافیہ ہے کیونکہ آگے اِلَّا آرہا ہے۔''

ترجمہ

قُلْ	اَ	رَءَیْتُمْ	اِنْ	اَخَذَ	اللّٰهُ	سَمْعَكُمْ
آپؐ کہئے	کیا	تم لوگوں نے غور کیا	(کہ) اگر	پکڑلے	اللہ	تمہاری سماعت کو

وَ اَبْصَارَكُمْ	وَخَتَمَ	عَلٰی قُلُوْبِكُمْ	مَّنْ	اِلٰهٌ	غَیْرُ اللّٰهِ	یَاْتِیْكُمْ
اور تمہاری بصارت کو	اور وہ مہر لگادے	تمہارے دلوں پر	تو کون	الٰہ ہے	اللہ کے علاوہ	جو لادے تمہارے پاس

بِهٖ	اُنْظُرْ	کَیْفَ	نُصَرِّفُ	الْاٰیٰتِ	ثُمَّ	هُمْ
اس کو	آپؐ دیکھیں	کیسے	ہم گھماتے ہیں	نشانیوں (یعنی دلیلوں) کو	پھر (بھی)	وہ لوگ

یَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾	قُلْ	اَ	رَءَیْتَكُمْ	اِنْ	اَتٰىكُمْ	عَذَابُ اللّٰهِ
کنارہ کش ہوتے ہیں	آپؐ کہئے	کیا	تو نے دیکھا اپنوں کو	(کہ) اگر	آئے تمہارے پاس	اللہ کا عذاب

بَغْتَةً	اَوْ	جَهْرَةً	هَلْ	يُهْلَكُ	اِلَّا	الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾
اچانک	یا	کھلم کھلا	تو کیا (یعنی کون)	ہلاک کیا جائے گا	سوائے	ظلم کرنے والی قوم کے

وَمَا نُرْسِلُ	الْمُرْسَلِيْنَ	اِلَّا	مُبَشِّرِيْنَ	وَمُنْذِرِيْنَ ۚ	فَمَنْ	اٰمَنَ
اور ہم نہیں بھیجتے	بھیجے ہوؤں کو	مگر	بشارت دینے والا	اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	پھر جو	ایمان لایا

وَاَصْلَحَ	فَلَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَلَا	هُمْ	يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٨﴾	وَالَّذِيْنَ
اور اس نے اصلاح کی (اپنی)	تو کوئی خوف نہیں ہے	ان پر	اور نہ ہی	وہ لوگ	غمگین ہوتے ہیں	اور وہ لوگ جنہوں نے

كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	يَمَسُّهُمُ	الْعَذَابُ	بِمَا	كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٤٩﴾	قُلْ
جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	پہنچے گا ان کو	عذاب	بسبب اس کے جو	وہ لوگ نافرمانی کرتے تھے	آپؐ کہئے

لَآ اَقُوْلُ	لَكُمْ	عِنْدِيْ	خَزَآئِنُ اللّٰهِ	وَلَآ اَعْلَمُ	الْغَيْبَ	وَلَآ اَقُوْلُ
میں نہیں کہتا	تم لوگوں سے	کہ میرے پاس	اللہ کے خزانے ہیں	اور نہ ہی میں جانتا ہوں	غیب کو	اور نہ ہی میں کہتا ہوں

لَكُمْ	اِنِّيْ	مَلَكٌ ۚ	اِنْ اَتَّبِعُ	اِلَّا	مَا	يُوْحٰٓى
تم لوگوں سے	کہ میں	کوئی فرشتہ ہوں	میں پیروی نہیں کرتا	مگر	اس کی جو	وحی کیا گیا

اِلَيَّ ط	قُلْ	هَلْ	يَسْتَوِي	الْاَعْمٰى	وَالْبَصِيْرُ ط	اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع
میری طرف	آپؐ کہئے	کیا	برابر ہوتے ہیں	اندھے	اور دیکھنے والے	تو کیا تم لوگ غور وفکر نہیں کرتے

آیت نمبر (51تا55)

ط ر د

(ن) طَرْدًا: کسی کو حقیر سمجھ کر دور کرنا۔ دھتکارنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 52۔

طَارِدٌ: اسم الفاعل ہے۔ دھتکارنے والا۔ ﴿وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾﴾ (26/الشعراء:114) ''اور میں مومنوں کو دھتکارنے والا نہیں ہوں۔''

ترکیب

(آیت:51) بِهٖ میں ضمیر گزشتہ آیت میں مَايُوْحٰى کے لیے ہے یعنی قرآن مجید۔ مِنْ دُوْنِهٖ میں ضمیر رَبّ کے لئے ہے۔ (آیت:52) يُرِيْدُوْنَ حال ہے يَدْعُوْنَ کا۔ فعل نہی اور فعل نفی کے جواب میں اگر فعل مضارع آتا ہے تو وہ حالت نصب میں ہوتا ہے۔ یہاں فَتَطْرُدَ کی نصب فعل نہی وَلَا تَطْرُدِ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ فعل نفی مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ کی وجہ سے ہے جبکہ فَتَكُوْنَ فاسببیہ کی وجہ سے نصب میں ہے۔ (آیت:53) لِيَقُوْلُوْا پر لامِ کَیْ نہیں بلکہ لام عاقبت ہے۔ (آیت:54) اَنَّهٗ میں ضمیر الشان ہے جبکہ فَاَنَّهٗ میں ضمیر رب کے لیے ہے مَنْ عَمِلَ کا مَنْ شرطیہ ہے۔ اس لئے ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت:55) تَسْتَبِيْنَ واحد مونث کا صیغہ ہے اور سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ اس کا فاعل ہے۔

ترجمہ

وَاَنْذِرْ	بِهِ	الَّذِيْنَ	يَخَافُوْنَ	اَنْ	يُّحْشَرُوْٓا	اِلٰى رَبِّهِمْ
اور آپؐ خبردار کریں	اس سے	ان لوگوں کو جو	ڈرتے ہیں	کہ	وہ اکٹھا کئے جائیں گے	اپنے رب کی طرف

لَيْسَ	لَهُمْ	مِّنْ دُوْنِهٖ	وَلِيٌّ	وَّلَا شَفِيْعٌ	لَّعَلَّهُمْ	يَتَّقُوْنَ ﴿٥١﴾ 818
نہیں ہے	ان کے لیے	جس کے علاوہ	کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی شفاعت کرنے والا	شائد کہ وہ لوگ	تقویٰ کریں

وَلَا تَطْرُدِ	الَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	رَبَّهُمْ	بِالْغَدٰوةِ	وَالْعَشِيِّ	يُرِيْدُوْنَ
اور آپؐ مت دور کریں	ان لوگوں کو جو	پکارتے ہیں	اپنے رب کو	صبح سویرے	اور شاموں کو	چاہتے ہوئے

وَجْهَهٗ ؕ	مَا عَلَيْكَ	مِنْ حِسَابِهِمْ	مِّنْ شَيْءٍ	وَّمَا	مِنْ حِسَابِكَ
اس کے چہرے (یعنی توجہ) کو	نہیں ہے آپؐ پر	ان کے حساب میں سے	کچھ بھی	اور نہیں ہے	آپؐ کے حساب میں سے

عَلَيْهِمْ	مِّنْ شَيْءٍ	فَتَطْرُدَهُمْ	فَتَكُوْنَ	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٢﴾	وَكَذٰلِكَ	فَتَنَّا
ان لوگوں پر	کچھ بھی	پھر بھی آپؐ دور کریں گے ان کو	تو آپؐ ہو جائیں گے	ظلم کرنے والوں میں سے	اور اس طرح	ہم نے آزمایا

بَعْضَهُمْ	بِبَعْضٍ	لِّيَقُوْلُوْٓا	اَ	هٰٓؤُلَآءِ	مَنَّ	اللّٰهُ
ان کے بعض کو	بعض سے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	کیا	یہ لوگ ہیں	احسان کیا	اللہ نے

عَلَيْهِمْ	مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ	اَ	لَيْسَ	اللّٰهُ	بِاَعْلَمَ	بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾
جن پر	ہمارے درمیان سے	(تو) کیا	نہیں ہے	اللہ	سب سے زیادہ جاننے والا	شکر کرنے والوں کو

وَاِذَا	جَآءَكَ	الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِاٰيٰتِنَا	فَقُلْ	سَلٰمٌ
اور جب بھی	آئیں آپؐ کے پاس	وہ لوگ جو	ایمان رکھتے ہیں	ہماری نشانیوں پر	تو آپؐ کہیں	سلامتی ہے

عَلَيْكُمْ	كَتَبَ	رَبُّكُمْ	عَلٰى نَفْسِهِ	الرَّحْمَةَ ۙ	اَنَّهٗ	مَنْ
تم لوگوں پر	لکھا (یعنی لازم کیا)	تمہارے رب نے	اپنے آپ پر	رحمت کو	حقیقت یہ ہے کہ	جو

عَمِلَ	مِنْكُمْ	سُوْٓءًا	بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	تَابَ	مِنْۢ بَعْدِهٖ
کرتا ہے	تم میں سے	کوئی برائی	نادانی سے	پھر	وہ توبہ کرتا ہے	اس کے بعد

وَاَصْلَحَ	فَاَنَّهٗ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾	وَكَذٰلِكَ	نُفَصِّلُ
اور اصلاح کرتا ہے	تو یہ کہ وہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اس طرح	ہم کھول کھول کر بتاتے ہیں

الْاٰيٰتِ	وَلِتَسْتَبِيْنَ	سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ ع
نشانیوں کو	اور تاکہ واضح ہو جائے	مجرموں کا راستہ

نوٹ: 1

آیات مذکورہ سے چند ہدایات واضح ہوتی ہیں۔ اوّلاً یہ کہ کسی ظاہری خستہ حالی کو دیکھ کر اس کو حقیر سمجھنا درست نہیں ہے۔ بسا اوقات ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اللہ کے نزدیک نہایت معزز ہوتے ہیں۔ ثانیاً یہ کہ شرافت کا معیار محض دنیا کی دولت وثروت کو سمجھنا انسانیت کی توہین ہے۔ ثالثاً یہ کہ کسی قوم کے مصلح اور مبلغ کے لئے اگرچہ تبلیغ بھی ضروری ہے جس میں

ماننے والے اور نہ ماننے والے سب مخاطب ہوں، لیکن ان لوگوں کا حق مقدم ہے، جو ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ رابعاً یہ کہ جو شخص انعامات الٰہیہ کی زیادتی کا طالب ہو، اس پر لازم ہے کہ قول وعمل سے شکر گزاری کو اپنا شعار بنائے۔ (معارف القرآن)

818

آیت نمبر (56 تا 60)

س ق ط

(ن) سُقُوْطًا — بلندی سے پستی میں گرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔59

سُقِطَ — سَقَطَ فعل لازم ہے۔ پھر بھی ایک محاورہ میں اس کا مجہول سُقِطَ آتا ہے لیکن وہاں بھی معنی لازم کے دیتا ہے۔ سُقِطَ فِیْ یَدِہٖ کا مطلب ہے لغزش کرنا۔ نادم ہونا۔ ﴿ وَلَمَّا سُقِطَ فِیْٓ اَیْدِیْهِمْ ﴾ (7/الاعراف:149) ''اور جب وہ لوگ پچھتائے۔''

سَاقِطٌ — اسم الفاعل ہے۔ گرنے والا۔ ﴿ وَاِنْ یَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا ﴾ (52/الطور:44) ''اور اگر وہ دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرنے والا ہوتے ہوئے۔''

(افعال) اِسْقَاطًا — کسی کو گرانا۔ ﴿ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ ﴾ (17/بنی اسرائیل:92) ''یا تو گرا دے آسمان کو جیسا کہ تو نے دعویٰ کیا۔''

اَسْقِطْ — فعل امر ہے۔ تو گرا۔ ﴿ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ﴾ (26/الشعراء:187) ''پس تو گرا ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان سے۔''

(مفاعلہ) مُسَاقَطَةً — مسلسل یا باری باری گرانا۔ ﴿ وَهُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ﴾ (19/مریم:25) '''' تو ہلا اپنی طرف کھجور کے تنے کو تو وہ گراتا رہے گا تجھ پر تازہ پکی کھجوروں کو۔''

و ر ق

(ض) وَرَقًا — درخت کا پتے دار ہونا۔

وَرَقٌ — اسم جنس ہے۔ پتے۔ واحد وَرَقَةٌ۔ جمع اَوْرَاقٌ۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔59

وَرِقٌ — اسم ذات ہے۔ چاندی کا سکہ۔ ﴿ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ ﴾ (18/الکھف:19) ''تو بھیجو اپنے میں سے ایک کو اپنے اس چاندی کے سکے کے ساتھ۔''

ر ط ب

(س) رَطُوْبَةً — نمی والا ہونا۔ تر ہونا۔

رَطْبٌ — نمناک یا تر چیز۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔59

(ن) رَطْبًا — کھجور کا پک جانا۔

رُطَبٌ — پکی کھجور۔ اوپر (19/مریم:25) میں دیکھیں۔

ی ب س

(س) یَبْسًا — کسی چیز کا خشک ہونا۔ سوکھ جانا۔

یَبَسٌ — تری کے بعد خشک ہوجانے والی چیز۔

یَبَسٌ — تری کے بعد خشک ہو جانے والی جگہ یا زمین۔﴿فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ﴾ (20/طٰہٰ:77)''پس آپؑ بنا دیں ان کے لیے ایک خشک راستہ سمندر میں۔''

یَابِسٌ — جمع مونث یَابِسَاتٌ۔ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔خشک ہونے والا یعنی خشک زیر مطالعہ آیت نمبر۔59۔﴿سَبْعَ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ﴾ (12/یوسف:43)''سات ہری بالیں اور دوسری خشک۔''

ترکیب

(آیت:57) بِهٖ میں ضمیر بَيِّنَةٍ کے لیے معنوی لحاظ سے مذکر آئی ہے کیونکہ یہاں بَيِّنَةٍ سے مراد وحی اور قرآن مجید ہے۔ (6/الانعام:59) تَسْقُطُ واحد مونث کا صیغہ ہے۔اسکا فاعل وَرَقَةٌ ہے جو مِنْ لگنے کی وجہ سے حالت جر میں آیا ہے۔لَا حَبَّةٍ۔ لَا رَطْبٍ اور لَا يَابِسٍ، ان سب میں لَا کے بعد تَسْقُطُ یا اور یَسْقُطُ محذوف ہے اور مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے یہ اسماء حالت جر میں آئے ہیں۔فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ سے پہلے اس کا مبتدا اور خبر، دونوں محذوف ہیں۔آیت:60) فِيْهِ کی ضمیر النَّهَارِ کے لیے ہے۔

ترجمہ

قُلْ	اِنِّيْ	نُهِيْتُ	اَنْ	اَعْبُدَ	الَّذِيْنَ	تَدْعُوْنَ
آپؐ کہیے	کہ	مجھ کو منع کیا گیا ہے	کہ	میں بندگی کروں	ان لوگوں کی جن کو	تم لوگ پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	قُلْ	لَآ اَتَّبِعُ	اَهْوَآءَكُمْ ۙ	قَدْ ضَلَلْتُ	اِذًا	وَّمَآ اَنَا
اللہ کے علاوہ	آپؐ کہیے	میں پیروی نہیں کروں گا	تم لوگوں کی خواہشات کی	میں تو گمراہ ہو چکوں گا	پھر تو	اور میں نہیں رہوں گا

مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾	قُلْ	اِنِّيْ	عَلٰى بَيِّنَةٍ	مِّنْ رَّبِّيْ	وَكَذَّبْتُمْ	بِهٖ ؕ
ہدایت پانے والوں میں سے	آپؐ کہیے	کہ میں	ایک واضح دلیل پر ہوں	اپنے رب (کی طرف) سے	حالانکہ تم لوگوں نے جھٹلایا	اس کو

مَا عِنْدِيْ	مَا	تَسْتَعْجِلُوْنَ	بِهٖ ؕ	اِنِ	الْحُكْمُ	اِلَّا
میرے پاس نہیں ہے	وہ	تم لوگ جلدی مچاتے ہو	جس کی	نہیں ہے	حکم	مگر

لِلّٰهِ ؕ	يَقُصُّ	الْحَقَّ	وَهُوَ	خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿٥٧﴾	قُلْ	لَّوْ
اللہ کا	وہ بیان کرتا ہے	حق کو	اور وہ	فیصلہ کرنے والوں میں بہترین ہے	آپؐ کہیے	اگر

اَنَّ	عِنْدِيْ	مَا	تَسْتَعْجِلُوْنَ	بِهٖ	لَقُضِيَ	الْاَمْرُ
یہ کہ	میرے پاس ہوتا	وہ	تم لوگ جلدی مچاتے ہو	جس کی	تو فیصلہ کر دیا جاتا	تمام معاملات کا

بَيْنِيْ	وَبَيْنَكُمْ ؕ	وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٨﴾	وَعِنْدَهٗ	مَفَاتِحُ الْغَيْبِ
میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور اللہ	خوب جانتا ہے	ظلم کرنے والوں کو	اور اس ہی کے پاس ہیں	غیب کی کنجیاں

لَا يَعْلَمُهَآ	اِلَّا	هُوَ ؕ	وَيَعْلَمُ	مَا	فِي الْبَرِّ	وَالْبَحْرِ ؕ
نہیں جانتا ان کو	مگر	وہ	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو	خشکی میں ہے	اور پانی میں ہے

وَمَا تَسْقُطُ	مِنْ وَّرَقَةٍ	اِلَّا	يَعْلَمُهَا	وَلَا	حَبَّةٍ	فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ
اور نہیں گرتا	کوئی بھی پتا	مگر	وہ جانتا ہے اس کو	اور نہیں (گرتا)	کوئی بھی دانہ	زمین کے اندھیروں میں

وَلَا	رَطْبٍ	وَّلَا	يَابِسٍ	اِلَّا	فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝	وَهُوَ
اور نہیں (گرتی)	کوئی بھی تر چیز	اور نہیں (گرتی)	کوئی بھی خشک چیز	مگر	وہ ہے ایک واضح کتاب میں	اور وہ

الَّذِيْ	يَتَوَفّٰىكُمْ	بِالَّيْلِ	وَيَعْلَمُ	مَا	جَرَحْتُمْ	بِالنَّهَارِ
وہی ہے جو	پورا پورا لیتا ہے تم لوگوں کو	رات میں	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگوں نے کمایا	دن میں

ثُمَّ	يَبْعَثُكُمْ	فِيْهِ	لِيُقْضٰٓى	اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ	ثُمَّ	اِلَيْهِ
پھر	وہ اٹھاتا ہے تم لوگوں کو	اس میں	تاکہ پورا کیا جائے	مقررمدت کو	پھر	اس کی ہی طرف

مَرْجِعُكُمْ	ثُمَّ	يُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
تم لوگوں کے لیے لوٹنے کی جگہ ہے	پھر	وہ جتا دے گا تمہیں	وہ جو	تم لوگ کیا کرتے تھے

آیت نمبر (6/ الانعام:61تا67)

ک ر ب

(ن) کَرْبًا: سخت غمگین ہونا۔

کَرْبٌ: شدید رنج، سخت تکلیف۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔64

ش ی ع

(ض) شَيْعًا: کسی خبر، عقیدہ یا نظریہ کا پھیلنا اور زور پکڑنا۔ (۱) پھیلنا۔ (۲) تقویت حاصل کرنا۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (24/النور:19) ''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ پھیلے فحاشی ان لوگوں میں جو ایمان لائے تو ان کے لیے ایک دردناک عذاب ہے۔''

شِيَعٌ: اسم جنس ہے واحد شِيْعَةٌ جمع اَشْيَاعٌ، کسی عقیدے یا شخصیت سے متعلق لوگ جن سے اس کو تقویت حاصل ہو۔ (۱) پیروکار۔ (۲) گروہ۔ فرقہ۔ (6/الانعام:65) ﴿هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ﴾ (28/القصص:15) ''یہ اس کے فرقے سے ہے اور یہ اس کے دشمنوں میں سے ہے۔'' ﴿وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ﴾ (54/القمر:51) ''اور ہم نے ہلاک کیا ہے تمہارے گروہوں کو۔''

ترکیب

(آیت:61) هُوَ الْقَاهِرُ میں هُوَ کی ضمیر مبتدا بھی ہے اور ضمیر فاصل بھی۔ اِذَا شرطیہ ہے اور اگلی آیت میں ثُمَّ اسی اِذَا سے متعلق ہے۔ اس لیے دونوں آیتوں میں افعال ماضی کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ تَوَفَّتْ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ اس کا فاعل رُسُلُنَا عاقل کی جمع مکسر ہے اور اس کی ضمیر مفعولی اَحَدَكُمُ کے لیے ہے۔ (آیت:62) اللّٰهِ کا بدل ہونے کی وجہ سے مَوْلٰهُمُ کا مضاف مَوْلٰى حالت جر میں ہے اور اَلْحَقِّ اس کی صفت ہے۔ (آیت:63) مَنْ استفہامیہ ہے۔ تَدْعُوْنَهٗ کی ضمیر مَنْ کے لیے ہے۔

تَضَرُّعًا اور خُفْيَةً حال ہیں۔ هٰذِهٖ کا اشارہ ظُلُمٰتِ کی طرف ہے۔ (آیت:64) مِنْهَا کی ضمیر بھی ظُلُمٰتِ کے لیے ہے۔ (آیت:65) اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَلْبِسَ اور يُذِيْقَ حالت نصب میں آئے ہیں۔ (آیت:67) مُسْتَقَرٌّ اسم المفعول ہے جوظرف زماں کے طور پر ہے۔

ترجمہ

(آیت کے شروع کے یہ الفاظ نہیں لکھے تھے کتاب میں (نعیم) وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ط حَتّٰٓى اِذَا)

جَآءَ	اَحَدَكُمُ	الْمَوْتُ	تَوَفَّتْهُ	رُسُلُنَا	وَهُمْ	لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝٦١
آتی ہے	تمہارے کسی ایک کو	موت	تو پورا پورا لیتے ہیں اس کو	ہمارے رسول (یعنی فرشتے)	اور وہ	کوتاہی نہیں کرتے

ثُمَّ	رُدُّوْٓا	اِلَى اللّٰهِ	مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ط	اَلَا	لَهُ	الْحُكْمُ قف
پھر	ان کو لوٹایا جاتا ہے	اللہ کی طرف	جو ان کا حقیقی آقا ہے	سن لو	اس ہی کا ہے	تمام حکم

وَهُوَ	اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝٦٢	قُلْ	مَنْ	يُّنَجِّيْكُمْ	مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
اور وہ	حساب لینے والوں میں تیز ترین ہے	آپ کہئے	کون	تم لوگوں کو نجات دیتا ہے	پانی اور خشکی کے اندھیروں سے

تَدْعُوْنَهٗ	تَضَرُّعًا	وَّخُفْيَةً ج	لَئِنْ	اَنْجٰنَا	مِنْ هٰذِهٖ	لَنَكُوْنَنَّ
تم لوگ پکارتے ہو جس کو	گڑگڑاتے ہوئے	اور چپکے چپکے	(کہ) بیشک اگر	وہ نجات دے ہم کو	اس سے	تو ہم لازماً ہو جائیں گے

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝٦٣	قُلِ	اللّٰهُ	يُنَجِّيْكُمْ	مِّنْهَا	وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ	ثُمَّ
شکر گزاروں میں سے	آپ کہئے	اللہ	نجات دیتا ہے تم کو	اس سے	اور ہر ایک دکھ سے	پھر (بھی)

اَنْتُمْ	تُشْرِكُوْنَ ۝٦٤	قُلْ	هُوَ الْقَادِرُ	عَلٰٓى	اَنْ	يَّبْعَثَ
تم لوگ	شریک کرتے ہو (دوسروں کو)	آپ کہئے	وہی قدرت رکھنے والا ہے	اس پر	کہ	وہ بھیج دے

عَلَيْكُمْ	عَذَابًا	مِّنْ فَوْقِكُمْ	اَوْ	مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ	اَوْ	يَلْبِسَكُمْ
تم لوگوں پر	کوئی عذاب	تمہارے اوپر سے	یا	تمہارے قدموں کے نیچے سے	یا	وہ تم لوگوں کو بھڑادے

شِيَعًا	وَّيُذِيْقَ	بَعْضَكُمْ	بَاْسَ بَعْضٍ ط	اُنْظُرْ	كَيْفَ	نُصَرِّفُ
فرقہ فرقہ ہوتے ہوئے	اور وہ مزا چکھادے	تمہارے بعض کو	بعض کی جنگ کا	(تو) دیکھو	کیسے	ہم بار بار بیان کرتے ہیں

الْاٰيٰتِ	لَعَلَّهُمْ	يَفْقَهُوْنَ ۝٦٥	وَكَذَّبَ	بِهٖ	قَوْمُكَ	وَ
نشانیوں کو	شائد کہ وہ	سمجھیں	اور جھٹلایا	اس کو	آپ کی قوم نے	حالانکہ

هُوَ الْحَقُّ ط	قُلْ	لَّسْتُ	عَلَيْكُمْ	بِوَكِيْلٍ ۝٦٦ ط	لِكُلِّ نَبَاٍ	مُّسْتَقَرٌّ ز
وہی حق ہے	آپ کہئے	میں نہیں ہوں	تم لوگوں پر	کوئی نگراں	ہر ایک خبر کے لیے	ایک وقت ہے

وَّسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ ۝٦٧
اور عنقریب	تم لوگ جان لوگے

آیت نمبر (68 تا 73)

ب س ل

(ن) بَسْلًا کسی کو اس کی حاجت سے روکنا۔

(افعال) اِبْسَالًا کسی کو ہلاکت کے سپرد کر دینا۔ ہلاکت میں ڈالنا، زیر مطالعہ آیت نمبر۔70

ح م م

(ن) حَمًّا کسی چیز کو گرم کرنا۔

حَمِیْمٌ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں گرم۔ ﴿وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ۝﴾ (26/ الشعراء:101)''اور نہ ہی کوئی گرم جوش دوست۔'' ﴿وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا﴾ (47/محمد:15)''اور ان لوگوں کو پلایا جائے گا ایک کھولتا پانی۔''

(س) حَمَمًا کالا ہونا۔ سیاہ ہونا۔

یَحْمُوْمٌ دھواں۔ ﴿وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۝﴾ (56/الواقعہ:43)''اور دھویں کے سائے میں۔''

ح ی ر

(س) حَیْرَۃً پانی کا کسی جگہ پر چکر لگانا۔ کسی معاملہ میں دماغ کا چکر لگانا یعنی حیرانی میں پڑنا۔

حَیْرَانُ فَعْلَانُ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا حیرت زدہ۔ آیت۔71

ترکیب

(آیت:68) اِمَّا دراصل اِنْ مَا ہے۔ (آیت:70) اِتَّخَذُوْا کا مفعول اول دِیْنَھُمْ ہے، جبکہ لَعِبًا اور لَھْوًا مفعول ثانی ہیں۔ ذُکِّرْ بِہٖ میں ہ کی ضمیر قرآن مجید کے لیے ہے۔ تَعْدِلُ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ اس میں شامل ھِیَ کی ضمیر فاعلی نَفْسٌ کے لیے ہے۔ (آیت:71) نَدْعُوْ جمع متکلم کے صیغے میں الف کا اضافہ نہیں کیا جاتا۔ قرآن مجید میں اس کے ساتھ الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ حَیْرَانَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔ اَتٰی، یَاْتِیْ کا فعل امر اصلاً اِءْتِ بنتا ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کر اِیْتِ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن جب ماقبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے تو فعل امر کا ہمزۃ الوصل صامت ہو جاتا ہے۔ اس لیے فاکلمہ کا ہمزہ واپس آجاتا ہے۔ جیسے یہاں اَلْھُدَی ائْتِنَا آیا ہے۔ (آیت:73) عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ خبر ہے، اس کا مبتدا ھُوَ محذوف ہے۔ ھُوَ الْحَکِیْمُ پر ضمیر فاصل ہے۔

ترجمہ

عَنْھُمْ	فَاَعْرِضْ	فِیْٓ اٰیٰتِنَا	یَخُوْضُوْنَ	الَّذِیْنَ	رَاَیْتَ	وَاِذَا
ان سے	تو اعراض کر	ہماری نشانیوں میں	جھگڑتے ہیں	ان لوگوں کو جو	تو دیکھے	اور جب کبھی

الشَّیْطٰنُ	یُنْسِیَنَّکَ	وَاِمَّا	غَیْرِہٖ	فِیْ حَدِیْثٍ	یَخُوْضُوْا	حَتّٰی
شیطان	بھلا ہی دے تجھ کو	اور اگر جو (یعنی یہ کہ)	اس کے علاوہ	کسی اور بات میں	وہ مشغول ہو جائیں	یہاں تک کہ

فَلَا تَقۡعُدۡ	بَعۡدَ الذِّكۡرٰى	مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۝۶۸	وَمَا	عَلَى الَّذِيۡنَ	يَتَّقُوۡنَ	مِنۡ حِسَابِهِمۡ 846
تو مت بیٹھ	یاد آنے کے بعد	ظلم کرنے والی قوم کے ساتھ	اور نہیں ہے	ان لوگوں پر جو	تقویٰ اختیار کرتے ہیں	ان کے حساب میں

مِّنۡ شَىۡءٍ	وَّلٰـكِنۡ	ذِكۡرٰى	لَعَلَّهُمۡ	يَتَّقُوۡنَ ۝۶۹	وَ	ذَرِ
کچھ بھی	اور لیکن (یعنی بلکہ)	نصیحت کرنا ہے	شائد وہ لوگ	تقویٰ اختیار کریں	اور	تو چھوڑ دے

الَّذِيۡنَ	اتَّخَذُوۡا	دِيۡنَهُمۡ	لَعِبًا	وَّلَهۡوًا	وَّغَرَّتۡهُمُ	الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا
ان لوگوں کو جنہوں نے	بنایا	اپنے دین کو	کھیل	اور تماشہ	اور فریب دیا ان کو	دنیوی زندگی نے

وَذَكِّرۡ	بِهٖۤ	اَنۡ	تُبۡسَلَ	نَفۡسٌۢ	بِمَا	كَسَبَتۡ ۖ
اور تو یاد کراتا رہ	اس (کے ذریعہ) سے	کہ (کہیں)	ہلاکت میں ڈالی جائے	کوئی جان	بسبب اس کے جو	اس نے کمایا

لَيۡسَ	لَهَا	مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	وَلِىٌّ	وَّلَا شَفِيۡعٌ ۚ	وَاِنۡ	تَعۡدِلۡ
نہیں ہے	اس کے لیے	اللہ کے علاوہ	کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی سفارشی	اور اگر	وہ برابر کرے گی (یعنی بدلہ میں دے گی)

كُلَّ عَدۡلٍ	لَّا يُؤۡخَذۡ	مِنۡهَا ؕ	اُولٰٓـئِكَ	الَّذِيۡنَ	اُبۡسِلُوۡا	بِمَا
سارے بدلے	تو نہیں لیا جائے گا	اس سے	یہ لوگ ہیں	جن کو	ہلاکت میں ڈالا گیا	بسبب اس کے جو

كَسَبُوۡا ۚ	لَهُمۡ	شَرَابٌ	مِّنۡ حَمِيۡمٍ	وَّعَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ	بِمَا	كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ ۝۷۰ ع
انہوں نے کمایا	ان کے لیے	پینے کی چیز ہے	کھولتے (پانی) سے	اور دردناک عذاب ہے	بسبب اس کے جو	وہ لوگ کفر کرتے تھے

قُلۡ	اَ	نَدۡعُوۡا	مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	مَا	لَا يَنۡفَعُنَا	وَلَا يَضُرُّنَا
تو کہہ دے	کیا	ہم پکاریں	اللہ کے علاوہ	اس کو جو	نفع نہیں دیتا ہم کو	اور نہ ہی تکلیف دیتا ہے ہم کو

وَنُرَدُّ	عَلٰٓى اَعۡقَابِنَا	بَعۡدَ اِذۡ	هَدٰٮنَا	اللّٰهُ	كَالَّذِى	اسۡتَهۡوَتۡهُ
اور (کیا) ہم لوٹا دیئے جائیں	اپنی ایڑیوں پر	بعد اس کے جب	ہدایت دی ہم کو	اللہ نے	اس کی مانند	بہکایا جس کو

الشَّيٰطِيۡنُ	فِى الۡاَرۡضِ	حَيۡرَانَ ۖ	لَهٗۤ	اَصۡحٰبٌ	يَّدۡعُوۡنَهٗۤ	اِلَى الۡهُدَى
شیطانوں نے	زمین میں	حیران ہوتے ہوئے	اس کے ہیں	کچھ ساتھی	جو پکارتے ہیں اس کو	ہدایت کی طرف

ائۡتِنَا ؕ	قُلۡ	اِنَّ	هُدَى اللّٰهِ	هُوَ الۡهُدٰى ؕ	وَاُمِرۡنَا	لِنُسۡلِمَ
کہ تو آ ہمارے پاس	تو کہہ دے	یقیناً	اللہ کی ہدایت	ہی کل ہدایت ہے	اور حکم دیا گیا ہم کو	تاکہ ہم فرمانبردار رہوں

لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۷۱ لا	وَاَنۡ	اَقِيۡمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاتَّقُوۡهُ ؕ	وَهُوَ	الَّذِىۡۤ
تمام جہانوں کے پروردگار کے	اور یہ کہ	قائم رکھو	نماز کو	اور تقویٰ کرو اس کا	اور وہ،	وہ ہے

اِلَیۡهِ	تُحۡشَرُوۡنَ ۝	وَهُوَ	الَّذِیۡ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	846 وَالۡاَرۡضَ
جس کی طرف	تم سب جمع کیے جاؤ گے	اور وہ،	وہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو

بِالۡحَقِّ ؕ	وَیَوۡمَ	یَقُوۡلُ	کُنۡ	فَیَکُوۡنُ ؕ	قَوۡلُهُ	الۡحَقُّ ؕ
حق کے ساتھ	اور جس دن	وہ کہے گا	تو ہو جا	تو وہ ہو جائے گا	اس کا کہا	حق ہے

وَلَهُ	الۡمُلۡكُ	یَوۡمَ	یُنۡفَخُ	فِی الصُّوۡرِ ؕ	عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ	وَهُوَ الۡحَکِیۡمُ
اور اس ہی کی	کل سلطنت ہے	جس دن	پھونکا جائے گا	صور میں	چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے	اور وہی حکیم ہے

الۡخَبِیۡرُ ۝
خبیر ہے

نوٹ:1

جو لوگ اللہ کی نافرمانی سے خود بچ کر کام کرتے ہیں ان پر نافرمانوں کے کسی عمل کی ذمہ داری نہیں ہے۔ پھر وہ کیوں اپنے اوپر فرض کر لیں کہ ان سے بحث اور مناظرہ کر کے انہیں ضرور قائل کریں، ان کے ہر لغو اور مہمل اعتراض کا جواب دیں اور کسی نہ کسی طرح منوا کر چھوڑیں۔ ان کا فرض بس اتنا ہے کہ انہیں نصیحت کریں اور حق بات ان کے سامنے رکھ دیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2

صور پھونکنے کی صحیح کیفیت ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ کے حکم سے ایک مرتبہ صورت پھونکا جائے گا اور سب ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر نہ معلوم کتنی مدت بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا اور سب دوبارہ زندہ ہو کر اپنے آپ کو میدان حشر میں پائیں گے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (74 تا 79)

ء ز ر

(ض) اَزۡرًا: (۱) گٹھا ہوا ہونا۔ مضبوط ہونا۔ (۲) تہبند باندھنا۔

اَزۡرٌ: اسم ذات ہے۔ (۱) قوت۔ (۲) کمر۔ (تہبند باندھنے کی جگہ) ﴿ اُشۡدُدۡ بِهٖۤ اَزۡرِیۡ ۝ ﴾ (20/طٰهٰ:31) ''تو سخت کر اس سے میری قوت کو۔''

اٰزَرُ: اَفۡعَلُ تفضیل کا وزن ہے۔ زیادہ گٹھا ہوا۔ زیادہ مضبوط زیر مطالعہ آیت۔ 74 میں یہ اسم عَلَم کے طور پر آیا ہے۔

(مفاعلہ) مُؤَازَرَةً: کسی کو تقویت دینا۔ مضبوط کرنا۔ ﴿ کَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ ﴾ (48/الفتح:29) ''ایک ایسی کھیتی کی مانند جس نے نکالا اپنا خوشہ پھر اس نے مضبوط کیا اس کو۔''

ص ن م

(س) صَنَمًا: غلام کا قوی اور مضبوط ہونا۔

صَنَمٌ: (ج) اَصۡنَامٌ۔ کسی کا مجسمہ، بت زیر مطالعہ آیت۔ 74۔

ک و ک ب

(رباعی) كَوْكَبَةٌ: لوہے کا چمک اٹھنا۔ جگ مگ کرنا۔

كَوْكَبٌ: (ج) كَوَاكِبُ، ستارہ، ﴿وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝﴾ (82/الانفطار:2) ''اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔''

ء ف ل

(ض۔ن) اُفُوْلًا: غروب ہونا۔ ڈوب جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔76

اٰفِلٌ: اسم الفاعل ہے۔ غروب ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔76۔

ب ز غ

(ن) بَزْغًا: نشتر لگنے سے خون نکلنا۔ نمودار ہونا۔ طلوع ہونا۔

بَازِغٌ: اسم الفاعل ہے۔ طلوع ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔77۔

ترکیب

(آیت:74) اَبِیْ کا بدل ہونے کی وجہ سے اٰزَرَ حالت جر میں ہے۔ تَتَّخِذُ کا مفعول اول اَصْنَامًا ہے اور اٰلِهَةً اس کا مفعول ثانی ہے۔ سلسلہ کلام اِذْ سے شروع ہوا ہے اس لیے نُرِیْ (مضارع) کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔ (آیت:78) اَلشَّمْسُ مونث غیر حقیقی ہے اس لیے اس کے لیے هٰذِهٖ کی جگہ هٰذَا اور كُبْرٰى کی جگہ اَكْبَرُ بھی جائز ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	قَالَ	اِبْرٰهِيْمُ	لِاَبِيْهِ اٰزَرَ	اَ	تَتَّخِذُ	اَصْنَامًا
اور جب	کہا	ابراہیمؑ نے	اپنے باپ آزر سے	کیا	تو بناتا ہے	بتوں کو

اٰلِهَةً ۚ	اِنِّيْٓ	اَرٰىكَ	وَقَوْمَكَ	فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝	وَكَذٰلِكَ	نُرِيْٓ
اللہ	بیشک میں	خیال کرتا ہوں تجھ کو	اور تیری قوم کو	ایک کھلی گمراہی میں	اور اس طرح	ہم نے مشاہدہ کرایا

اِبْرٰهِيْمَ	مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَلِيَكُوْنَ	مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝	فَلَمَّا	جَنَّ	عَلَيْهِ
ابراہیمؑ کو	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت کا	اور تاکہ وہ ہوجائے	یقین کرنے والوں میں سے	پھر جب	چھا گئی	انؑ پر

الَّيْلُ	رَاٰ	كَوْكَبًا ۚ	قَالَ	هٰذَا	رَبِّيْ ۚ	فَلَمَّآ
رات	تو انہوںؑ نے دیکھا	ایک تارہ	انہوںؑ نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا) ہے؟	پھر جب

اَفَلَ	قَالَ	لَآ اُحِبُّ	الْاٰفِلِيْنَ ۝	فَلَمَّا	رَاٰ	الْقَمَرَ
وہ ڈوب گیا	تو انہوںؑ نے کہا	میں پسند نہیں کرتا	ڈوبنے والوں کو	پھر جب	انہوںؑ نے دیکھا	چاند کو

بَازِغًا	قَالَ	هٰذَا	رَبِّيْ ۚ	فَلَمَّآ	اَفَلَ	قَالَ
طلوع ہونے والا ہوتے ہوئے	تو انہوںؑ نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا) ہے؟	پھر جب	وہ ڈوب گیا	تو انہوںؑ نے کہا

لَئِنْ	لَّمْ يَهْدِنِيْ	رَبِّيْ	لَاَكُوْنَنَّ	مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۗلِّيْنَ ۝	فَلَمَّا	رَاٰ
یقیناً اگر	ہدایت نہ دی مجھے	میرے رب نے	تو میں لازماً ہوجاؤں گا	گمراہ ہونے والوں میں سے	پھر جب	انہوںؑ نے دیکھا

الشَّمۡسَ	بَازِغَةً	قَالَ	هٰذَا	رَبِّيۡ	هٰذَآ	اَكۡبَرُ ۚ 846
سورج کو	طلوع ہونے والا ہوتے ہوئے	تو انہوں نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا) ہے؟	یہ	سب سے بڑا ہے

فَلَمَّآ	اَفَلَتۡ	قَالَ	يٰقَوۡمِ	اِنِّيۡ	بَرِيۡٓءٌ	مِّمَّا
پھر جب	وہ ڈوب گیا	تو انہوں نے کہا	اے میری قوم	بیشک میں	بری ہوں	اس سے جس کو

تُشۡرِكُوۡنَ ۝۷۸	اِنِّيۡ	وَجَّهۡتُ	وَجۡهِيَ	لِلَّذِيۡ	فَطَرَ	السَّمٰوٰتِ
تم لوگ شریک کرتے ہو	بیشک میں نے	رخ کیا	اپنے چہرے کا	اس کی طرف جس نے	وجود بخشا	آسمانوں کو

وَالۡاَرۡضَ	حَنِيۡفًا	وَّمَاۤ اَنَا	مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝۷۹
اور زمین کو	یکسو ہوتے ہوئے	اور میں نہیں ہوں	شریک کرنے والوں میں سے

نوٹ:1

حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر ہے۔ تورات کے عربی اور انگریزی ترجموں اور تالمود، سب میں اس لفظ کا تلفظ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ قرآن نے یہاں جس تصریح کے ساتھ اس نام کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں یہود کے ہاں روایات کا جو اختلاف ہے وہ اس کو رفع کرنا چاہتا ہے اور قرآن چونکہ براہ راست وحی الٰہی پر مبنی ہے اس لیے ماننا چاہیے کہ یہی نام صحیح ہے۔ (تدبر قرآن)

یہ بات نوٹ کرلیں کہ ناموں میں تلفظ کے اخلاف کا مسئلہ صرف آزر کے نام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ متعدد نام ایسے ہیں جن میں تلفظ کا اختلاف موجود ہے، مثلاً یعقوب کو جیکب، موسیٰ کو موسس، یوسف کو جوزف کہنا، وغیرہ۔

نوٹ:2

آیات 76 تا 78 میں ستارہ، چاند اور سورج کو دیکھنے کا جو ذکر ہے، یہ حضرت ابراہیمؑ کے اس ابتدائی غور وفکر کی کیفیت بیان کی گئی ہے جو منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے ان کے لیے حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ بنی۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ایک سوچنے سمجھنے والا انسان، جس نے سراسر شرک کے ماحول میں آنکھ کھولی تھی، کس طرح آثار کائنات کا مشاہدہ کر کے اور ان پر غور وفکر کر کے حقیقت معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب ہوش سنبھالا تو ان کے گرد و پیش ہر طرف چاند، سورج اور تاروں کی خدائی کے ڈنکے بج رہے تھے۔ اس لیے قدرتی طور پر حضرت ابراہیمؑ کی جستجوئے حقیقت کا آغاز اسی سوال سے ہونا چاہیے تھا کہ کیا فی الواقع ان میں سے کوئی رب ہوسکتا ہے؟ اسی مرکزی سوال پر انہوں نے غور وفکر کیا اور ان سارے خداؤں کو ایک اٹل قانون کے تحت غلاموں کی طرح گردش کرتے دیکھ کر وہ اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ ان میں سے کوئی بھی رب نہیں ہوسکتا۔ رب صرف وہی ایک ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا اور اپنے حکم کا پابند کیا۔

مذکورہ آیات کے الفاظ سے عام طور پر لوگوں کے ذہن میں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ ہر روز چاند تاروں اور سورج کو طلوع و غروب ہوتے نہ دیکھتے تھے۔ لیکن یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ نیوٹن کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے باغ میں ایک سیب کو درخت سے گرتے دیکھا تو اس کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ اشیاء آخر زمین پر ہی کیوں گرا کرتی ہیں۔ اس پر غور کرتے ہوئے وہ کشش ثقل کے قانون تک پہنچ گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس سے پہلے نیوٹن نے کبھی کوئی چیز گرتی ہوئی نہیں دیکھی تھی۔ ظاہر ہے کہ بار بار دیکھی ہوگی، لیکن ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی چیز کو بار بار دیکھتا رہتا ہے اور اس کے ذہن میں کوئی تحریک نہیں ہوتی، مگر کسی وقت اسی ویز کو دیکھ کر ذہن میں تحریک ہوتی ہے یا کوئی

سوال پیدا ہوتا ہے اور انسان کی غور وفکر کی قوتیں کام کرنے لگتی ہیں۔ ایسا ہی معاملہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ 846 سورج، چاند اور تارے سب ہی ان کی آنکھوں کے سامنے ڈوبتے اور ابھرتے رہتے تھے۔لیکن وہ ایک خاص دن تھا جب ایک تارے کے مشاہدے نے ان کے ذہن کو اس راہ پر ڈال دیا جس سے وہ توحید الٰہ کی حقیقت تک پہنچ گئے۔

اس سلسلہ میں ایک اور سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے تارے، چاند اور سورج کو دیکھ کر انہیں اپنا رب کہا، تو کیا اس وقت عارضی طور پر ہی سہی، وہ شرک میں مبتلا نہ ہو گئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک طالب حق اپنی جستجو کی راہ میں سفر کرتے ہوئے بیچ کی جن منزلوں پر غور وفکر کے لیے ٹھہرتا ہے، اصل اعتبار ان منزلوں کا نہیں ہوتا، بلکہ اصل اعتبار اس سمت کا ہوتا ہے جس پر وہ پیش قدمی کر رہا ہے اور اس آخری مقام کا ہوتا ہے جہاں پہنچ کر وہ قیام کرتا ہے۔ بیچ کی منزلیں ہر جویائے حق کے لیے ناگزیر ہیں۔ ان پر ٹھہرنا بسلسلہ طلب و جستجو ہوتا ہے نہ کہ بصورت فیصلہ۔ اصلاً یہ ٹھہراؤ سوالی و استفہامی ہوتا ہے نہ کہ حکمی۔ طالب جب ان میں سے کسی منزل پر رک کر کہتا ہے کہ ''ایسا ہے'' تو دراصل یہ اس کی آخری رائے نہیں ہوتی بلکہ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ''ایسا ہے؟'' اور تحقیق سے اس کا جواب نفی میں پا کر وہ آگے بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے یہ خیال کرنا بالکل غلط ہے کہ اثنائے راہ میں جہاں جہاں وہ ٹھہرتا رہا وہاں وہ عارضی طور پر کفر وشرک میں مبتلا رہا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (80 تا 83)

ترکیب

(آیت: 80) یہاں وَسِعَ فعل لازم ہے۔ رَبِّیْ اس کا فاعل ہے اور کُلَّ کی نصب ظرف ہونے کی وجہ سے ہے جب کہ عِلْمًا تمیز ہے۔
(آیت: 83) نَرْفَعُ کا مفعول مَنْ ہے جبکہ دَرَجٰتٍ تمیز ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

وَحَآجَّهٗ	قَوْمُهٗ	قَالَ	اَ	تُحَآجُّوْنِّیْ	فِی اللّٰهِ
اور انؑ سے حجت بازی کی	انؑ کی قوم نے	انہوںؑ نے کہا	کیا	تم لوگ حجت بازی کرتے ہو مجھ سے	اللہ (کے بارے) میں

وَ	قَدْ هَدٰىنِ	وَلَآ اَخَافُ	مَا	تُشْرِكُوْنَ	بِهٖٓ	اِلَّآ اَنْ
اس حال میں کہ	وہ ہدایت دے چکا ہے مجھ کو	اور میں نہیں ڈرتا	اس سے	تم لوگ شریک کرتے ہو	جس کو	سوائے اس کے کہ

يَّشَآءَ	رَبِّیْ	شَيْـًٔا	وَسِعَ	رَبِّیْ	كُلَّ شَیْءٍ	عِلْمًا
چاہے	میرا رب	کچھ (تکلیف دینا)	کشادہ ہوا	میرا رب	ہر چیز پر	بلحاظ علم کے

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۸۰	وَكَيْفَ	اَخَافُ	مَآ	اَشْرَكْتُمْ	وَ	لَا تَخَافُوْنَ
تو کیا تم لوگ یاد دہانی حاصل نہیں کرتے	اور کیسے	میں ڈروں	اس سے جس کو	تم لوگوں نے شریک کیا	حالانکہ	تم لوگ نہیں ڈرتے

اَنَّكُمْ	اَشْرَكْتُمْ	بِاللّٰهِ	مَا	لَمْ يُنَزِّلْ	بِهٖ	عَلَيْكُمْ
کہ تم نے	شریک کیا	اللہ کے ساتھ	اس کو	اس نے نہیں اتاری	جس کی	تم پر

سُلْطٰنًا ؕ	فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ	اَحَقُّ	بِالْاَمْنِ ۚ	اِنْ	کُنْتُمْ 846	تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾
کوئی دلیل	تو دونوں فریقوں میں سے کون	زیادہ حقدار ہے	سکون میں ہونے کا	اگر	تم لوگ	جانتے ہو

اَلَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا	اِیْمَانَهُمْ	بِظُلْمٍ	اُولٰٓئِكَ	لَهُمُ
وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور انھوں نے گڈمڈ نہیں کیا	اپنے ایمان کو	ظلم کے ساتھ	وہ لوگ ہیں	جن کے لیے ہے

الْاَمْنُ	وَهُمْ	مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع	وَتِلْكَ	حُجَّتُنَآ	اٰتَيْنٰهَآ	اِبْرٰهِيْمَ
سکون میں ہونا	اور وہ لوگ ہی	ہدایت پانے والے ہیں	اور یہ	ہماری حجت ہے	جو ہم نے دی	ابراہیمؑ کو

عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ	نَرْفَعُ	دَرَجٰتٍ	مَّنْ	نَّشَآءُ ؕ	اِنَّ	رَبَّكَ
ان کی قوم پر	ہم بلند کرتے ہیں	درجات کے لحاظ سے	اس کو جس کو	ہم چاہتے ہیں	یقیناً	آپؐ کا رب

حَكِيْمٌ	عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾
حکمت والا ہے	جاننے والا ہے

آیت نمبر (84تا90)

ق د و

(ن) قَدْوًا گھوڑے کا سوار کو لے جانا۔

(افتعال) اِقْتِدَاءً کسی کے نقشِ قدم پر چلنا۔ پیروی کرنا۔

اِقْتَدِ فعل امر ہے۔ تو پیروی کر۔ زیر مطالعہ آیت۔90۔

مُقْتَدٍ اسم الفاعل ہے۔ پیروی کرنے والا۔ ﴿وَاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾﴾ (43/الزخرف:23) ''اور بیشک ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔''

ترکیب

(آیت:84) لَهٗ میں ضمیر حضرت ابراہیمؑ کے لیے ہے۔ وَنُوْحًا هَدَيْنَا میں هَدَيْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے نُوْحًا حالت نصب میں آیا ہے۔ اس کے آگے انبیاء کرام کے تمام نام بھی اسی هَدَيْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ ذُرِّيَّتِهٖ کی ضمیر حضرت نوحؑ کے لیے ہے۔ (آیت:89) يَكْفُرْ کا فاعل هٰٓؤُلَآءِ ہے۔ (آیت:90) اِقْتَدِهْ فعل امر ہے۔ اس کے آگے ہائے سکت لگی ہوئی ہے۔ (2/البقرہ:259، نوٹ2)، اِقْتَدِ کا مفعول بِهُدٰىهُمُ ہے۔

ترجمہ

وَوَهَبْنَا	لَهٗٓ	اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ	كُلًّا	هَدَيْنَا ۚ	وَنُوْحًا	هَدَيْنَا
اور ہم نے عطا کیا	انؑ کو	اسحٰقؑ اور یعقوبؑ	سب کو	ہم نے ہدایت دی	اور نوحؑ کو (بھی)	ہم نے ہدایت دی

846

مِنْ قَبْلُ	وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ	دَاوٗدَ	وَسُلَيْمٰنَ	وَاَيُّوْبَ	وَيُوْسُفَ	وَمُوْسٰى
اس سے پہلے	اور انؑ کی اولاد میں سے	داؤدؑ کو	اور سلیمانؑ کو	اور ایوبؑ کو	اور یوسفؑ کو	اور موسیٰؑ کو

وَهٰرُوْنَ ؕ	وَكَذٰلِكَ	نَجْزِى	الْمُحْسِنِيْنَ ۙ﴿۸۴﴾	وَزَكَرِيَّا	وَيَحْيٰى	وَعِيْسٰى
اور ہارونؑ	اور اسی طرح	ہم جزا دیتے ہیں	احسان کرنے والوں کو	اور زکریاؑ کو	اور یحییٰؑ کو	اور عیسیٰؑ کو

وَاِلْيَاسَ ؕ	كُلٌّ	مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ﴿۸۵﴾	وَاِسْمٰعِيْلَ	وَالْيَسَعَ	وَيُوْنُسَ	وَلُوْطًا ؕ
اور الیاسؑ کو	یہ سب	صالحین میں سے ہیں	اور اسمٰعیلؑ کو	اور الیسعؑ کو	اور یونسؑ	اور لوطؑ کو

وَكُلًّا	فَضَّلْنَا	عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۸۶﴾	وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ	وَذُرِّيّٰتِهِمْ
اور سب کو	ہم نے فضیلت دی	تمام عالموں پر	اور ان کے آباواجداد میں سے	اور ان کی اولاد میں سے

وَاِخْوَانِهِمْ ۚ	وَ	اجْتَبَيْنٰهُمْ	وَهَدَيْنٰهُمْ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾
اور ان کے بھائیوں میں سے (کچھ کو ہم نے فضیلت دی)	اس حال میں کہ	ہم نے ان کو چن لیا	اور ہم نے ان کو ہدایت دی	ایک سیدھے راستے کی طرف

ذٰلِكَ	هُدَى اللّٰهِ	يَهْدِىْ	بِهٖ	مَنْ	يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖ ؕ	وَلَوْ
یہ	اللہ کی ہدایت ہے	وہ ہدایت دیتا ہے	اس کی	اس کو، جس کو	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	اور اگر

اَشْرَكُوْا	لَحَبِطَ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ
وہ لوگ شرک کرتے	تو یقیناً اکارت ہوجاتا	ان سے	وہ، جو	وہ لوگ کرتے تھے	یہ لوگ،	وہ ہیں

اٰتَيْنٰهُمُ	الْكِتٰبَ	وَالْحُكْمَ	وَالنُّبُوَّةَ ۚ	فَاِنْ	يَّكْفُرْ	بِهَا	هٰٓؤُلَآءِ
ہم نے دیا جن کو	کتاب	اور حکم دینے کا اختیار	اور نبوت	پھر اگر	انکار کریں	اس کا	یہ لوگ (یعنی اہل مکہ)

فَقَدْ وَكَّلْنَا	بِهَا	قَوْمًا	لَّيْسُوْا	بِهَا	بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾	اُولٰٓئِكَ
تو ہم نے نگہبان مقرر کیا ہے	اس کا	ایک ایسی قوم کو جو	نہیں ہے	اس کا	انکار کرنے والی	یہ لوگ

الَّذِيْنَ	هَدَى	اللّٰهُ	فَبِهُدٰىهُمُ	اقْتَدِهْ ؕ	قُلْ	لَّآ اَسْئَلُكُمْ
وہ ہیں جن کو	ہدایت دی	اللہ نے	پس ان کی ہدایت کی	آپ پیروی کریں	آپ کہہ دیجیے	میں نہیں مانگتا تم لوگوں سے

عَلَيْهِ	اَجْرًا ؕ	اِنْ هُوَ	اِلَّا	ذِكْرٰى	لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع
اس پر	کوئی اُجرت	نہیں ہے یہ	مگر	ایک یاد دہانی	تمام عالموں کے لیے

آیت نمبر (91 تا 94)

| غ | م | ر |

(ن) **غَمْرًا** — پانی کا اتنا زیادہ ہونا کہ ہر چیز ڈھنک جائے۔(۱) زیادہ ہونا۔ سخت ہونا۔(۲) عقل کا کسی چیز سے ڈھنکا ہوا ہونا۔ غافل ہونا۔ مدہوش ہونا۔

غَمْرَةٌ — (ج) غَمَرَاتٌ۔ اسم ذات ہے۔(۱) زیادتی، سختی۔ زیر مطالعہ آیت۔93۔(۲) غفلت، مدہوشی، ﴿ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ ﴾ (23/المومنون:54) ’’پس آپ چھوڑ دیں ان کو ان کی مدہوشی میں ایک مدت تک۔‘‘

| ف | ر | د |

(ن۔ک) **فُرُوْدًا** — اکیلا ہونا۔ تنہا ہونا۔

فَرْدًا — (ج) فُرَادٰى، صفت ہے۔ اکیلا، تنہا۔ ﴿ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا ﴾ (21/الانبیاء:89) ’’اے میرے رب تو نہ چھوڑ مجھ کو تنہا۔‘‘

ترکیب

(آیت:91) نُوْرًا اور هُدًى حال ہیں۔ تَجْعَلُوْنَهٗ میں ضمیر مفعولی اَلْكِتٰبَ کے لیے ہے جبکہ تُبْدُوْنَهَا میں ضمیر مفعولی قَرَاطِيْسَ کے لیے ہے۔ لَمْ تَعْلَمُوْٓا میں ضمیر فاعلی اَنْتُمْ از خود شامل ہے لیکن یہاں اس کا ایک اور فاعل اٰبَآؤُكُمْ بھی تھا اس لیے اَنْتُمْ کی ضمیر کو ظاہر کیا گیا۔ قُلِ اللّٰهُ جواب ہے مَنْ اَنْزَلَ کا۔ يَلْعَبُوْنَ بھی حال ہے۔(آیت:92) وَهٰذَا مبتدا ہے۔ كِتٰبٌ خبر ہے، اَنْزَلْنٰهُ اس کی صفت اول ہے۔ مُبٰرَكٌ صفت ثانی ہے۔ مُصَدِّقُ الَّذِيْ میں مضاف کی رفع بتا رہی ہے کہ یہ حال نہیں ہے بلکہ كِتٰبٌ کی تیسری صفت ہے۔ بِهٖ کی ضمیر كِتٰبٌ کے لیے ہے۔(آیت:93) اَلظّٰلِمُوْنَ مبتدا ہے اور فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ قائم مقام خبر ہے۔ پھر یہ پورا جملہ وَلَوْ تَرٰٓى کا مفعول ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔ اسی طرح وَالْمَلٰٓئِكَةُ مبتدا ہے اور بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اس کی خبر ہے۔ پھر یہ جملہ بھی وَلَوْ تَرٰٓى کا مفعول ہے۔ بَاسِطُوْا دراصل بَاسِطُوْنَ تھا۔ آگے اَيْدِيْ کا مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے اور الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ اَخْرِجُوْٓا سے پہلے اَنْ محذوف ہے۔ اَلْيَوْمَ ظرف ہے۔(آیت:94) فُرَادٰى حال ہے۔ وَرَآءَ ظرف ہے۔ تَقَطَّعَ کا فاعل محذوف ہے۔

وَمَا قَدَرُوا	اللّٰهَ	حَقَّ قَدْرِهٖٓ	اِذْ	قَالُوْا	مَآ اَنْزَلَ	اللّٰهُ
اور انہوں نے قدر نہیں کی	اللہ کی	جیسا کہ اس کی قدر کا حق ہے	جب	انہوں نے کہا	نہیں اتارا	اللہ نے

عَلٰى بَشَرٍ	مِّنْ شَيْءٍ ۭ	قُلْ	مَنْ	اَنْزَلَ	الْكِتٰبَ الَّذِيْ	جَآءَ بِهٖ
کسی بشر پر	کچھ بھی	آپ کہیے	کس نے	اتارا	اس کتاب کو	لائے جس کو

مُوْسٰى	نُوْرًا	وَّهُدًى	لِّلنَّاسِ	تَجْعَلُوْنَهٗ	قَرَاطِيْسَ
موسیٰ	نور ہوتے ہوئے	اور ہدایت ہوتے ہوئے	لوگوں کے لیے	تم لوگ بناتے ہو اس کے	اوراق (یعنی اوراق میں نقل کرتے ہو)

تُبْدُوْنَهَا	وَتُخْفُوْنَ	كَثِيْرًا ۚ	وَعُلِّمْتُمْ	مَّا	لَمْ تَعْلَمُوْٓا	اَنْتُمْ
تم لوگ ظاہر کرتے ہوئے ہو اس کو	اور چھپاتے ہو	اکثر کو	اور علم دیا گیا تمہیں	اس کا جو	نہیں جانتے تھے	تم لوگ

وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ط	قُلِ	اللّٰهُ	ثُمَّ	ذَرْ	هُمْ	846 فِيْ خَوْضِهِمْ
اور نہ ہی تمہارے آباؤ اجداد	آپ کہئے	اللہ نے	پھر	آپ چھوڑ دیں	ان کو	ان کی لاحاصل بات میں

يَلْعَبُوْنَ ﴿٩١﴾	وَهٰذَا	كِتٰبٌ	اَنْزَلْنٰهُ	مُبٰرَكٌ	مُّصَدِّقُ الَّذِيْ	بَيْنَ يَدَيْهِ
کھیلتے ہوئے	اور یہ	ایک کتاب ہے	ہم نے اتارا جس کو	برکت دی ہوئی	تصدیق کرنے والی اس کی جو	اس کے سامنے (یعنی پہلے) ہے

وَلِتُنْذِرَ	اُمَّ الْقُرٰى	وَمَنْ	حَوْلَهَا ط	وَالَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ
اور تاکہ آپ خبردار کریں	بستیوں کی ماں (یعنی مکہ والوں) کو	اور ان کو جو	اس کے ارد گرد ہیں	اور وہ لوگ جو	ایمان رکھتے ہیں

بِالْاٰخِرَةِ	يُؤْمِنُوْنَ	بِهٖ	وَهُمْ	عَلٰى صَلَاتِهِمْ	يُحَافِظُوْنَ ﴿٩٢﴾	وَمَنْ
آخرت پر	وہ ایمان لاتے ہیں	اس پر	اور وہ لوگ	اپنی نماز پر (یعنی کی)	حفاظت کرتے ہیں	اور کون

اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا	اَوْ	قَالَ
زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر	ایک جھوٹ	یا	اس نے کہا

اُوْحِيَ	اِلَيَّ	وَ	لَمْ يُوْحَ	اِلَيْهِ	شَيْءٌ	وَّمَنْ
وحی کی گئی	میری طرف	حالانکہ	وحی نہیں کی گئی	اس کی طرف	کوئی چیز	اور (اس سے) جس نے

قَالَ	سَاُنْزِلُ	مِثْلَ مَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ ط	وَلَوْ	تَرٰٓى
کہا	میں اتاروں گا	اس کے جیسا جو	اتارا	اللہ نے	اور اگر	آپ دیکھتے

اِذِ	الظّٰلِمُوْنَ	فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ	وَالْمَلٰٓئِكَةُ	بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ج	اَخْرِجُوْٓا
جب	ظالم لوگ	موت کی سختیوں میں ہوں گے	اور فرشتے	اپنے ہاتھوں کو پھیلانے والے ہوں گے	(کہ) تم لوگ نکالو

اَنْفُسَكُمْ ط	اَلْيَوْمَ	تُجْزَوْنَ	عَذَابَ الْهُوْنِ	بِمَا	كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ
اپنی جانوں کو	آج کے دن	تم لوگوں کو بدلہ دیا جائے گا	ذلت کے عذاب کا	بسبب اس کے جو	تم لوگ کہتے تھے	اللہ پر

غَيْرَ الْحَقِّ	وَكُنْتُمْ	عَنْ اٰيٰتِهٖ	تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٩٣﴾	وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا	فُرَادٰى
حق کے بغیر	اور تم لوگ	اس کی نشانیوں سے	تکبر کرتے تھے	اور بے شک تم لوگ آ گئے ہو ہمارے پاس	اکیلے اکیلے

كَمَا	خَلَقْنٰكُمْ	اَوَّلَ مَرَّةٍ	وَّتَرَكْتُمْ	مَّا	خَوَّلْنٰكُمْ	وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ج
جیسے کہ	ہم نے پیدا کیا تم کو	پہلی مرتبہ	اور تم لوگ چھوڑ آئے	اس کو جو	ہم نے عطا کیا تم کو	اپنی پیٹھوں کے پیچھے

وَمَا نَرٰى	مَعَكُمْ	شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ	زَعَمْتُمْ	اَنَّهُمْ	فِيْكُمْ	شُرَكٰٓؤُا ط
اور ہم نہیں دیکھتے	تمہارے ساتھ	تمہارے ان سفارشیوں کو جن کو	تم جتاتے تھے	کہ وہ لوگ	تم میں	شریک ہیں

لَقَدْ تَّقَطَّعَ	بَيْنَكُمْ	وَضَلَّ	عَنْكُمْ	مَّا	كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٩٤﴾ 846
یقیناً کٹ چکے ہیں (سارے ناطے)	تمہارے درمیان	اور گم ہو گئے	تم سے	وہ جن کا	تم زعم کرتے تھے

نوٹ: 1 مکہ معظّمہ کو اُمّ القُرٰی اس لیے کہا گیا ہے کہ تاریخی روایات کے، مطابق ابتداء آفرینش میں پیدائش زمین کی ابتداء یہیں سے ہوئی ہے۔ نیز یہ کہ سارے عالم کا قبلہ اور عبادت میں مرکز یہی ہے۔ اس کے ساتھ وَمَنْ حَوْلَهَا سے مراد مکہ کے تمام اطراف ہیں، جس میں پورا عالم مشرق و مغرب اور جنوب و شمال داخل ہے (معارف القران)

نوٹ: 2 رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ لیکن تیرا مال تو صرف اتنا ہی تھا جو تو نے کھایا اور فنا کر دیا، پہنا اور پرانا کر دیا یا دوسروں کو دیا اور گویا باقی رکھ لیا۔ اس کے سوا تیری ساری دولت دوسروں کے لیے ہے (ابن کثیر)۔

آیت نمبر (95 تا 100)

ف ل ق

(ض) فَلْقًا: کسی چیز کو پھاڑ کر اس میں سے کسی چیز کو ظاہر کرنا۔ جیسے رات کی تاریکی کو پھاڑ کر صبح کی روشنی ظاہر کرنا۔

فَالِقٌ: اسم الفاعل ہے (1) پھاڑنے والا۔ (2) ظاہر کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 95

فَلَقٌ: کسی چیز کے پھٹنے سے ظاہر ہونے والی چیز جیسے صبح پودا وغیرہ۔ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿١﴾﴾ (113/ الفلق: 1) ''میں پناہ میں آتا ہوں صبح کے مالک کی۔''

(انفعال) اِنْفِلَاقًا: پھٹنا۔ ﴿فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿٦٣﴾﴾ (26/ الشعراء: 63) ''پھر وہ پھٹ گیا تو ہر ٹکڑا تھا بڑے پہاڑ کی مانند۔''

ن و ی

(ض) نَوَاةً: گٹھلی پھینکنا۔

نَوًى: اسم ذات ہے۔ گٹھلی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 95

ص ب ح

(ف) صَبْحًا: کسی چیز کو ظاہر کرنا۔ صبح کے وقت نمودار کرنا۔

(س۔ک) صَبْحًا، صَبَاحَةً: کسی چیز کا روشن اور چمکدار رہنا۔

مِصْبَاحٌ: (ج) مَصَابِيْحُ اسم الآلہ ہے۔ روشن کرنے کا آلہ۔ چراغ۔ ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ﴾ (24/ النور: 35) ''اس کے نور کی مثال ایک طاق کی مانند ہے جس میں ہو ایک چراغ۔'' ﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ﴾ (67/ الملک: 5) ''اور بے شک ہم نے زینت دی ہے دنیاوی آسمان کو چراغوں سے۔''

صُبْحٌ وَصَبَاحٌ: دونوں ہم معنی ہیں۔ دن کا ابتدائی حصہ۔ صبح ﴿اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾﴾ (11/ ہود: 81) ''کیا صبح قریب نہیں ہے۔'' ﴿فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾﴾ (37/ الصّٰفّٰت: 177) ''تو کتنی بری ہوگی خبر دار کیے ہوؤں کی صبح۔''

باب	لفظ	معنی
(افعال)	اِصْبَاحًا	(1) صبح کرنا۔صبح کے وقت داخل ہونا۔﴿فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ﴾ (28/القصص:18) ''پھر وہ صبح 846 کے وقت داخل ہوئے شہر میں۔'' (2) افعال نا قصہ میں سے ہے۔دیکھیں آیت نمبر (2/البقرۃ:57) نوٹ 1۔
	اِصْبَاحٌ	مصدر کے علاوہ اسم ذات بھی ہے۔صبح کی روشنی۔زیر مطالعہ آیت 96۔
(تفعیل)	تَصْبِيْحًا	صبح کے وقت آنا۔﴿وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۚ﴾ (54/القمر:37) ''اور بے شک صبح کے وقت آ چکا ہے ان پر، سویرے سویرے ایک ٹھہرنے والا عذاب۔''

ن ج م

باب	لفظ	معنی
(ن)	نَجْمًا	ظاہر ہونا۔نکلنا۔
	نَجْمٌ	(ج) نُجُوْمٌ۔ ستارہ۔زیر مطالعہ آیت۔97۔

و د ع

باب	لفظ	معنی
(ف)	وَدْعًا	(1) کسی چیز کو چھوڑنا (2) کسی چیز کو ودیعت کے طور پر رکھنا۔
	دَعْ	فعل امر ہے۔تو چھوڑ۔تو ودیعت کر۔﴿وَدَعْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ﴾ (33/الاحزاب:48) ''اور آپؐ چھوڑ دیں ان کے ستانے کو اور بھروسہ کریں اللہ پر۔''
(تفعیل)	تَوْدِعَةً	کسی کو چھوڑ دینا۔﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۭ﴾ (93/الضحیٰ:3) ''نہ چھوڑا آپؐ کو آپؐ کے رب نے اور نہ وہ بیزار ہوا۔''
(استفعال)	اِسْتِيْدَاعًا	کسی چیز کو کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھنا۔
	مُسْتَوْدَعٌ	اسم المفعول ہے۔ظرف کے معنی میں۔امانت رکھنے کی جگہ۔زیر مطالعہ آیت۔98۔

خ ض ر

باب	لفظ	معنی
(س)	خَضَرًا	سبز ہونا۔شاداب وسرسبز ہونا۔
	خَضِرٌ	اسم ذات ہے۔سبزی۔زیر مطالعہ آیت 99۔
	اَخْضَرُ	(ج) خُضْرٌ افعل الوان وعیوب پر صفت ہے۔سبز۔﴿اِۨالَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا﴾ (36/یٰس:80) ''جس نے بنایا تمہارے لئے سبز درخت سے آگ۔'' ﴿وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا﴾ (18الکہف/:31) ''اور وہ پہنیں گے سبز کپڑے۔''
(افعلال)	اِخْضِرَارًا	سبز ہو جانا۔
	مُخْضَرٌّ	اسم الفاعل ہے۔سبز ہو جانے والا۔﴿فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ﴾ (22/الحج:63) ''پھر ہو جاتی ہے زمین سبز ہو جانے والی۔'' (باب افعلال کے لیے دیکھیں آیت 2/البقرۃ 187۔نوٹ۔1)

ق ن و

باب	لفظ	معنی
(ن)	قَنْوًا	(1) پیدا کرنا۔(2) پیدا کی ہوئی چیز کو جمع کرنا۔
	قِنْوٌ	(ج) قِنْوَانٌ کسی چیز جیسے انگور یا کھجور وغیرہ کے گچھے، خوشے۔زیر مطالعہ آیت 99۔

ز ی ت

باب	لفظ	معنی
(ض)	زَيْتًا	کسی چیز پر تیل لگانا۔کھانے میں زیتون کا تیل ڈالنا۔

زَيۡتٌ	اسم ذات بھی ہے۔ زیتون کا تیل۔ ﴿يَكَادُ زَيۡتُهَا يُضِيٓءُ وَ لَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ ؕ﴾ (24/ النور: 35) "قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگر چہ اس کو چھوا ہی نہیں آگ نے۔"
زَيۡتُوۡنٌ	اسم جنس ہے۔ واحد زَيۡتُوۡنَةٌ زیتون کا درخت۔ زیتون کا پھل۔ ﴿يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ﴾ (24/ النور: 35) "وہ روشن ہوتا ہے ایک مبارک درخت سے جو زیتون (کا تیل) ہے۔"

ی ن ع

(ف) يَنۡعًا: پھل کا پکنا۔ زیر مطالعہ آیت 99۔

خ ر ق

(ض۔ ن) خَرۡقًا: (۱) پھاڑنا (۲) جھوٹ بات بنانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 100۔

و ص ف

(ض) وَصۡفًا: کسی کی کوئی صفت بیان کرنا۔ کسی کو کسی صفت کا حامل قرار دینا خواہ اس میں وہ صفت نہ ہو۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ 100۔

ترکیب

(آیت: 95) يُخۡرِجُ فعل مضارع کا مفعول الحَیَّ ہے۔ اور مِنَ الۡمَيِّتِ متعلق فعل ہے جبکہ مُخۡرِجُ الۡمَيِّتِ مرکب اضافی ہے اور خبر ہے۔ اس کا مبتدا هُوَ محذوف ہے، اور مِنَ الۡحَيِّ متعلق خبر ہے۔ (آیت: 96) فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ بھی مرکب اضافی اور خبر ہے۔ اس کا بھی مبتدا هُوَ محذوف ہے۔ (آیت: 98) اسم المفعول مُسۡتَقَرٌّ اور مُسۡتَوۡدَعٌ ظرف کے معنی میں ہیں اور مبتدا موخر نکرہ ہیں۔ ان کی خبر وَاجِبٌ اور متعلق خبر لَكُمۡ محذوف ہیں۔ (آیت: 99) پہلے مِنۡهُ کی ضمیر نبات کے لیے ہے جب کہ دوسرے مِنۡهُ کی ضمیر خَضِرًا کے لیے ہے۔ مِنۡ طَلۡعِهَا بدل ہے۔ مِنَ النَّخۡلِ کا۔ یہ دونوں مرکب جاری قائم مقام خبر مقدم ہیں اور قِنۡوَانٌ، دَانِيَةٌ مبتدا موخر نکرہ ہے۔ جبکہ جَنّٰتٍ، نُخۡرِجُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اَلزَّيۡتُوۡنَ اور اَلرُّمَّانَ کی نصب بھی نُخۡرِجُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے ہے۔ مُشۡتَبِهًا حال ہے۔ غَيۡرَ مُتَشَابِهٍ میں غَيۡرَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ بھی حال ہے۔ يَنۡعِهٖ میں يَنۡعِ کی جر اِلٰى پر عطف ہونے کی وجہ سے ہے، اِنَّ کا اسم لَاٰيٰتٍ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ (آیت: 100) جَعَلُوۡا کا مفعول اول دراصل اَلۡجِنَّ ہے جو موخر ہے اور مفعول ثانی شُرَكَآءَ ہے جو مقدم ہے۔ ترجمہ میں اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اَلۡجِنَّ پر لام جنس ہے۔

ترجمہ

اِنَّ اللّٰهَ	فَالِقُ الۡحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ	يُخۡرِجُ	الۡحَیَّ	مِنَ الۡمَيِّتِ	وَمُخۡرِجُ الۡمَيِّتِ
یقیناً اللہ (ہی)	گٹھلی اور دانے کو پھاڑنے والا ہے	وہ نکالتا ہے	زندہ کو	مردہ (میں) سے	اور (وہ) مردہ کو نکالنے والا ہے

مِنَ الۡحَيِّ ؕ	ذٰلِكُمُ	اللّٰهُ	فَاَنّٰى	تُؤۡفَكُوۡنَ ۝۹۵	فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ ۚ
زندہ (میں) سے	یہ	اللہ ہے	پھر کہاں سے	تم لوگ پھیرے جاتے ہو	(وہ) صبح کی روشنی کو ظاہر کرنے والا ہے

وَجَعَلَ	الَّيۡلَ	سَكَنًا	وَّالشَّمۡسَ	وَالۡقَمَرَ	حُسۡبَانًا ؕ	ذٰلِكَ
اور اس نے بنایا	رات کو	آرام	اور سورج کو	اور چاند کو	حساب رکھے والا	یہ

تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ﴿٩٦﴾	وَهُوَ	الَّذِيۡ	جَعَلَ	لَكُمُ	النُّجُوۡمَ	846 لِتَهۡتَدُوۡا
علیم، بالادست (ہستی) کا طے شدہ امر ہے	اور وہ	وہی ہے جس نے	بنائے	تمہارے لئے	ستارے	تا کہ تم لوگ راہ پاؤ

بِهَا	فِيۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِؕ	قَدۡ فَصَّلۡنَا	الۡاٰيٰتِ	لِقَوۡمٍ	يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿٩٧﴾
ان سے	سمندر اور زمین کے اندھیروں میں	ہم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے	نشانیوں کو	ایک ایسے گروہ کے لیے	جو علم رکھتے ہیں

وَهُوَ	الَّذِيۡۤ	اَنۡشَاَكُمۡ	مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ	فَمُسۡتَقَرٌّ
اور وہ	وہی ہے جس نے	اٹھایا تم کو	ایک اکیلی جان سے	تو (تمہارے لئے ہے) ایک ٹھہرنے کی جگہ

وَّمُسۡتَوۡدَعٌؕ	قَدۡ فَصَّلۡنَا	الۡاٰيٰتِ	لِقَوۡمٍ	يَّفۡقَهُوۡنَ ﴿٩٨﴾	وَهُوَ
اور ایک بطور امانت رکھے جانے کی جگہ	ہم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے	نشانیوں کو	ایسے لوگوں کیلئے	جو سوجھ بوجھ رکھتے ہیں	اور وہ

الَّذِيۡۤ	اَنۡزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءًۚ	فَاَخۡرَجۡنَا	بِهٖ	نَبَاتَ كُلِّ شَىۡءٍ
وہی ہے جس نے	اتارا	آسمان سے	کچھ پانی	پھر ہم نے نکالا	اس سے	ہر چیز کا اگنا

فَاَخۡرَجۡنَا	مِنۡهُ	خَضِرًا	نُّخۡرِجُ	مِنۡهُ	حَبًّا مُّتَرَاكِبًاۚ
اور ہم نے نکالا	اس میں سے	کچھ سبزی	(پھر) ہم نکالتے ہیں	اس میں سے	ایک پر ایک چڑھنے والے دانوں کو

وَمِنَ النَّخۡلِ	مِنۡ طَلۡعِهَا	قِنۡوَانٌ دَانِيَةٌ	وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ	وَّالزَّيۡتُوۡنَ	وَالرُّمَّانَ
اور کھجور سے،	اس کی کونپل میں	کچھ نزدیک ہونے والے گچھے ہیں	اور (ہم نکالتے ہیں) انگور کے باغات کو	اور زیتون کو	اور انار کو

مُشۡتَبِهًا	وَّغَيۡرَ مُتَشَابِهٍؕ	اُنۡظُرُوۡۤا	اِلٰى ثَمَرِهٖۤ	اِذَاۤ	اَثۡمَرَ
ملتے جلتے ہوئے	اور باہم مانند نہ ہوتے ہوئے	تم لوگ دیکھو	اس کے پھل کی طرف	جب	وہ پھل دے

وَيَنۡعِهٖؕ	اِنَّ	فِيۡ ذٰلِكُمۡ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوۡمٍ	يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿٩٩﴾	وَجَعَلُوۡا
اور اس کے پکنے کی طرف	یقیناً	اس میں	کچھ نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کیلئے	جو ایمان رکھتے ہیں	اور انہوں نے بنایا

لِلّٰهِ	شُرَكَآءَ	الۡجِنَّ	وَ	خَلَقَهُمۡ	وَخَرَقُوۡا	لَهٗ
اللہ کیلئے	ساجھی	جنوں کو	حالانکہ	اس نے پیدا کیا ان کو	اور انہوں نے گھڑے	اس کیلئے

بَنِيۡنَ	وَبَنٰتٍۭ	بِغَيۡرِ عِلۡمٍؕ	سُبۡحٰنَهٗ	وَتَعٰلٰى	عَمَّا	يَصِفُوۡنَ ﴿١٠٠﴾ع
کچھ بیٹے	اور کچھ بیٹیاں	کسی علم کے بغیر	اس کی پاکیزگی ہے	اور وہ بلند ہے	اس سے جو	یہ لوگ بتاتے ہیں

نوٹ: 1 آیت نمبر 99 میں اِلٰى ثَمَرِهٖۤ میں ضمیر کا مرجع وہ ساری ہی چیزیں ہیں جن کا ذکر گزرا ہے لیکن جمع کے بجائے ضمیر واحد اس

وجہ سے ہے کہ قرآن چاہتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک چیز کو الگ الگ لے کر ان کے پیدا ہونے سے ان کے پکنے تک کے تمام مراحل پر غور کیا جائے۔ غور و فکر کا عمل فطری طور پر تقاضہ کرتا ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی چیز پر نگاہ جمائی جائے تاکہ قوت فکر منتشر نہ ہو۔ گویا یہاں قرآن نے صرف غور و فکر کی دعوت ہی نہیں دی بلکہ اس کا صحیح طریقہ بھی بتا دیا (تدبر قرآن)۔

846

آیت نمبر (101 تا 107)

ل ط ف

(ن) **لُطْفًا**: لطیف ہونا۔ یہ ثقیل اور کثیف کی ضد ہے۔ یعنی ہر قسم کے ثقل اور کثافت سے مبرا ہونا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ (۱) نرم اور مہربان ہونا۔ (۲) ایسی تدبیر کرنا کہ کسی کو اس کا احساس نہ ہو (۳) باریک بین ہونا۔

لَطِيْفٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے، اسم الفاعل کے معنی میں۔ ہمیشہ اور ہر حال میں (۱) نرمی اور مہربانی کرنے والا۔ (۲) غیر محسوس تدبیر کرنے والا۔ (۳) باریک بین۔ ﴿ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ ﴾ (42/الشوری:19) ''اللہ نرمی کرنے والا ہے اپنے بندوں سے۔'' ﴿ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۭ ﴾ (12/یوسف:100) ''بے شک میرا رب غیر محسوس تدبیر کرنے والا ہے اس کے لیے، جس کے لیے وہ چاہتا ہے۔'' اور زیر مطالعہ آیت۔103۔

(تفعل) **تَلَطُّفًا**: بتکلف نرمی اختیار کرنا۔ ﴿ فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ ﴾ (18/الکہف:19) ''پھر چاہیے کہ وہ لائے تمہارے لیے کچھ کھانا اس میں سے اور چاہیے کہ وہ نرمی اختیار کرے۔''

ترکیب

(آیت: 101) يَكُوْنُ کَانَ تامہ ہے اور وَلَدٌ اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ (آیت: 102) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ مرکب اشاری اور مبتدا ہے۔ رَبُّكُمْ اس کی خبر ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ذٰلِكُمْ کو مبتدا اور اَللّٰهُ کو خبر مانیں، تو رَبُّكُمْ بدل ہوگا اَللّٰهُ کا۔ ترجمے میں ہم پہلی صورت کو ترجیح دیں گے۔ (آیت: 104) لِنَفْسِهٖ قائم مقام خبر ہے۔ اس کا مبتدا فَبَصِيْرَتُهٗ محذوف ہے۔ اسی طرح عَلَيْهَا کا مبتدا فَعَمِيُهٗ محذوف ہے۔ (آیت: 105) لِيَقُوْلُوْا پر لام عاقبت ہے جبکہ لِنُبَيِّنَهٗ پر لام کَیْ ہے۔

ترجمہ

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ	اَنّٰى	يَكُوْنُ	لَهٗ	وَلَدٌ	وَّ
(وہ) زمین اور آسمانوں کا ایجاد کرنے والا ہے	کہاں سے	ہوگی	اس کے لئے	کوئی اولاد	اس حال میں کہ

لَمْ تَكُنْ	لَّهٗ	صَاحِبَةٌ ۭ	وَخَلَقَ	كُلَّ شَيْءٍ ۚ	وَهُوَ	بِكُلِّ شَيْءٍ
تھی ہی نہیں	اس کیلئے	کوئی ساتھی (یعنی بیوی)	اور اس نے پیدا کیا	ہر چیز کو	اور وہ	ہر چیز کو

عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾	ذٰلِكُمُ اللّٰهُ	رَبُّكُمْ ۚ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ ۚ	خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
جاننے والا ہے	یہ اللہ	تم لوگوں کا رب ہے	کوئی الٰہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	وہ (ہی)	جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

فَاعْبُدُوْهُ ۚ	وَهُوَ	عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ	وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾	لَا تُدْرِكُهُ	الْاَبْصَارُ	وَهُوَ	يُدْرِكُ	الْاَبْصَارَ ۚ	وَهُوَ
پس تم لوگ بندگی کرو اس کی	اور وہ	ہر چیز کا	کارساز ہے	نہیں پاتیں اس کو	آنکھیں	اور وہ	پا لیتا ہے	آنکھوں کو	اور وہ

اللَّطِيْفُ	الْخَبِيْرُ ﴿١٠٣﴾	قَدْ جَآءَكُمْ	بَصَآئِرُ	مِنْ رَّبِّكُمْ ج 846	فَمَنْ
باریک بین ہے	باخبر ہے	آچکی ہیں تمہارے پاس	سمجھ میں آنے والی دلیلیں	تمہارے رب (کی طرف) سے	پس جو

اَبْصَرَ	فَلِنَفْسِهٖ ج	وَمَنْ	عَمِيَ	فَعَلَيْهَا ط	وَمَآ اَنَا
بینا ہوا	تو (اس کی بصیرت) اس کے اپنے لئے ہے	اور جو	اندھا ہوا	تو (اس کا اندھاپن) اس پر ہے	اور میں نہیں ہوں

عَلَيْكُمْ	بِحَفِيْظٍ ﴿١٠٤﴾	وَكَذٰلِكَ	نُصَرِّفُ	الْاٰيٰتِ	وَلِيَقُوْلُوْا
تم لوگوں پر	کوئی نگرانی کرنے ولا	اور اس طرح	ہم پھیر بدل کر بیان کرتے ہیں	نشانیوں کو	اور نتیجتاً وہ کہتے ہیں

دَرَسْتَ	وَلِنُبَيِّنَهٗ	لِقَوْمٍ	يَّعْلَمُوْنَ ﴿١٠٥﴾	اِتَّبِعْ	مَآ	اُوْحِيَ
تونے سبق پڑھا	اور تاکہ ہم واضح کریں اس کو	ایسے لوگوں کیلئے	جو علم رکھتے ہیں	آپؐ پیروی کریں	اس کے جو	وحی کی گئی

اِلَيْكَ	مِنْ رَّبِّكَ ج	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ ج	وَاَعْرِضْ
آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب (کی جانب) سے	کوئی الہٰ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	وہ (وہی)	اور آپؐ بے رخی برتیں

عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٦﴾	وَلَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَآ اَشْرَكُوْا ط	وَمَا جَعَلْنٰكَ	عَلَيْهِمْ
شرک کرنے والوں سے	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو یہ لوگ شرک نہ کرتے	اور ہم نے نہیں بنایا آپؐ کو	ان پر

حَفِيْظًا ج	وَمَآ اَنْتَ	عَلَيْهِمْ	بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾
کوئی نگرانی کرنے والا	اور آپ نہیں ہیں	ان کے	کوئی کارساز

نوٹ: 1

انسان کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اس دنیا میں یہ ممکن نہیں ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے جب اللہ تعالیٰ سے زیارت کی درخواست کی تو جواب ملا کہ آپؐ ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے (7/ الاعراف: 134) البتہ آخرت میں مومنین کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔ یہ بات متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے اور قرآن مجید میں بھی ہے کہ ''قیامت کے روز بہت سے چہرے تروتازہ، ہشاش بشاش ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔'' (75/ القیمہ: 22 تا 23) البتہ کفار و منکرین اس روز بھی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ کی زیارت سے محروم رہیں گے (83/ المطففین: 15) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر یہ نعمت ہوگی کہ وہاں جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔ (ترمذی۔ مسند احمد)

آیت زیر مطالعہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کا مطلب یہ ہے کہ انسانی نگاہ اس ذات کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ کیونکہ اس کی زیارت غیر محدود اور انسانی نگاہ محدود ہے۔ دنیا میں انسانی نگاہ میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ رویت کو بھی برداشت کرسکے۔ البتہ قیامت میں یہ قوت پیدا ہوجائے گی تو زیارت ہوسکے گی۔ لیکن ذات حق کا احاطہ اس وقت بھی نہ ہوسکے گا۔ (معارف القرآن)

846

آیت نمبر (108 تا 113)

ف ء د

(ف) فَأَدًا (1) دل پر مارنا۔ دل پر لگانا (2) دل پر لگنا۔ بزدل ہونا۔

فُؤَادٌ (ج) اَفْئِدَةٌ اسم ذات ہے۔ دل ﴿وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا﴾ (28/القصص:10) ''اور ہو گیا موسیٰؑ کی والدہ کا دل بے قرار۔''

ز خ ر ف

(رباعی) زَخْرَفَةً سجانا۔ ملمع چڑھانا۔

زُخْرُفٌ اسم ذات ہے۔ (1) سجاوٹ۔ ملمع (2) سونا (کیونکہ سجاوٹ کے لئے سونا زیادہ استعمال ہوتا ہے) ﴿اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ﴾ (17/بنی اسرائیل:93) ''یا ہوتا تیرے لئے کوئی گھر سونے کا''

ص غ و

(س) صَغْيً مائل ہونا۔ کسی کی طرف جھکنا۔ زیر مطالعہ آیت۔113۔

ق ر ف

(ض) قَرْفًا درخت کی چھال اتارنا۔ کسی چیز کو چھیلنا۔

(افتعال) اِقْتِرَافًا کمانا۔ ارتکاب کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔113۔

مُقْتَرِفٌ اسم الفاعل ہے۔ ارتکاب کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔113۔

ترکیب

(آیت/108) تَسُبُّوا کا اور يَدْعُوْنَ کا، دونوں کا مفعول اَلَّذِيْنَ ہے۔ فَيَسُبُّوا کا فاسببیہ ہے۔ عَدْوًا حال ہے۔ (آیت/109) جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ میں جَهْدَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ بھی حال ہے۔ مَا يُشْعِرُ کا مَا استفہامیہ ہے۔ اَنَّهَا کی ضمیر اٰيَةٌ کے لئے ہے۔ (آیت:110) اَوَّلَ مَرَّةٍ میں اَوَّلَ کو نصب ظرف ہونے کی وجہ سے ہے۔ (آیت:112) عَدُوًّا واحد اور جمع، دونوں کیلئے آتا ہے۔ اس لئے اس کا بدل شَيٰطِيْنَ کے بجائے شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ بھی درست ہے۔ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ سے يَفْتَرُوْنَ تک درمیان میں جملہ معترضہ ہے اور وَلِتَصْغٰى کا تعلق يُوْحِيْ والے جملے سے ہے۔ اِلَيْهِ کی ضمیر زُخْرُفَ الْقَوْلِ کے لئے ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَسُبُّوا	الَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	فَيَسُبُّوا	اللّٰهَ	عَدْوًا
اور تم لوگ گالی مت دو	ان کو جن کو	یہ لوگ پکارتے ہیں	اللہ کے علاوہ	نتیجتاً برا کہیں گے	اللہ کو	زیادتی کرتے ہوئے

بِغَيْرِ عِلْمٍ	كَذٰلِكَ	زَيَّنَّا	لِكُلِّ اُمَّةٍ	عَمَلَهُمْ	ثُمَّ	اِلٰى رَبِّهِمْ
کسی علم کے بغیر	اس طرح	ہم نے خوشنما کیا	ہر ایک گروہ کیلئے	ان کے عمل کو	پھر	اپنے رب کی طرف

مَّرۡجِعُهُمۡ	فَيُنَبِّئُهُمۡ	بِمَا	كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿١٠٨﴾	وَاَقۡسَمُوۡا	846 بِاللّٰهِ
ان کا لوٹنا ہے	پھر وہ جتادے گا انہیں	اس کو جو	وہ لوگ کرتے تھے	اور انہوں نے قسم کھائی	اللہ کی

جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ	لَئِنۡ	جَآءَتۡهُمۡ	اٰيَةٌ	لَّيُؤۡمِنُنَّ
اپنی قسموں کا زور لگاتے ہوئے (یعنی پختہ کرتے ہوئے)	کہ یقیناً اگر	آئے ان کے پاس	کوئی نشانی (یعنی معجزہ)	تو وہ لوگ لازماً ایمان لائیں گے

بِهَا ط	قُلۡ	اِنَّمَا	الۡاٰيٰتُ	عِنۡدَ اللّٰهِ	وَمَا يُشۡعِرُكُمۡ
اس سے	آپ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	نشانیاں	اللہ کے پاس ہیں	اور تم کو کیا چیز شعور دیتی ہے (یعنی تم کو کیا خبر)

اَنَّهَآ	اِذَا	جَآءَتۡ	لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿١٠٩﴾	وَنُقَلِّبُ	اَفۡـِٕدَتَهُمۡ	وَاَبۡصَارَهُمۡ
کہ وہ	جب	آئے	تو یہ لوگ ایمان نہ لائیں	اور ہم پلٹ دیتے ہیں	ان کے دلوں کو	اور ان کی نگاہوں کو

كَمَا	لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا	بِهٖۤ	اَوَّلَ مَرَّةٍ	وَّنَذَرُهُمۡ	فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ	يَعۡمَهُوۡنَ ﴿١١٠﴾ ع	وَلَوۡ
جیسے کہ	یہ لوگ ایمان نہیں لائے	اس سے	پہلی مرتبہ	اور ہم چھوڑ دیتے ہیں ان کو	ان کی سرکشی میں	بھٹکتے ہوئے	اور اگر

اَنَّنَا	نَزَّلۡنَاۤ	اِلَيۡهِمُ	الۡمَلٰٓـئِكَةَ	وَكَلَّمَهُمُ	الۡمَوۡتٰى	وَحَشَرۡنَا
یہ کہ ہم	اتاریں	ان کی طرف	فرشتوں کو	اور بات کریں ان سے	مردے	اور ہم اکٹھا کردیں

عَلَيۡهِمۡ	كُلَّ شَىۡءٍ	قُبُلًا	مَّا كَانُوۡا	لِيُؤۡمِنُوۡۤا	اِلَّاۤ اَنۡ	يَّشَآءَ
ان پر	ہر چیز کو	سامنے ہوتے ہوئے	تو (بھی) وہ لوگ نہیں ہیں	کہ ایمان لائیں	سوائے اس کے کہ	چاہے

اللّٰهُ	وَلٰـكِنَّ	اَكۡثَرَهُمۡ	يَجۡهَلُوۡنَ ﴿١١١﴾	وَكَذٰلِكَ	جَعَلۡنَا	لِكُلِّ نَبِىٍّ
اللہ	اور لیکن	ان کے اکثر	غلط عقائد رکھتے ہیں	اور اس طرح	ہم نے بنائے	ہر ایک نبی کیلئے

عَدُوًّا	شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ	يُوۡحِىۡ	بَعۡضُهُمۡ	اِلٰى بَعۡضٍ	زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ
کچھ دشمن	جو جنوں اور انسانوں کے شیاطین ہیں	پیغام رسانی کرتے ہیں	ان کے بعض	بعض کی طرف	چکنی چپڑی بات

غُرُوۡرًا ط	وَلَوۡ	شَآءَ	رَبُّكَ	مَا فَعَلُوۡهُ	فَذَرۡهُمۡ	وَمَا
دھوکے ہوتے ہوئے	اور اگر	چاہتا	آپ کا رب	تو وہ یہ نہ کرتے	پس آپ چھوڑیں ان کو	اور اس کو جو

يَفۡتَرُوۡنَ ﴿١١٢﴾	وَلِتَصۡغٰٓى	اِلَيۡهِ	اَفۡـِٕدَةُ الَّذِيۡنَ	لَا يُؤۡمِنُوۡنَ	بِالۡاٰخِرَةِ	وَلِيَرۡضَوۡهُ
یہ گھڑتے ہیں	اور تاکہ مائل ہوں	اس کی طرف	ان کے دل جو	ایمان نہیں رکھتے	آخرت پر	اور تاکہ وہ پسند کریں اس کو

وَلِيَقْتَرِفُوْا	مَا	هُمْ	مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿١١٣﴾ 846
اور تا کہ وہ ارتکاب کریں	اس کا جس کا	وہ	ارتکاب کرنے والے ہیں

نوٹ: 1

قَلْبٌ اور فُؤَادٌ دونوں کے معنی دل ہی ہے۔ لیکن فُؤَادٌ کا لفظ اس عضو کے لئے استعمال نہیں ہوتا جو سینے کے اندر دھڑکتا ہے، بلکہ اس مقام کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسان کے شعور اور ادراک، جذبات وخواہشات، عقائد وافکار اور نیتوں اور ارادوں کا مقام ہے (تفہیم القرآن۔ ج6۔ص459) یہ بات نوٹ کرنا بھی ضروری ہے کہ قَلْبٌ اور اس کی جمع قُلُوْبٌ کے الفاظ گوشت کے اس لوتھڑے کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں جو ہمارے جسم میں خون پمپ کرتا ہے۔ لیکن اس معنی میں قرآن مجید ان الفاظ کو استعمال نہیں کرتا۔ قَلْبٌ اور قُلُوْبٌ کو بھی قرآن مجید عام طور پر اس مقام کے لئے ہی استعمال کرتا ہے جو انسانوں کی خواہشات اور امنگوں کی آماجگاہ ہے۔ اس بات کو ذہن میں واضح کر کے جب ہم قرآن مجید کے ایسے مقامات کا مطالعہ کرتے ہیں تو پھر ایسی آیات کا مفہوم بہتر طور پر ذہن میں اجاگر ہوتا ہے۔

پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کا کہنا ہے کہ کسی خارجی دباؤ سے انسان کے عقائد میں تبدیلی نہیں آتی۔ عقائد میں تبدیلی اسی وقت آتی ہے جب انسان کے اندر کوئی تبدیلی آئے (ترجمہ قرآن کیسٹ سیریز)۔ حافظ صاحب مرحوم کی بات کو عام فہم انداز میں یوں سمجھ لیں کہ جب تک انسان کی امنگوں، نیتوں اور ارادوں میں تبدیلی نہ آئے کوئی بڑے سے بڑا معجزہ بھی اس کے نظریات وعقائد کو تبدیل نہیں کرسکتا۔ آیات زیر مطالعہ میں اسی حقیقت سے انسان کو آگاہ کیا گیا ہے۔ آیت نمبر 113 میں اس حقیقت کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے امنگوں اور ارادوں میں تبدیلی کے ضمن میں ایمان بالآخرہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

آیت نمبر (114 تا 117)

خ ر ص

(ن) خَرْصًا: کسی پیمانے یا وزن کے بغیر پھلوں کا اندازہ کرنا۔ تخمینہ لگانا۔ اٹکل لگانا۔ زیر مطالعہ آیت۔116۔

خَرَّاصٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار ہر وقت اٹکل لگانے والا یعنی جھوٹا۔ ﴿قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿١٠﴾﴾ ''مارے گئے جھوٹ اڑانے والے۔'' (51/الذاریات: 10)

ترکیب

(آیت: 114) تَبْتَغِيْ کا مفعول غَيْرَ اللّٰهِ ہے جبکہ حَكَمًا تمیز ہے۔ مُفَصَّلًا اسم المفعول ہے اور حال ہے۔ (آیت: 115) صِدْقًا اور عَدْلًا کو تمیز بھی مانا جاسکتا ہے اور حال بھی۔ (آیت۔116) تُطِعْ کا مفعول اَكْثَرَ مَنْ ہے اور جواب شرط ہونے کی وجہ سے يُضِلُّوْا مجزوم ہوا ہے۔ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اور اِنْ هُمْ، دونوں میں اِنْ نافیہ ہے کیونکہ آگے اِلَّا آیا ہے۔ اَعْلَمُ تفضیل کل ہے اور اس کا مفعول مَنْ ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر 2/البقرۃ: 54، نوٹ۔1)

ترجمہ

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ	اَبْتَغِيْ	حَكَمًا	وَّ	هُوَ	الَّذِيْٓ	اَنْزَلَ
تو کیا اللہ کے علاوہ (کسی) کو	میں چاہوں	بطور منصف کے	حالانکہ	وہ	وہ ہے جس نے	اتارا

اِلَيۡكُمُ	الۡكِتٰبَ	مُفَصَّلًا ؕ	وَالَّذِيۡنَ	اٰتَيۡنٰهُمُ	الۡكِتٰبَ	يَعۡلَمُوۡنَ 846
تم لوگوں کی طرف	کتاب	تفصیل سے بیان کی ہوئی	اور وہ لوگ	ہم نے دی جن کو	کتاب	وہ لوگ جانتے ہیں

اَنَّهٗ	مُنَزَّلٌ	مِّنۡ رَّبِّكَ	بِالۡحَـقِّ	فَلَا تَكُوۡنَنَّ	مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ۝۱۱۴
کہ یہ	اتاری ہوئی ہے	آپؐ کے رب (کی طرف) سے	حق کے ساتھ	تو آپؐ ہرگز نہ ہوں	شک کرنے والوں میں سے

وَتَمَّتۡ	كَلِمَتُ رَبِّكَ	صِدۡقًا	وَّعَدۡلًا ؕ	لَا مُبَدِّلَ	لِـكَلِمٰتِهٖ ۚ
اور پورا ہوا	آپؐ کے رب کا فرمان	بطور سچائی کے	اور بطور عدل کے	کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں ہے	اس کے فرمانوں کا

وَهُوَ	السَّمِيۡعُ	الۡعَلِيۡمُ ۝۱۱۵	وَاِنۡ	تُطِعۡ	اَكۡثَرَ مَنۡ	فِى الۡاَرۡضِ
اور وہی	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	اور اگر	آپؐ اطاعت کریں گے	ان کی اکثریت کی جو	زمین میں ہیں

يُضِلُّوۡكَ	عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ	اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ	اِلَّا	الظَّنَّ	وَاِنۡ هُمۡ	اِلَّا
تو وہ بھٹکا دیں گے آپؐ کو	اللہ کے راستے سے	وہ لوگ پیروی نہیں کرتے	مگر	گمان کی	اور وہ نہیں ہیں	مگر یہ کہ

يَخۡرُصُوۡنَ ۝۱۱۶	اِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ	اَعۡلَمُ	مَنۡ	يَّضِلُّ
قیاس کرتے ہیں	بیشک	آپؐ کا رب	وہی ہے	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	اس کو جو	بھٹکتا ہے

عَنۡ سَبِيۡلِهٖ ۚ	وَهُوَ	اَعۡلَمُ	بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ۝۱۱۷
اس کے راستے سے	اور وہی	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	ہدایت پانے والوں کو

نوٹ: 1

آیت نمبر 116 کے حوالے سے کچھ لوگ یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام میں جمہوریت نہیں ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ البتہ اس سے یہ ہدایت ضرور ملتی ہے کہ اکثریت کی رائے کو حق و باطل کا معیار قرار دینا درست نہیں ہے۔ اس کا معیار کچھ اور ہوگا۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم۔ ترجمہ قرآن کیسٹ سیریز)۔ آیت نمبر 116 کے ساتھ آیت نمبر 115 کو بھی ملا کر غور کیا جائے تو بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو احکام قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان میں کسی تبدیلی کا اختیار عوام کی اکثریت کو اور کسی قانون ساز اسمبلی کو حاصل نہیں ہے۔ اس طرح ان آیات سے جمہوریت کی نفی تو نہیں ہوتی، البتہ قانون ساز اسمبلی کے اختیار مطلق پر تحدید عائد کرنے کے لئے یہ ایات نص صریح ہیں کہ قرآن و حدیث کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کی جا سکتی۔

آیت نمبر (118 تا 121)

فَكُلُوۡا	مِمَّا	ذُكِرَ اسۡمُ اللّٰهِ	عَلَيۡهِ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	بِاٰيٰتِهٖ
پس تم لوگ کھاؤ	اس میں سے	اللہ کا نام یاد کیا گیا	جس پر	اگر	تم لوگ ہو	اس کی آیتوں پر

مُؤْمِنِيْنَ	وَمَا لَكُمْ	اَلَّا تَاْكُلُوْا	مِمَّا	ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ	عَلَيْهِ	846 وَ
ایمان لانے والے	اور تمہیں کیا ہے	کہ تم لوگ نہیں کھاتے	اس میں سے	اللہ کا نام یاد کیا گیا	جس پر	حالانکہ

قَدْ فَصَّلَ	لَكُمْ	مَّا	حَرَّمَ	عَلَيْكُمْ	اِلَّا	مَا
اس نے تفصیل سے بیان کیا ہے	تمہارے لئے	اس کو جو	اس نے حرام کیا	تم پر	مگر	وہ چیز

اضْطُرِرْتُمْ	اِلَيْهِ ؕ	وَاِنَّ	كَثِيْرًا	لَّيُضِلُّوْنَ	بِاَهْوَآئِهِمْ	بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ
تم لوگ مجبور کئے گئے	جس کی طرف	اور بیشک	اکثر (لوگ)	یقیناً بھٹکاتے ہیں	اپنی خواہشات سے	کسی علم کے بغیر

اِنَّ رَبَّكَ	هُوَ	اَعْلَمُ	بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾	وَ	ذَرُوْا	ظَاهِرَ الْاِثْمِ
بیشک آپ کا رب،	وہ ہی	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	حد سے بڑھنے والوں کو	اور	تم لوگ چھوڑ دو	گناہ کے ظاہر کو

وَبَاطِنَهٗ ؕ	اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَكْسِبُوْنَ	الْاِثْمَ	سَيُجْزَوْنَ	بِمَا
اور اس کے باطن کو	بیشک	جو لوگ	کماتے ہیں	گناہ کو	ان کو بدلہ دیا جائے گا	بسبب اس کے جس کا

كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾	وَلَا تَاْكُلُوْا	مِمَّا	لَمْ يُذْكَرِ	اسْمُ اللّٰهِ	عَلَيْهِ	وَاِنَّهٗ
وہ لوگ ارتکاب کرتے تھے	اور تم لوگ مت کھاؤ	اس میں سے	یاد نہیں کیا گیا	اللہ کا نام	جس پر	اور بیشک یہ

لَفِسْقٌ ؕ	وَاِنَّ	الشَّيٰطِيْنَ	لَيُوْحُوْنَ	اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ	لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ
یقیناً نافرمانی ہے	اور بیشک	شیطان لوگ	یقیناً پیغام رسانی کرتے ہیں	اپنے کارسازوں کی طرف	تاکہ وہ تم لوگوں سے مناظرہ کریں

وَاِنْ	اَطَعْتُمُوْهُمْ	اِنَّكُمْ	لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع
اور اگر	تم لوگ اطاعت کرو گے ان کی	تو بیشک تم لوگ	یقیناً شرک کرنے والے ہو

نوٹ: 1 کچھ قدیم علماء نے ظاہری گناہ اور باطنی گناہ سے کچھ مخصوص گناہ مراد لئے ہیں۔ موجودہ دور علماء میں سے مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے باطنی گناہ سے شرکیہ عقائد اور ظاہری گناہ سے شرکیہ عقائد کے مظاہر مراد لئے ہیں۔ جبکہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے ''لیکن صحیح یہی ہے کہ آیت اس بارے میں بالکل عام ہے۔ کسی بات کی تخصیص نہیں ہے۔ یعنی اس آیت میں ہر قسم کے کھلے اور چھپے گناہ کو چھوڑنے کی تاکید ہے۔

آیت نمبر (122 تا 127)

ص غ ر

(س) صَغَرًا چھوٹا ہونا

صَغِيْرٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ چھوٹا۔ ﴿ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ ﴾ (54/القمر: 53)
''اور چھوٹا بڑا سب کچھ لکھا ہوا۔''

اَصْغَرُ — افعل تفضیل ہے۔ زیادہ چھوٹا۔ ﴿لَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾﴾ (10/یونس:61) ''نہ اس سے زیادہ کوئی چھوٹی چیز ہے اور نہ ہی کوئی بڑی چیز ہے مگر یہ کہ وہ واضح کتاب میں ہیں۔''

846

(ک) صَغَارًا — حقیر ہونا۔ ذلیل ہونا۔

صَغَارٌ — اسم ذات بھی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔124۔

صَاغِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ چھوٹا ہونے والا۔ حقیر ہونے والا۔ ذلیل ہونے والا۔ ﴿اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿١٣﴾﴾ (7/الاعراف:13) ''بیشک تو حقیر و ذلیل ہونے والوں میں سے ہے۔''

ش ر ح

(ف) شَرْحًا — (1) گوشت کے لمبے لمبے ٹکڑے کاٹ کر اسے پھیلانا۔ پھر مطلقاً وسعت دینا، کشادہ کرنا کے لئے آتا ہے۔ ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾﴾ (94/انشراح:1) ''کیا ہم نے کشادہ نہیں کیا آپؐ کے لئے آپؐ کے سینے کو۔'' (2) کسی کام یا مسئلہ کے گہرے مطالب کو کھولنا۔ پھر مطلقاً کھولنا کے لئے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔125۔

اِشْرَحْ — فعل امر ہے۔ تو کشادہ کر۔ تو کھول۔ ﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾﴾ (20/طٰہٰ:25) ''اے میرے رب تو کھول دے میرے لئے میرے سینے کو۔''

ض ی ق

(ض) ضَيْقًا — تنگ ہونا۔ گھٹنا۔ ﴿وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ﴾ (9/التوبۃ:25) ''اور تنگ ہو گئی تم لوگوں پر زمین۔''

ضَيْقٌ — اسم ذات ہے۔ تنگی۔ گھٹن۔ ﴿وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٧﴾﴾ (16/النحل:127) ''اور آپؐ مت پڑیں گھٹن میں اس سے جو یہ لوگ مکر کرتے ہیں۔''

ضَآئِقٌ — اسم الفاعل ہے۔ تنگ ہونے والا۔ گھٹنے والا۔ ﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ﴾ (11/ھود:12) ''تو شائد کہ آپؐ چھوڑنے والے ہوں اس کے بعض کو جو وحی کیا جاتا ہے آپؐ کی طرف اور گھٹنے والا ہو اس سے آپؐ کا سینہ۔''

ضَيِّقٌ — فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنگ۔ زیر مطالعہ آیت۔125۔

(تفعیل) تَضْيِيْقًا — تنگ کرنا۔ گھوٹنا۔ ﴿وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ﴾ (65/الطلاق:6) ''اور تم لوگ تکلیف مت دو ان کو تا کہ تنگ کرو ان کو۔''

ترکیب

(آیت:122) نُوْرًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ اور يَمْشِيْ بِهٖ اس کی خصوصیت ہے۔ مَثَلُهٗ مبتداء ہے۔ اور اس کی خبر محذوف ہے۔ لَيْسَ کا اسم هُوَ بھی محذوف ہے۔ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ماضی استمراری ہے۔ لیکن یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لئے اردو محاورہ میں اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت:123) اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا مرکب اضافی ہے اور جَعَلَ کا مفعول اول ہے جبکہ اس کا مفعول ثانی محذوف ہے۔ (آیت:124) سَيُصِيْبُ کا مفعول اَلَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ہے جبکہ صَغَارٌ اور عَذَابٌ شَدِيْدٌ اس کے فاعل ہیں۔ فَمَنْ کا مَنْ شرطیہ ہے اس لئے يُرِدْ اور يَشْرَحْ مجزوم ہیں۔ يَجْعَلْ کا مفعول ثانی ضَيِّقًا ہے جبکہ حَرَجًا حال ہے۔ يَصَّعَّدُ دراصل مادہ ''ص ع د'' سے باب تفعّل کا مضارع يَتَصَعَّدُ ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کر يَصَّعَّدُ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح يَذَّكَّرُوْنَ بھی دراصل يَتَذَكَّرُوْنَ ہے اور اس سے پہلے مُسْتَقِيْمًا حال ہے۔

846

ترجمہ

اَوَ مَنْ	كَانَ	مَيْتًا	فَاَحْيَيْنٰهُ	وَجَعَلْنَا	لَهٗ	نُوْرًا
اور کیا وہ، جو	تھا	مردہ	پھر ہم نے زندگی دی اس کو	اور ہم نے بنایا	اس کے لئے	ایک نور

يَّمْشِيْ	بِهٖ	فِي النَّاسِ	كَمَنْ	مَّثَلُهٗ	فِي الظُّلُمٰتِ	لَيْسَ بِخَارِجٍ
وہ چلتا پھرتا ہے	اس سے	لوگوں میں	اس کی مانند ہے	جس کے جیسا	اندھیروں میں ہے	(وہ) نکلنے والا نہیں ہے

مِّنْهَا ؕ	كَذٰلِكَ	زُيِّنَ	لِلْكٰفِرِيْنَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۲۲	وَكَذٰلِكَ
ان سے	اس طرح	سجایا گیا	کافروں کیلئے	اس کو جو	یہ لوگ کرتے ہیں	اور اس طرح

جَعَلْنَا	فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ	اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا	لِيَمْكُرُوْا	فِيْهَا ؕ	وَمَا يَمْكُرُوْنَ	اِلَّا
ہم نے بنایا	ہر ایک بستی میں	اس کے مجرموں کے سردار	تا کہ وہ ساز باز کریں	اس میں	اور وہ ساز باز نہیں کرتے	مگر

بِاَنْفُسِهِمْ	وَ	مَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۲۳	وَاِذَا	جَآءَتْهُمْ	اٰيَةٌ	قَالُوْا
اپنی جانوں پر	اس حالت میں کہ	وہ شعور نہیں رکھتے	اور جب بھی	آتی ہے ان کے پاس	کوئی نشانی	تو وہ لوگ کہتے ہیں

لَنْ نُّؤْمِنَ	حَتّٰى	نُؤْتٰى	مِثْلَ مَآ	اُوْتِيَ	رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ	اَللّٰهُ
ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے	یہاں تک کہ	ہم کو دیا جائے	اس کے جیسا جو	دیا گیا	اللہ کے رسولوں کو	اللہ

اَعْلَمُ	حَيْثُ	يَجْعَلُ	رِسَالَتَهٗ ؕ	سَيُصِيْبُ	الَّذِيْنَ
سب سے زیادہ جاننے والا ہے	(کہ) کہاں	وہ بنائے (یعنی رکھے)	اپنی رسالت کو	پہنچے گی	ان لوگوں کو جنہوں نے

اَجْرَمُوْا	صَغَارٌ	عِنْدَ اللّٰهِ	وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ	بِمَا	كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝۱۲۴	فَمَنْ
جرم کیا	ایک ذلت	اللہ کے پاس سے	اور ایک شدید عذاب	بسبب اس کے جو	یہ لوگ ساز باز کرتے ہیں	پس جس کے لئے

يُّرِدِ	اللّٰهُ	اَنْ	يَّهْدِيَهٗ	يَشْرَحْ	صَدْرَهٗ	لِلْاِسْلَامِ ۚ
ارادہ کرتا ہے	اللہ	کہ	وہ ہدایت دے اس کو	تو وہ کشادہ کر دیتا ہے	اس کے سینے کو	اسلام کے لئے

وَمَنْ	يُّرِدْ	اَنْ	يُّضِلَّهٗ	يَجْعَلْ	صَدْرَهٗ	ضَيِّقًا
اور جس کے لئے	وہ ارادہ کرتا ہے	کہ	وہ بھٹکا دے اس کو	تو وہ بنا دیتا ہے	اس کے سینے کو	تنگ،

حَرَجًا	كَاَنَّمَا	يَصَّعَّدُ	فِي السَّمَآءِ ؕ	كَذٰلِكَ	يَجْعَلُ	اللّٰهُ
تنگ ہوتے ہوئے	گویا کہ	وہ ہانپتے کانپتے چڑھتا ہے	آسمان میں	اس طرح	رکھ دیتا ہے	اللہ

الرِّجْسَ	عَلَى الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲۵	وَهٰذَا	صِرَاطُ رَبِّكَ	مُسْتَقِيْمًا ؕ
نجاست کو	ان لوگوں پر جو	ایمان نہیں لاتے	اور یہ	آپؐ کے رب کا راستہ ہے	سیدھا

قَدۡ فَصَّلۡنَا	الۡاٰیٰتِ	لِقَوۡمٍ	یَّذَّکَّرُوۡنَ ﴿۱۲۶﴾	لَهُمۡ	دَارُ السَّلٰمِ 846
ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے	نشانیوں کو	ایسے لوگوں کے لئے جو	نصیحت حاصل کرتے ہیں	ان کے لئے	سلامتی کا گھر ہے

عِنۡدَ رَبِّهِمۡ	وَهُوَ	وَلِیُّهُمۡ	بِمَا	کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾
ان کے رب کے پاس	اور وہ	ان کا کارساز ہے	بسبب اس کے جو	یہ لوگ کرتے ہیں

نوٹ: 1 یہاں موت سے مراد کفر کی زندگی ہے اور حیات سے مراد ایمان کی زندگی ہے۔ نور سے مراد وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان امتیاز اور حلال وحرام کی تفصیل کے لئے اتاری ہے۔ ظلمات سے مراد ظنون واوہام اور خواہشات وبدعات ہیں۔ (تدبر قرآن)۔

یَمۡشِیۡ بِهٖ فِی النَّاسِ فرما کر اس طرف بھی ہدایت کر دی گئی ہے کہ نور ایمان صرف کسی مسجد یا خانقاہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ نور دیا ہے وہ سب جگہ لوگوں کے رزم و بزم میں اس کو لئے پھرتا ہے اور ہر جگہ اس روشنی سے خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ نور کسی ظلمت سے دب نہیں سکتا۔ ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی اندھیرے میں مغلوب نہیں ہوتا۔ اس کی روشنی تیز ہوتی ہے تو دور تک پھیلتی ہے، کم ہوتی ہے تو تھوڑی جگہ کو روشن کرتی ہے، مگر اندھیری پر بہر حال غالب ہی رہتی ہے۔ وہ روشنی ہی نہیں جو اندھیری سے مغلوب ہو جائے۔ اسی طرح وہ ایمان ہی نہیں جو کفر سے مغلوب یا مرعوب ہو جائے۔ یہ نور ایمانی انسانی زندگی کے ہر شعبہ، ہر حال اور ہر دور میں انسان کے ساتھ ہے۔ (معارف القرآن)

کَمَنۡ مَّثَلُهٗ عربی محاورہ ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ تیرے جیسا آدمی تو یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس سے ہماری اصل مراد یہ ہوتی ہے کہ تو یہ کام نہیں کر سکتا۔ اسی طرح عربی میں یہ کہنا کہ اس کی مانند جس کے جیسا اندھیروں میں ہے۔ اس سے اصل مراد یہی ہے کہ اس کی مانند جو اندھیروں میں ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)۔

زُیِّنَ فعل مجہول ہے یعنی اس کا فاعل نامعلوم ہے اور یہ پتہ نہیں کہ سجانے والا کون ہے۔ لیکن انسانی ذہن تفتیش کرنے سے باز نہیں آتا اور سوچتا ہے کہ سجانے والا کون ہو سکتا ہے۔ تو یہ بات ذہن میں واضح کر لیں۔ کہ زُیِّنَ کا بھی فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اس میں ہر کام کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے کیونکہ ہر کام اسی کے بنائے ہوئے اسباب وعلل (CAUSE AND EFFECT) کے قوانین کے تحت ہوتا ہے۔

البتہ ہر کام کا ایک فاعل مجازی بھی ہوتا ہے۔ جس کو ترک واختیار کی آزادی (FREEDOM OF CHOEFCE) اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہوئی ہے۔ وہ اپنی آزاد مرضی سے کسی کام کو ترک کرتا ہے، کسی کو اختیار کرتا ہے اور اسی بنیاد پر وہ اپنے اعمال کا جوابدہ ہے اس لحاظ سے زُیِّنَ کے فاعل مجازی شیاطین جن وانس ہیں۔ یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ یہاں فعل مجہول لا کر اس نے سجانے کے عمل کے دونوں پہلوؤں کا احاطہ کر لیا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم کیسے پہچانیں کہ کسی کو شرح صدر حاصل ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کا پتہ اس بات سے چلے گا کہ کون دار الآخرت کی طرف جھکا ہوا ہے اور دنیا کے تمتعات سے کس قدر دور رہتا ہے اور موت آنے سے پہلے ہی موت کے لئے خود کو کس قدر تیار کر رکھا ہے۔ (ابن کثیر)

846

آیت نمبر (128 تا 135)

ترکیب

(آیت:128) یَحْشُرُ کی ضمیر فاعلی گزشتہ آیت میں رَبِّهِمْ کے لئے ہے۔ جَمِيْعًا تاکید کے لئے ہے اور اس کے آگے فَيَقُوْلُ محذوف ہے۔ اَلْجِنِّ وَالْاِنْسِ پر لام جنس ہے۔ (آیت: 130) يُنْذِرُوْنَ کا مفعول اول كُمْ ہے اور مفعولی ثانی لِقَاءَ ہے۔ (آیت:133) اَلْغَنِيُّ صفت ہے۔ رَبُّ کی اور یہ پورا مرکب اضافی مبتداء ہے، جبکہ ذُوالرَّحْمَةِ اس کی خبر ہے۔ اٰخَرِيْنَ مضاف الیہ قَوْمٍ کی صفت ہے۔ (آیت: 134) اٰتٍ اسم الفاعل ہے اور اِنَّ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے جب کہ اِنَّ کا اسم مَاتُوْعَدُوْنَ ہے۔ تُوْعَدُوْنَ مجہول ہے۔ ثلاثی مجرد اور باب افعال کے مجہول ہم شکل ہو جاتے ہیں۔ اس کو اگر ثلاثی کا مجہول مانیں تو معنی ہوں گے ''وعدہ دیئے جاتے ہو'' اگر افعال کا مجہول مانیں تو معنی ہوں گے ''دھمکائے جاتے ہو یا ڈرائے جاتے ہو'' دونوں طرح سے ترجمہ کو درست مانا جائے گا۔ (آیت:135) عَاقِبَةُ کی صفت محذوف ہے اور الدَّارِ پر لام تعریف ہے۔ اِنَّهٗ ضمیر الشان ہے۔

ترجمہ

وَيَوْمَ	يَحْشُرُهُمْ	جَمِيْعًا	يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ	قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ	مِّنَ الْاِنْسِ
اور جس دن	وہ اکٹھا کرے گا ان لوگوں کو	سب کے سب کو	(پھر کہے گا) اے جنوں کے گروہ	تم نے بہت جمع کیا ہے	انسانوں میں سے

وَقَالَ	اَوْلِيٰٓؤُهُمْ	مِّنَ الْاِنْسِ	رَبَّنَا	اسْتَمْتَعَ	بَعْضُنَا	بِبَعْضٍ
اور کہیں گے	ان کے ساتھی	انسانوں میں سے	اے ہمارے رب	فائدہ اٹھایا	ہمارے بعض نے	بعض سے

وَّ بَلَغْنَآ	اَجَلَنَا الَّذِيْٓ	اَجَّلْتَ	لَنَا	قَالَ	النَّارُ	مَثْوٰىكُمْ
اور ہم پہنچے	اپنی اس مدت کو جو	تو نے وقت مقرر کی	ہمارے لئے	وہ (یعنی اللہ) کہے گا	آگ	تمہارا ٹھکانہ ہے

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اِلَّا	مَا	شَآءَ	اللّٰهُ	اِنَّ
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	مگر	وہ جو	چاہے	اللہ	بیشک

رَبَّكَ	حَكِيْمٌ	عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾	وَكَذٰلِكَ	نُوَلِّيْ	بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ
آپ کا رب	حکمت والا ہے	جاننے والا ہے	اور اس طرح	ہم پھیر دیں گے (یعنی ساتھ ملا دیں گے)	ظالموں کے بعض کو

بَعْضًا	بِمَا	كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾	يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ	اَ	لَمْ يَاْتِكُمْ	رُسُلٌ
بعض کے ساتھ	بسبب اس کے جو	وہ کمائی کرتے تھے	اے انسانوں اور جنوں کے گروہ	کیا	نہیں پہنچے تمہارے پاس	کچھ رسول

مِّنْكُمْ	يَقُصُّوْنَ	عَلَيْكُمْ	اٰيٰتِيْ	وَيُنْذِرُوْنَكُمْ	لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا
تم میں سے	وہ بیان کرتے تھے	تم پر	میری آیتوں (یعنی ہدایات) کو	اور خبردار کرتے تھے تم کو	تمہارے اس دن کے ملاقات کرنے سے

قَالُوْا	شَهِدْنَا	عَلٰۤى اَنْفُسِنَا	وَغَرَّتْهُمُ	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	وَشَهِدُوْا (846)
وہ کہیں گے	ہم نے گواہی دی	اپنی جانوں کے خلاف	اور (یہ کہ) ان کو دھوکہ دیا	دنیاوی زندگی نے	اور وہ گواہی دیں گے

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ	اَنَّهُمْ	كَانُوْا	كٰفِرِيْنَ ۝١٣٠	ذٰلِكَ	اَنْ	لَّمْ يَكُنْ
اپنی جانوں کے خلاف	کہ وہ	تھے	کفر کرنے والے	یہ	کہ	تھا ہی نہیں

رَّبُّكَ	مُهْلِكَ الْقُرٰى	بِظُلْمٍ	وَّ	اَهْلُهَا	غٰفِلُوْنَ ۝١٣١	وَلِكُلٍّ
آپ کا رب	بستیوں کو ہلاک کرنے والا	ظلم سے	اس حال میں کہ	اس کے لوگ	غافل ہوں	اور ہر ایک کیلئے

دَرَجٰتٌ	مِّمَّا	عَمِلُوْا ؕ	وَمَا رَبُّكَ	بِغَافِلٍ	عَمَّا	يَعْمَلُوْنَ ۝١٣٢
درجے ہیں	اس میں سے جو	انہوں نے عمل کئے	اور آپ کا رب نہیں ہے	غافل	اس سے جو	یہ لوگ عمل کرتے ہیں

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ	ذُو الرَّحْمَةِ ؕ	اِنْ	يَّشَاْ	يُذْهِبْكُمْ	وَيَسْتَخْلِفْ	مِنْ بَعْدِكُمْ
اور آپ کا بے نیاز رب	رحمت والا ہے	اگر	وہ چاہے	تو لے جائے تم لوگوں کو	اور جانشین بنائے	تمہارے بعد

مَّا	يَشَآءُ	كَمَآ	اَنْشَاَكُمْ	مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝١٣٣ ؕ	اِنَّ	مَا تُوْعَدُوْنَ
جس کو	وہ چاہے	جیسے کہ	اس نے پیدا کیا تم کو	ایک دوسری قوم کی اولاد سے	بیشک	جس چیز سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ

لَاٰتٍ ۙ	وَّمَآ اَنْتُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ ۝١٣٤	قُلْ	يٰقَوْمِ	اعْمَلُوْا	عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
یقیناً آنے والی ہے	اور تم لوگ نہیں ہو	عاجز کرنے والے	آپؐ کہیے	اے میری قوم	تم لوگ عمل کرو	اپنی جگہ پر

اِنِّيْ	عَامِلٌ ۚ	فَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ ۙ	مَنْ	تَكُوْنُ	لَهٗ
بیشک میں (بھی)	ایک عمل کرنے والا ہوں	تو عنقریب	تم لوگ جان لوگے	(کہ) کون ہے،	ہوگا	جس کے لئے

عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ	اِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الظّٰلِمُوْنَ ۝١٣٥
گھر کا (اچھا) انجام	حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے	ظلم کرنے والے

نوٹ: 1

آیت نمبر 130 سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں اور جنوں، دونوں میں رسول آئے تھے۔ لیکن اس ضمن میں علماء کی رائے مختلف ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ رسول اور نبی صرف انسان ہی ہوئے ہیں۔ جنوں میں سے کوئی بلاواسطہ رسول نہیں ہوا۔ بلکہ ایسا ہوا ہے کہ انسانی رسول کا کلام اپنی قوم کو پہنچانے کے لئے جنوں میں سے کچھ لوگ ہوتے ہیں۔ جو درحقیقت رسولوں کے قاصد اور پیغامبر ہوتے تھے۔ مجازی طور پر ان کو بھی رسول کہہ دیا جاتا ہے ایک رائے یہ ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انسانوں میں انسانی رسول آتے تھے۔ اور جنوں میں انہیں میں سے رسول ہوتے تھے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ آپؐ کو سارے عالم کے انسانوں اور جنوں کا رسول بنا کر بھیجا گیا اور وہ بھی کسی ایک زمانے

کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جن وانس آپؐ کی امت ہیں۔ ایک اور رائے یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہے کہ انسانوں سے پہلے زمین پر جن آباد تھے اور وہ بھی انسانوں کی طرح احکام شرع کے مکلف ہیں تو از روئے عقل ضروری ہے کہ ان میں بھی رسول اور پیغمبر ہوں۔ (معارف القرآن)

846

آیت نمبر (136 تا 140)

ذ ر ء

(ف) ذَرءًا اللہ تعالیٰ کا اپنے ارادے کو ظاہر کرنا۔ (۱) پیدا کرنا۔ (زیر مطالعہ آیت۔ 136) (۲) بکھیرنا۔ پھیلانا۔ ﴿وَمَا ذَرَاَ لَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ﴾ (16/النحل:13) ''اور وہ جو اس نے بکھیرا تمہارے لیے زمین میں مختلف ہوتے ہوئے ان کے رنگ۔''

ترکیب

(آیت۔136) جَعَلُوۡا کا مفعول نَصِيۡبًا ہے۔ (آیت۔ 137) زَيَّنَ کا مفعول قَتۡلَ اَوۡلَادِهِمۡ اور اس کا فاعل شُرَكَآءُهُمۡ (آیت۔138) هٰذِهٖ مبتدا ہے۔ اَنۡعَامٌ اور حَرۡثٌ اس کی خبریں ہیں جبکہ حِجۡرٌ ان دونوں کی صفت ہے۔ اس کے آگے اَنۡعَامٌ دو مرتبہ آیا ہے اور دونوں جگہ یہ نکرہ مخصوصہ ہے۔ اِفۡتِرَآءً حال ہے اور عَلَيۡهِ کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ (آیت۔139) مَا موصولہ مبتدا ہے۔ فِىۡ بُطُوۡنِ هٰذِهِ الۡاَنۡعَامِ قائم مقام خبر ہے۔ اس کی خبر مَوۡجُوۡدٌ محذوف ہے جبکہ خَالِصَةٌ اور مُحَرَّمٌ صفت ہیں۔ ان آیات میں مشرکین کی مستقل عادت کا بیان ہے اس لیے اردو محاورہ کی ضرورت کے تحت افعال ماضی کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ

وَجَعَلُوۡا	لِلّٰهِ	مِمَّا	ذَرَاَ	مِنَ الۡحَـرۡثِ	وَالۡاَنۡعَامِ	نَصِيۡبًا
اور وہ لوگ بناتے ہیں	اللہ کے لیے	اس میں سے جو	اس نے پیدا کیا	کھیتی میں سے	اور مویشیوں میں سے	ایک حصہ

فَقَالُوۡا	هٰذَا	لِلّٰهِ	بِزَعۡمِهِمۡ	وَهٰذَا	لِشُرَكَآئِنَا‌ ۚ	فَمَا
پھر کہتے ہیں	یہ	اللہ کے لیے ہے	ان کے گمان میں	اور یہ	ہمارے شریکوں کے لیے ہے	پس جو

كَانَ	لِشُرَكَآئِهِمۡ	فَلَا يَصِلُ	اِلَى اللّٰهِ‌ ۚ	وَمَا	كَانَ	لِلّٰهِ
ہوتا ہے	ان کے شریکوں کے لیے	تو وہ نہیں پہنچتا	اللہ تک	اور جو	ہوتا ہے	اللہ کے لیے

فَهُوَ يَصِلُ	اِلٰى شُرَكَآئِهِمۡ‌ ؕ	سَآءَ	مَا	يَحۡكُمُوۡنَ ۝	وَكَذٰلِكَ	زَيَّنَ
تو وہ پہنچتا ہے	ان کے شریکوں تک	کتنا برا ہے	وہ جو	یہ لوگ فیصلہ کرتے ہیں	اور اس طرح	سجایا

لِكَثِيۡرٍ	مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ	قَتۡلَ اَوۡلَادِهِمۡ	شُرَكَآؤُهُمۡ	لِيُرۡدُوۡهُمۡ
بہتوں کے لیے	شرک کرنے والوں میں سے	اپنی اولاد کے قتل کرنے کو	ان کے شریکوں نے	تاکہ وہ تباہ و برباد کریں ان کو

وَلِيَلۡبِسُوۡا	عَلَيۡهِمۡ	دِيۡنَهُمۡ‌ ؕ	وَلَوۡ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَا فَعَلُوۡهُ
اور تاکہ وہ گڈمڈ کریں	ان پر	ان کے دین کو	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو وہ نہ کرتے اس کو

فَذَرْهُمْ	وَمَا	يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٧﴾	وَقَالُوْا	هٰذِهٖٓ	اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ
پس آپ چھوڑ دیں ان کو	اور اس کو جو	وہ گھڑتے ہیں	اور وہ لوگ کہتے ہیں	یہ	یہ ممنوع مویشی اور کھیتی ہیں

لَّا يَطْعَمُهَآ	اِلَّا	مَنْ	نَّشَآءُ	بِزَعْمِهِمْ	وَاَنْعَامٌ	حُرِّمَتْ
نہیں کھاتا اس کو	مگر	وہ جسے	ہم چاہیں	ان کے گمان میں	اور مویشی	حرام کیا گیا

ظُهُوْرُهَا	وَاَنْعَامٌ	لَّا يَذْكُرُوْنَ	اسْمَ اللّٰهِ	عَلَيْهَا	افْتِرَآءً	عَلَيْهِ ۭ
جن پر سوار ہونا	اور مویشی	وہ لوگ یاد نہیں کرتے	اللہ کا نام	جن پر	گھڑتے ہوئے	اس پر (یعنی اللہ پر)

سَيَجْزِيْهِمْ	بِمَا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٨﴾	وَقَالُوْا	مَا	فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ
وہ بدلہ دے گا ان کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ گھڑتے ہیں	اور وہ لوگ کہتے ہیں	وہ جو	ان مویشیوں کے پیٹوں میں ہے

خَالِصَةٌ	لِّذُكُوْرِنَا	وَمُحَرَّمٌ	عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا ۚ	وَاِنْ	يَّكُنْ	مَّيْتَةً
خاص ہے	ہمارے مردوں کے لیے	اور حرام کیا ہوا ہے	ہماری بیویوں پر	اور اگر	وہ ہو	مردہ

فَهُمْ	فِيْهِ	شُرَكَاۗءُ ۭ	سَيَجْزِيْهِمْ	وَصْفَهُمْ ۭ	اِنَّهٗ	حَكِيْمٌ
تو وہ (سب)	اس میں	شریک ہیں	وہ بدلہ دے گا ان کو	ان کی صفت بیان کرنے کا	یقیناً وہ	حکمت والا ہے

عَلِيْمٌ ﴿١٣٩﴾	قَدْ خَسِرَ	الَّذِيْنَ	قَتَلُوْٓا	اَوْلَادَهُمْ	سَفَهًۢا	بِغَيْرِ عِلْمٍ
جاننے والا ہے	خسارے میں پڑ چکے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	قتل کیا	اپنی اولاد کو	احمق ہوتے ہوئے	کسی علم کے بغیر

وَّحَرَّمُوْا	مَا	رَزَقَهُمُ	اللّٰهُ	افْتِرَآءً	عَلَي اللّٰهِ ۭ	قَدْ ضَلُّوْا
اور حرام کیا	اس کو جو	رزق دیا ان کو	اللہ نے	گھڑتے ہوئے	اللہ پر	وہ لوگ بھٹک چکے ہیں

وَمَا كَانُوْا	مُهْتَدِيْنَ ﴿١٤٠﴾ ع
اور وہ نہیں ہیں	ہدایت پانے والے

نوٹ: 1 مشرکین رواج کے مطابق اللہ کے نام پر کچھ نکال تو دیتے لیکن اگر اتفاق سے کسی بت کے نام کی بکری مرگئی یا چوری ہوگئی یا اس کے نام کا غلہ چوہے کھاگئے، تو اس کی تلافی لازماً خدا کے حصے میں سے کر دی جاتی اور اگر اسی قسم کی کوئی آفت خدا کے نام پر نکالے ہوئے حصے پر آجاتی تو یہ ممکن نہیں کہ اس کی تلافی معبودوں کے حصے کے مال سے کرنے کی جرأت کریں۔ (تدبر قرآن)

ان توہمات کی اصل جڑ کیا ہے، اس کو سمجھنے کے لیے یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ جو حصہ خدا کے نام پر نکالا جاتا ہے وہ فقیروں، مسکینوں وغیرہ پر خرچ کیا جاتا ہے اور جو حصہ شریکوں کے لیے نکالا جاتا ہے وہ یا تو براہ راست مذہبی طبقوں کے پیٹ میں جاتا ہے یا نذر و نیاز اور چڑھاوے کی صورت میں بالواسطہ مجاوروں تک پہنچ جاتا ہے۔ اس لیے مذہبی پیشواؤں نے مسلسل تلقین سے جاہلوں کے دل میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ خدا کے حصے میں کمی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن ''خدا کے پیاروں'' کے حصے میں کمی نہ ہونی چاہیے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (141 تا 144)

ز	ر	ع

(ف) زَرْعًا کھیتی کو اُگانا۔ ﴿ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ؕ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴾ (56/الواقعہ:63 تا 64) ''تو کیا تم لوگوں نے غور کیا اس پر جو تم لوگ بوتے ہو۔ کیا تم لوگ اُگاتے ہو اس کو یا ہم اُگانے والے ہیں۔''

زَارِعٌ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ اُگانے والا۔

زَرَّاعٌ (ج) زُرَّاعٌ۔ فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار اُگانے والا یعنی کسان۔ ﴿ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ ﴾ (48/الفتح:29) ''بھلی لگتی ہے کسانوں کو۔''

زَرْعٌ (ج) زُرُوْعٌ۔ اسم ذات ہے۔ اصلاً اُگی ہوئی چیز کو کہتے ہیں پھر عرف عام میں کھیتی کہہ دیتے ہیں۔ ﴿ وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۚ ﴾ (26/الشعراء:148) ''اور کھیتیوں میں اور کھجوروں میں جن کی کونپل ملائم ہے۔''

ح	ص	د

(ن۔ض) حَصَادًا (۱) کھیتی کاٹنا۔ (۱) کسی چیز کو تہس نہس کرنا۔ ﴿ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ ﴾ (12/یوسف:47) ''پھر جو تم لوگ کاٹو تو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں۔''

حَصِيْدٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے اسم المفعول کے معنی میں (۱) کاٹا ہوا (۲) تہس نہس کیا ہوا۔ ﴿ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِيْدِ ۙ ﴾ (50/قٓ:9) ''پھر ہم نے اگائے اس سے باغات اور کاٹا جانے والا اناج۔'' ﴿ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ ﴾ (11/ھود:100) ''یہ بستیوں کی خبروں میں سے ہے، ہم بیان کرتے ہیں ان کو آپؐ پر ان میں سے کچھ قائم ہیں اور کچھ تہس نہس کی ہوئی ہیں۔''

ض	ء	ن

(ف) ضَأْنًا دنبوں کو بکریوں سے الگ کرنا۔

ضَأْنٌ اسم جنس ہے۔ دنبہ، بھیڑ۔ زیر مطالعہ آیت۔143۔

م	ع	ز

(ف) مَعْزًا بکریوں کو بھیڑیوں سے الگ کرنا۔

مَعْزٌ اسم جنس ہے۔ بکری۔ زیر مطالعہ آیت۔143۔

ش	م	ل

(ن) شَمْلًا بائیں جانب لینا۔

(س) شَمَلًا کسی چیز کو کسی چیز میں لپیٹنا۔

شِمَالٌ (ج) شَمَائِلُ۔ بایاں جانب ﴿ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ ﴾ (18/الکھف:18) ''اور پلٹتے ہیں ان کو دائیں جانب والی (کروٹ) اور بائیں جانب والی۔'' ﴿ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ ﴾ (7/الاعراف:17) ''اور ان کے دائیں جانب سے اور ان کے بائیں جانب سے۔''

(افتعال) اِشْتِمَالًا کسی چیز پر پورا لپٹنا۔ زیر مطالعہ آیت۔143۔

ع	ب	ل

(س) اَبَلًا اونٹوں کا اچھی طرح انتظام کرنا۔

اِبِلٌ اسم جنس ہے۔ اونٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔144۔

اَبَابِیۡلُ اونٹوں کا قطار در قطار چلنا۔ اس کا استعمال عام ہے۔ کسی کا بھی قطار در قطار چلنا یا جھنڈ در جھنڈ اڑنا۔ 846
﴿ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۙ﴾ (105/ الفیل: 3) ''اور اس نے بھیجا ان پر جھنڈ در جھنڈ پرندوں کو۔''

ترکیب

(آیت۔141) اَنۡشَاَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے جَنّٰتٍ مَّعۡرُوۡشٰتٍ حال نصب میں ہے جبکہ غَیۡرَ مَعۡرُوۡشٰتٍ میں غَیۡرَ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مَعۡرُوۡشٰتٍ حالت جر میں ہے اور یہ مرکب اضافی بھی اَنۡشَاَ کا مفعول ہے اس لیے غَیۡرَ پر نصب آئی ہے۔ اس کے آگے اَلنَّخۡلَ۔ اَلزَّرۡعَ۔ اَلزَّیۡتُوۡنَ اور اَلرُّمَّانَ یہ سب بھی اَنۡشَاءَ کے مفعول ہیں۔ حَقَّہٗ کی ضمیر ھُوَ الَّذِیۡ یعنی اللہ کے لیے ہے (آیت۔142) مِنَ الۡاَنۡعَامِ سے پہلے اَنۡشَاءَ محذوف ہے۔ اسی طرح ثَمٰنِیَۃَ اَزۡوَاجٍ میں ثَمٰنِیَۃَ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے بھی اَنۡشَاءَ محذوف ہے۔ اٰلذَّکَرَیۡنِ حَرَّمَ کا مفعول مقدم ہے جب کہ اَلۡاُنۡثَیَیۡنِ اور اَمَّا (جو دراصل اَمۡ مَا ہے)۔ بھی حَرَّمَ کے مفعول ہیں۔ کُنۡتُمۡ کا اسم اس میں شامل اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور شُھَدَاءَ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَھُوَ	الَّذِیۡۤ	اَنۡشَاَ	جَنّٰتٍ مَّعۡرُوۡشٰتٍ	وَّ غَیۡرَ مَعۡرُوۡشٰتٍ	وَّ النَّخۡلَ	وَالزَّرۡعَ	مُخۡتَلِفًا
اور وہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیے	چھپر پر ڈالے ہوئے باغات کو	اور چھپر پر نہ ڈالے ہوؤں کو	اور کھجور کو	اور کھیتی کو	مختلف ہوتے ہوئے

اُکُلُہٗ	وَالزَّیۡتُوۡنَ	وَالرُّمَّانَ	مُتَشَابِہًا	وَّ غَیۡرَ مُتَشَابِہٍ ؕ	کُلُوۡا	مِنۡ ثَمَرِہٖۤ
اس کا پھل	اور زیتون کو	اور انار کو	باہم مشابہ ہونے والے	اور باہم مشابہ نہ ہونے والے	تم لوگ کھاؤ	اس کے پھل میں سے

اِذَاۤ	اَثۡمَرَ	وَاٰتُوۡا	حَقَّہٗ	یَوۡمَ حَصَادِہٖ ۫ۖ	وَلَا تُسۡرِفُوۡا ؕ
جب بھی	وہ پھل دے	اور تم لوگ دو	اس کا حق	اس کی فصل کاٹنے کے دن	اور ضرورت سے زیادہ مت خرچ کرو

اِنَّہٗ	لَا یُحِبُّ	الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۱۴۱﴾ۙ	وَمِنَ الۡاَنۡعَامِ	حَمُوۡلَۃً
بیشک وہ	پسند نہیں کرتا	ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے والوں کو	اور (اس نے پیدا کیے) مویشیوں میں سے	کوئی بکثرت بوجھ اٹھانے والا

وَّ فَرۡشًا ؕ	کُلُوۡا	مِمَّا	رَزَقَکُمُ	اللّٰہُ	وَلَا تَتَّبِعُوۡا	خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ
اور کوئی بچھا ہوا	تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	رزق دیا تم کو	اللہ نے	اور تم لوگ پیروی مت کرو	شیطان کے نقوش قدم کی

اِنَّہٗ	لَکُمۡ	عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۴۲﴾ۙ	ثَمٰنِیَۃَ اَزۡوَاجٍ ۚ	مِنَ الضَّاۡنِ	اثۡنَیۡنِ
بیشک وہ	تمہارے لئے	ایک کھلا دشمن ہے	(اس نے پیدا کئے) آٹھ جوڑے	بھیڑ میں سے	دو

وَمِنَ الۡمَعۡزِ	اثۡنَیۡنِ ؕ	قُلۡ	ءٰٓالذَّکَرَیۡنِ	حَرَّمَ	اَمِ	الۡاُنۡثَیَیۡنِ
اور بکری میں سے	دو	آپ کہیے (یعنی پوچھیے)	کیا دو مذکر کو	اس نے حرام کیا	یا	دو مونث کو

اَمَّا	اشۡتَمَلَتۡ	عَلَیۡہِ	اَرۡحَامُ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ؕ	نَبِّـُٔوۡنِیۡ	بِعِلۡمٍ	اِنۡ
یا اس کو	لپٹیں	جس پر	دو مونث کو بچہ دانیاں	تم لوگ بتاؤ مجھ کو	کسی علم یعنی (سند) سے	اگر

846

كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	وَمِنَ الْاِبِلِ	اثْنَيْنِ	وَمِنَ الْبَقَرِ	اثْنَيْنِ	قُلْ
تم لوگ	سچ کہنے والے ہو	اور اونٹ میں سے	دو	اور گائے میں سے	دو	آپ پوچھیے

ءٰٓالذَّكَرَيْنِ	حَرَّمَ	اَمِ	الْاُنْثَيَيْنِ	اَمَّا	اشْتَمَلَتْ	عَلَيْهِ
کیا دو مذکر کو	اس نے حرام کیا	یا	دو مونث کو	یا اس کو	لپٹیں	جس پر

اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ	اَمْ	كُنْتُمْ	شُهَدَآءَ	اِذْ	وَصّٰكُمُ	اللّٰهُ
دو مونث کی بچہ دانیاں	یا	تم لوگ	موجود تھے	جب	تاکید کی تم کو	اللہ نے

بِهٰذَا	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا
اس کی	پس کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر	ایک جھوٹ

لِيُضِلَّ	النَّاسَ	بِغَيْرِ عِلْمٍ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ
تا کہ وہ گمراہ کرے	لوگوں کو	کسی علم کے بغیر	بیشک	اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظلم کرنے والے گروہ کو

نوٹ: 1

اسراف کا مطلب ہے کسی بھی کام میں حد سے تجاوز کرنا۔ لیکن دین اسلام کی ایک اصطلاح بھی ہے جس کا مطلب ہے کسی جائز ضرورت پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ مثلاً کپڑا پہننا جائز ضرورت ہے۔ کسی کے پاس اگر وہ چار جوڑے کپڑے ہوں تو یہ ضرورت ہو جاتی ہے۔ لیکن کسی کی الماری میں اگر اتنے جوڑے لٹکے ہوں کہ صبح کو یہ فیصلہ کرنا ممکن ہو جائے کہ آج کون سا جوڑا پہنا جائے تو یہ اسراف ہے۔

اسراف سے اللہ نے منع کیا ہے۔ اس میں یہ حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ جو شخص اپنی ضروریات سے زیادہ خرچ کرتا ہے، اس سے رشتہ داروں اور غریبوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوتی ہے۔ اس طرح کوئی شخص اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے خود خالی ہو کر بیٹھ جائے تو وہ اپنے اہل وعیال کے اور خود اپنے نفس کے حقوق ادا نہیں کر سکتا۔ اس لئے اسراف اسی بھی شکل میں ہو، وہ اللہ کو پسند نہیں ہے۔

865

آیت نمبر (145 تا 150)

ظ ف ر

(ض) ظَفَرًا چہرے پر ناخن مارنا۔

ظُفُرٌ اسم ذات ہے۔ ناخن۔ زیر مطالعہ آیت۔ 146۔

(س) ظَفَرًا مقصد میں کامیاب ہونا۔

(افعال) اِظْفَارًا کامیاب کرنا۔ غالب کرنا۔ ﴿مِنۢ بَعۡدِ اَنۡ اَظۡفَرَکُمۡ عَلَیۡہِمۡ ؕ﴾ (48/الفتح:24) ''اس کے بعد کہ اس نے غالب کیا تم کو ان پر۔''

ش ح م

(ف) شَحۡمًا چربی کھلانا۔

شَحۡمٌ اسم جنس بھی ہے۔ واحد شَحۡمَۃٌ، جمع شُحُوۡمٌ، چربی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 146۔

ح و ی

(ض) حَوَایَۃً جمع کرنا۔ قبضہ کرنا۔

حَوِیٌّ مؤنث حَوِیَّۃٌ ج حَوَایَا۔ چھوٹا حوض۔ انتڑی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 146۔

حَوًی سبزی مائل سیاہ ہونا۔

اَحۡوٰی افعل الوان وعیوب ہے۔ سبزی مائل سیاہ ﴿فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحۡوٰی ؕ﴾ (87/الاعلیٰ:5) ''پھر اس نے کر دیا اس کو سیاہ کوڑا۔''

ہ ل م

ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔

ہَلُمَّ اسم فعل ہے۔ (۱) حاضر کرو۔ لے آو۔ زیر مطالعہ آیت۔ 150 (۲) چلے آو۔ ﴿وَ الۡقَآئِلِیۡنَ لِاِخۡوَانِہِمۡ ہَلُمَّ اِلَیۡنَا ۚ﴾ (33/الاحزاب:18) ''اور کہنے والے اپنے بھائیوں سے چلے آو ہماری طرف۔''

ترکیب

(آیت۔ 145) مَیۡتَۃً۔ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا۔ لَحۡمَ خِنۡزِیۡرٍ اور فِسۡقًا، یہ سب یَکُوۡنُ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ فِسۡقًا نکرہ مخصوصہ بھی ہے اور اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ اس کی خصوصیت ہے۔ غَیۡرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ حال ہیں اس لیے غَیۡرَ پر نصب آئی ہے۔ (آیت۔ 146) حَمَلَتۡ کا مفعول مَا ہے۔ جبکہ ظُہُوۡرُ ہُمَا اور اَلۡحَوَایَا اس کے فاعل ہیں۔ (آیت۔ 148) تُخۡرِجُوۡا فعل امر نہیں ہے۔ اگر فعل امر ہوتا تو اَخۡرِجُوۡا آتا ہے۔ یہ مضارع تُخۡرِجُوۡنَ تھا جو فاسببیہ کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔ اَلۡحُجَّۃُ الۡبَالِغَۃُ مبتدا موخر ہے اور لِلّٰہِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ یَعۡدِلُوۡنَ کا مفعول غَیۡرَ اللّٰہِ محذوف ہے۔

ترجمہ

قُلۡ	لَّاۤ اَجِدُ	فِیۡ مَاۤ	اُوۡحِیَ	اِلَیَّ	مُحَرَّمًا	عَلٰی طَاعِمٍ
آپ کہہ دیجئے	میں نہیں پاتا	اس میں جو	وحی کیا گیا	میری طرف	حرام کیا ہوا	کسی کھانے والے پر

يَّطْعَمُهٗٓ	اِلَّآ اَنْ	يَّكُوْنَ	مَيْتَةً	اَوْ	دَمًا مَّسْفُوْحًا	اَوْ
وہ کھاتا ہے جس کو	سوائے اس کے کہ	وہ ہو	کوئی مردہ	یا	بہایا ہوا خون	یا

لَحْمَ خِنْزِيْرٍ	فَاِنَّهٗ	رِجْسٌ	اَوْ	فِسْقًا	اُهِلَّ	لِغَيْرِ اللّٰهِ	بِهٖ ۚ	فَمَنِ	اضْطُرَّ
سور کا گوشت	پس بیشک یہ	نجاست ہے	یا	ایسی نافرمانی	(کہ) پکارا گیا	غیر اللہ کے لیے	جس پر	پھر جو	مجبور کیا گیا

غَيْرَ بَاغٍ	وَّلَا عَادٍ	فَاِنَّ	رَبَّكَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿١٤٥﴾
بغیر باغی ہوتے ہوئے	اور نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہوتے ہوئے	تو بیشک	آپ کا رب	بے انتہا بخشنے والا	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

وَعَلَى الَّذِيْنَ	هَادُوْا	حَرَّمْنَا	كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ	وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ	حَرَّمْنَا	عَلَيْهِمْ
اور ان لوگوں پر جو	یہودی ہوئے	ہم نے حرام کیا	سب ناخن والے (جانوروں کو)	اور گائے اور بکری میں سے	ہم نے حرام کیا	ان پر

شُحُوْمَهُمَآ	اِلَّا مَا	حَمَلَتْ	ظُهُوْرُهُمَآ	اَوِ	الْحَوَايَآ	اَوْ	مَا	اخْتَلَطَ	بِعَظْمٍ ۭ
دونوں کی چربی کو	سوائے اس کے جس کو	اٹھایا	دونوں کی پیٹھوں نے	یا	انتڑیوں نے	یا	وہ جو	رل مل گئی	کسی ہڈی سے

ذٰلِكَ	جَزَيْنٰهُمْ	بِبَغْيِهِمْ	وَاِنَّا	لَصٰدِقُوْنَ ﴿١٤٦﴾	فَاِنْ	كَذَّبُوْكَ	فَقُلْ
یہ	ہم نے بدلہ دیا	ان کی سرکشی کا	بیشک ہم	یقیناً سچ کہنے والے ہیں	پھر اگر	وہ جھٹلائیں آپ کو	تو آپ کہہ دیں

رَّبُّكُمْ	ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ	وَ	لَا يُرَدُّ	بَاْسُهٗ	عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾	سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
تم لوگوں کا رب	وسیع رحمت والا ہے	اور (یعنی مگر)	نہیں لوٹائی جائے گی	اس کی سختی	جرم کرنے والے گروہ سے	وہ لوگ کہیں گے جنہوں نے

اَشْرَكُوْا	لَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَآ اَشْرَكْنَا	وَلَآ اٰبَآؤُنَا	وَلَا حَرَّمْنَا
شریک بنائے	اگر	چاہتا	اللہ	تو نہ ہم شریک بناتے	اور نہ ہی ہمارے آباواجداد	اور ہم حرام نہ کرتے

مِنْ شَيْءٍ ۭ	كَذٰلِكَ	كَذَّبَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	حَتّٰى	ذَاقُوْا	بَاْسَنَا ۭ
کسی بھی چیز کو	اس طرح	جھٹلایا	انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے	یہاں تک کہ	انہوں نے چکھا	ہماری سختی کو

قُلْ	هَلْ	عِنْدَكُمْ	مِّنْ عِلْمٍ	فَتُخْرِجُوْهُ	لَنَا ۭ	اِنْ تَتَّبِعُوْنَ
آپ پوچھیے	کیا	تم لوگوں کے پاس	کوئی بھی علم (سند) ہے	کہ تم لوگ نکال سکو اس کو	ہمارے لیے	تم لوگ پیروی نہیں کرتے

اِلَّا	الظَّنَّ	وَاِنْ اَنْتُمْ	اِلَّا	تَخْرُصُوْنَ ﴿١٤٨﴾	قُلْ	فَلِلّٰهِ
مگر	گمان کی	اور تم لوگ نہیں ہو	سوائے اس کے کہ	اٹکل لگاتے ہو	آپ کہیے	پس اللہ کے لیے ہی ہے

الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ	فَلَوْ	شَآءَ	لَهَدٰىكُمْ	اَجْمَعِيْنَ ﴿١٤٩﴾	قُلْ	هَلُمَّ	شُهَدَآءَكُمُ
پہنچنے والی حجت	پھر اگر	وہ چاہتا	تو ضرور ہدایت دیتا تم لوگوں کو	سب کے سب کو	آپ کہیے	لے آؤ	اپنے گواہوں کو

الَّذِيْنَ	يَشْهَدُوْنَ	اَنَّ	اللّٰهَ	حَرَّمَ	هٰذَا ۚ	فَاِنْ	شَهِدُوْا	فَلَا تَشْهَدْ
جو لوگ	گواہی دیتے ہیں	کہ	اللہ نے	حرام کیا	اس کو	پھر اگر	وہ گواہی دیں	تو آپ گواہی مت دیں

مَعَهُمْ ۚ	وَلَا تَتَّبِعْ	اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَالَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ
ان کے ساتھ	اور آپ پیروی مت کریں	ان کی خواہشات کی جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور ان لوگوں کی جو	ایمان نہیں لاتے

بِالْاٰخِرَةِ	وَهُمْ	بِرَبِّهِمْ	يَعْدِلُوْنَ
آخرت پر	اور وہ لوگ	اپنے رب کے	برابر کرتے ہیں (غیر اللہ کو)

نوٹ: 1

آیت نمبر۔148 میں اسی پرانے عذر کی نشاندہی کی گئی ہے جو ہمیشہ سے مجرم اور غلط کار لوگ پیش کرتے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے حق میں اللہ کی مشیت یہی ہے کہ ہم شرک کریں اور جن چیزوں کو ہم نے حرام ٹھہرا رکھا ہے۔ انہیں حرام ٹھہرائیں۔ ورنہ اگر اللہ نہ چاہتا کہ ہم ایسی اکریں تو کیوں کر ممکن تھا کہ یہ افعال ہم سے صادر ہوتے۔ چونکہ ہم اللہ کی مشیت کے مطابق یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم ایسی اہی کرنے پر مجبور ہیں۔

اس عذر کے جواب میں پہلی بات یہ فرمائی کہ اپنی گمراہی کے لیے مشیت الٰہی کو معذرت کے طور پر پیش کرنا اور اسے بہانہ بنا کر صحیح رہنمائی قبول کرنے سے انکار کرنا مجرموں کا قدیم شیوہ رہا ہے۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ تباہ ہوئے اور حق کے خلاف چلنے کا برا نتیجہ انہوں نے دیکھ لیا۔

پھر فرمایا کہ یہ عذر جو تم پیش کر رہے ہو یہ دراصل کسی حقیقی علم پر مبنی نہیں ہے بلکہ محض گمان اور تخمینہ ہے۔ تم نے محض مشیت کا لفظ کہیں سے سن لیا اور اس پر قیاسات کی ایک عمارت کھڑی کر لی۔ تم نے یہ سمجھا ہی نہیں کہ انسان کے حق میں فی الواقع اللہ کی مشیت کیا ہے۔ تم مشیت کے معنی یہ سمجھ رہے ہو کہ چور اگر مشیت الٰہی کے تحت چوری کر رہا ہے۔ تو وہ مجرم نہیں ہے۔ حالانکہ دراصل انسان کے حق میں اللہ کی مشیت یہ ہے کہ وہ شکر اور کفر، ہدایت اور گمراہی، اطاعت اور نافرمانی میں سے جو راہ بھی اپنے لیے منتخب کرے گا، اللہ تعالیٰ وہی راہ اس کے لیے کھول دے گا، پھر غلط یا صحیح، جو کام بھی انسان کرنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اپنی عالمگیر مصلحتوں کا لحاظ کرتے ہوئے جس حد تک مناسب سمجھے گا، اسے اس کام کی اجازت اور توفیق بخش دے گا۔ لہٰذا اگر تم نے اور تمہارے باپ دادا نے مشیت الٰہی کے تحت شرک کرنے اور حلال کو حرام کرنے کا جرم کیا تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ تم اپنے اعمال کے ذمہ دار اور جواب دہ نہیں ہو۔ اپنے غلط انتخاب راہ کے ذمہ دار تو تم خود ہی ہو۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (151 تا 154)

م ل ق

(ف)　مَلْقًا　نرم کرنا۔ مٹانا۔

(افعال)　اِمْلَاقًا　مفلس ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔151۔

ك ی ل

(ض)　كَيْلًا　غلہ وغیرہ کسی پیمانہ سے ناپ کر دینا۔ پھر دونوں طرح آتا۔ (۱) ناپنا۔ (۲) ناپ کر دینا۔ ﴿ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴾ (83/ المطففین:3) ''اور جب بھی وہ لوگ ناپ کر دیتے ہیں ان کو یا تول کر دیتے ہیں ان کو تو گھٹا دیتے ہیں۔''

مِكْيَالٌ　مِفْعَالٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ ناپنے کا آلہ۔ پیمانہ۔ ﴿ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ ﴾ (11/ ھود:84) ''اور کمی مت کرو پیمانے میں اور ترازو میں۔''

و ز ن

(ض)　وَزْنًا　(۱) تولنا۔ (۲) تول کر دینا۔ اوپر آیت نمبر۔83/ المطففین:3 دیکھیں۔

زِنْ　فعل امر ہے۔ تو تول۔ ﴿ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴾ (26/ الشعراء:182) ''اور تم لوگ تولو سیدھی ترازو سے۔''

مَوْزُوْنٌ　اسم المفعول ہے۔ وزن کیا ہوا۔ ﴿ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴾ (15/ الحجر:19) ''اور ہم نے اگایا اس میں ہر ایک وزن کی ہوئی چیز میں سے یعنی ایک اندازے سے۔''

مِیزَانٌ ج مَوَازِیْنُ۔ اسم الآلہ ہے۔ وزن کرنے کا آلہ۔ ترازو۔ ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (7/الاعراف:8) ”پس وہ بھاری ہوئے جن کے ترازو تو وہ لوگ ہی مراد پانے والے ہیں۔“

ترکیب

(آیت۔151) تَعَالَوْا فعل امر ہے، اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مضارع اَتْلُوْ مجزوم ہوا ہے اور اس کی واو گری تو اَتْلُ آیا ہے۔ اس کا مفعول مَا ہے۔ عَلَیْکُمْ کا تعلق اَتْلُ سے نہیں بلکہ حَرَّمَ سے ہے۔ بِالْوَالِدَیْنِ کے بعد فعل امر اَحْسِنُوْا محذوف ہے اور اِحْسَانًا اس کا مفعول مطلق ہے۔ اِمْلَاقٍ سے پہلے اس کا مضاف خَشْیَةِ محذوف ہے۔ (آیت۔152) بِالَّتِیْ میں اَلَّتِیْ کا مرجع محذوف ہے یعنی یہ اِلَّا بِطَرِیْقَةِ الَّتِیْ ہے۔ هِیَ مبتدا ہے۔ اس کی خبر حُسْنٰی کے بجائے اَحْسَنُ آئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حُسْنٰی صرف مؤنث کے لیے آتا ہے، مذکر کے لیے نہیں آسکتا۔ جبکہ اَحْسَنُ مذکر کے لیے آتا ہے۔ لیکن مؤنث کے لیے بھی آسکتا ہے۔ قُلْتُمْ کا مفعول قَوْلًا محذوف ہے۔ (آیت۔153) تَفَرَّقَ اصل میں اَلسُّبُلَ کی وجہ سے واحد مؤنث کا صیغہ تَتَفَرَّقُ ہے۔ قاعدے کے مطابق ایک تا گری ہوئی ہے اور فاسببیہ کی وجہ سے مضارع منصوب ہوا ہے۔ اس میں ضمیر فاعلی هِیَ، اَلسُّبُلَ کے لیے ہے۔

ترجمہ

قُلْ	تَعَالَوْا	اَتْلُ	مَا	حَرَّمَ	رَبُّكُمْ	عَلَيْكُمْ	اَلَّا تُشْرِكُوْا
آپ کہیے	تم لوگ آؤ	میں پڑھتا ہوں	اس کو جو	حرام کیا	تمہارے رب نے	تم لوگوں پر	کہ شریک مت بناؤ

بِهٖ	شَيْـًٔا	وَّبِالْوَالِدَيْنِ	اِحْسَانًا ۚ	وَلَا تَقْتُلُوْٓا	اَوْلَادَكُمْ
اس کے ساتھ	کسی چیز کو	اور والدین کے ساتھ	(حسن سلوک کرو) جیسا کہ حسن سلوک کا حق ہے	اور قتل مت کرو	اپنی اولاد کو

مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ	نَحْنُ	نَرْزُقُكُمْ	وَاِيَّاهُمْ ۚ	وَلَا تَقْرَبُوا	الْفَوَاحِشَ	مَا	ظَهَرَ	مِنْهَا
مفلس ہونے (کے خوف) سے	ہم	رزق دیتے ہیں تم کو	اور ان کو بھی	اور قریب مت جاؤ	بے حیائیوں کے	جو	ظاہر ہو	اس سے

وَمَا	بَطَنَ ۚ	وَلَا تَقْتُلُوا	النَّفْسَ الَّتِيْ	حَرَّمَ	اللّٰهُ	اِلَّا	بِالْحَقِّ ۭ	ذٰلِكُمْ
اور جو	پوشیدہ ہو	اور قتل مت کرو	اس جان کو جس کو	(قتل کرنا) حرام کیا	اللہ نے	مگر	حق کے ساتھ	یہ ہے

وَصّٰىكُمْ	بِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥١﴾	وَلَا تَقْرَبُوْا	مَالَ الْيَتِيْمِ	اِلَّا	بِالَّتِيْ
اس نے تاکید کی تم کو	جس کی	شائد تم لوگ	عقل استعمال کرو	اور قریب مت جاؤ	یتیم کے مال کے	مگر	اس (طریقہ) سے کہ

هِيَ	اَحْسَنُ	حَتّٰى	يَبْلُغَ	اَشُدَّهٗ ۚ	وَاَوْفُوا	الْكَيْلَ	وَالْمِيْزَانَ	بِالْقِسْطِ ۚ
وہ	بہترین ہو	یہاں تک کہ	وہ پہنچے	اپنی پختگی کو	اور پورا کرو	پیمانے کو	اور ترازو کو	انصاف سے

لَا نُكَلِّفُ	نَفْسًا	اِلَّا	وُسْعَهَا ۚ	وَاِذَا	قُلْتُمْ	فَاعْدِلُوْا	وَلَوْ
ہم پابند نہیں کرتے	کسی جان کو	مگر	اس کی وسعت کو	اور جب بھی	تم لوگ کہو (کوئی بات)	تو عدل کرو	اور اگرچہ

كَانَ	ذَا قُرْبٰى ۚ	وَبِعَهْدِ اللّٰهِ	اَوْفُوْا ۭ	ذٰلِكُمْ	وَصّٰىكُمْ	بِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٥٢﴾ ۙ
وہ ہو	قرابت والا	اور اللہ کے عہد کو	تم لوگ پورا کرو	یہ ہے	اس نے تاکید کی تم کو	جس کی	شائد تم لوگ	نصیحت حاصل کرو

وَاَنَّ	هٰذَا	صِرَاطِيْ	مُسْتَقِيْمًا	فَاتَّبِعُوْهُ ۚ	وَلَا تَتَّبِعُوا	السُّبُلَ
اور یہ کہ	یہ	میرا راستہ ہے	سیدھا	پس تم لوگ پیروی کرو اس کی	اور پیروی مت کرو	(دوسرے) راستوں کی

فَتَفَرَّقَ	بِكُمْ	عَنْ سَبِيْلِهٖ	ذٰلِكُمْ	وَصّٰىكُمْ	بِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تَتَّقُوْنَ ١٥٣
ورنہ وہ جدا ہوجائیں گے	تمہارے ساتھ	اس کے راستے سے	یہ ہے	اس نے تاکید کی تم کو	جس کی	شائد تم لوگ	پرہیز گار بنو

ثُمَّ	اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ	تَمَامًا	عَلَى الَّذِيْٓ	اَحْسَنَ	وَتَفْصِيْلًا
پھر	ہم نے دی	موسیٰؑ کو	کتاب	مکمل ہوتے ہوئے	اس پر (یعنی اس کے لیے) جس نے	بھلائی کی	اور تفصیل ہوتے ہوئے

لِّكُلِّ شَيْءٍ	وَّهُدًى	وَّرَحْمَةً	لَّعَلَّهُمْ	بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ	يُؤْمِنُوْنَ ١٥٤
ہر چیز کے لیے	اور ہدایت ہوتے ہوئے	اور رحمت ہوتے ہوئے	شائد وہ لوگ	اپنے رب کی ملاقات پر	ایمان لائیں

نوٹ:1

غور کیا جائے تو اولاد کی تعلیم و تربیت پر توجہ نہ دینا بھی ایک طرح سے قتل اولاد کی ہی ایک شکل ہے۔ کیونکہ ایسی اولاد اللہ کی اطاعت، رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور آخرت کی فکر سے بے پرواہ ہوجاتی ہے۔ قرآن مجید نے ایسے شخص کو مردہ قرار دیا ہے (6/الانعام:122)۔ جو لوگ اپنی اولاد کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں یا ایسی غلط تعلیم دلاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اسلامی اخلاق تباہ ہوں، وہ بھی ایک حیثیت سے قتل اولاد کے مجرم ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ:2

کسی انسانی جان کو ہلاک کرنا، اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے سوائے اس کے کہ کسی کو حق کے ساتھ قتل کیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ ''حق کے ساتھ'' کا کیا مفہوم ہے، تو اس کی تین صورتیں قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں اور اس پر زائد دو صورتیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔

قرآن کی بیان کردہ صورتیں یہ ہیں۔ (۱) انسان کسی کے قتلِ عمد کا مجرم ہو اور اس پر قصاص کا حق قائم ہوگیا ہو۔ (۲) دینِ حق کے قیام کی راہ میں مزاحم ہو اور اس سے جنگ کیے بغیر چارہ نہ ہو۔ (۳) دارالسلام کی حدود میں بدامنی پھیلائے یا اسلامی نظامِ حکومت کو الٹنے کی سعی کرے۔

باقی دو صورتیں جو حدیث میں ارشاد ہوئی ہیں۔ (۱) شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے۔ (۲) ارتداد اور خروج از جماعت کا مرتکب ہو۔ ان پانچ صورتوں کے سوا کسی صورت میں انسان کا قتل انسان کے لیے حلال نہیں ہے، خواہ وہ مومن ہو یا ذمی ہو یا عام کافر ہو۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (155 تا 160)

ترکیب

(آیت۔155) وَهٰذَا مبتدا ہے اور كِتٰبٌ اس کی خبر ہے۔ اَنْزَلْنٰهُ اس کی صفت اول اور مُبٰرَكٌ صفت ثانی ہے۔ (آیت۔156) اِنْ كُنَّا کا اِنْ مخففہ ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر۔2/البقرہ:143۔نوٹ،1)۔ دِرَاسَتِهِمْ کی ضمیر اگر اَلْكِتٰبُ کے لیے ہوتی تو واحدہٗ آتی اور اگر طَاۗئِفَتَيْنِ کے لیے ہوتی تو تثنیہ هُمَا آتی۔ جمع کی ضمیر هِمْ بتا رہی ہے کہ یہ طَاۗئِفَتَيْنِ کے لوگوں کے لیے ہے۔ (آیت۔157) بَيِّنَةٌ۔ هُدًى اور رَحْمَةٌ یہ تینوں جَاۗءَ کے فاعل ہیں۔ سَنَجْزِي کا مفعول اول الَّذِيْنَ ہے اور سُوْۗءَ الْعَذَابِ مفعول ثانی ہے۔ یہ مرکب اضافی ہے لیکن اُردو محاورہ کی وجہ سے اس کا ترجمہ مرکب توصیفی سے ہوگا۔ (آیت۔158) نَفْسًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ لَمْ تَكُنْ سے خَيْرًا تک اس کی خصوصیت ہے۔ اٰمَنَتْ اور كَسَبَتْ کی ضمیر فاعلی هِيَ ہے جو نَفْسًا کے لیے ہے۔ كَانُوْا کی خبر ہونے کی وجہ سے شِيَعًا حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

وَهٰذَا	كِتٰبٌ	اَنْزَلْنٰهُ	مُبٰرَكٌ	فَاتَّبِعُوْهُ	وَاتَّقُوْا	لَعَلَّكُمْ
اور یہ	ایک کتاب ہے	ہم نے اتارا اس کو	برکت دی ہوئی	پس تم لوگ پیروی کرو اس کی	اور تقویٰ اختیار کرو	شائد تم پر

تُرْحَمُوْنَ ۝١٥٥	اَنْ	تَقُوْلُوْٓا	اِنَّمَآ	اُنْزِلَ	الْكِتٰبُ	عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ	مِنْ قَبْلِنَا
رحم کیا جائے	کہ (کہیں)	تم لوگ کہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اتاری گئی	کتاب	دو گروہوں پر	ہم سے پہلے

وَاِنْ	كُنَّا	عَنْ دِرَاسَتِهِمْ	لَغٰفِلِيْنَ ۝١٥٦	اَوْ تَقُوْلُوْا	لَوْ	اَنَّآ	اُنْزِلَ	عَلَيْنَا
اور بیشک	ہم تھے	ان لوگوں کے سبق پڑھنے سے	بالکل بے خبر	یا تم لوگ کہو	اگر	ہم لوگ ہوتے کہ	اتاری جاتی	ہم پر

الْكِتٰبُ	لَكُنَّآ	اَهْدٰى	مِنْهُمْ	فَقَدْ جَآءَكُمْ	بَيِّنَةٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ
کتاب	تو ہم ضرور ہوتے	زیادہ ہدایت پر	ان لوگوں سے	تو آچکی ہے تمہارے پاس	ایک واضح (دلیل)	تمہارے رب (کی طرف) سے

وَهُدًى	وَّرَحْمَةٌ	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنْ	كَذَّبَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	وَصَدَفَ	عَنْهَا
اور ہدایت	اور رحمت	تو کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	جھٹلایا	اللہ کی نشانیوں کو	اور کنی کترائی	اس سے

سَنَجْزِي	الَّذِيْنَ	يَصْدِفُوْنَ	عَنْ اٰيٰتِنَا	سُوْٓءَ الْعَذَابِ	بِمَا	كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝١٥٧
ہم بدلہ میں دیں گے	ان لوگوں کو جو	کنی کتراتے ہیں	ہماری نشانیوں سے	برا عذاب	بسبب اس کے جو	وہ کنی کتراتے تھے

هَلْ	يَنْظُرُوْنَ	اِلَّآ اَنْ	تَاْتِيَهُمُ	الْمَلٰٓئِكَةُ	اَوْ يَاْتِيَ	رَبُّكَ	اَوْ يَاْتِيَ
کیا	انتظار کرتے ہیں یہ لوگ	سوائے اس کے کہ	آئیں ان کے پاس	فرشتے	یا آئے	آپ کا رب	یا آئیں

بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ	يَوْمَ	يَاْتِيْ	بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ	لَا يَنْفَعُ	نَفْسًا
آپ کے رب کی نشانیوں سے کوئی	جس دن	آئے گی	آپ کے رب کی نشانیوں سے کوئی	تو فائدہ نہیں دے گا	کسی ایسی جان کو

اِيْمَانُهَا	لَمْ تَكُنْ	اٰمَنَتْ	مِنْ قَبْلُ	اَوْ كَسَبَتْ	فِيْٓ اِيْمَانِهَا	خَيْرًا	قُلِ	انْتَظِرُوْٓا
اس کا ایمان	جو نہیں تھی کہ	ایمان لاتی	اس سے پہلے	یا کماتی	اپنے ایمان میں	کوئی نیکی	آپ کہیے	تم لوگ انتظار کرو

اِنَّا	مُنْتَظِرُوْنَ ۝١٥٨	اِنَّ	الَّذِيْنَ	فَرَّقُوْا	دِيْنَهُمْ	وَكَانُوْا	شِيَعًا	لَّسْتَ
بیشک ہم (بھی)	انتظار کرنے والے ہیں	بیشک	جن لوگوں نے	الگ الگ کیا	اپنے دین کو	اور وہ ہوئے	فرقے	آپ (کو سروکار) نہیں ہے

مِنْهُمْ	فِيْ شَيْءٍ	اِنَّمَآ	اَمْرُهُمْ	اِلَى اللّٰهِ	ثُمَّ	يُنَبِّئُهُمْ	بِمَا
ان سے	کسی چیز میں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ان کا کام	اللہ کی طرف ہے	پھر	وہ جتادے گا ان کو	اسے جو

كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝١٥٩	مَنْ	جَآءَ	بِالْحَسَنَةِ	فَلَهٗ	عَشْرُ اَمْثَالِهَا	وَمَنْ	جَآءَ	بِالسَّيِّئَةِ
وہ لوگ کرتے تھے	جو	آیا	نیکی کے ساتھ	تو اس کے لیے	اس کے جیسی دس (نیکیاں) ہیں	اور جو	آیا	برائی کے ساتھ

فَلَا يُجْزٰٓى	اِلَّا	مِثْلَهَا	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُوْنَ ۝١٦٠
تو اس کا بدلہ نہیں دیا جائے گا	مگر	اس کے جیسی (برائی) سے	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جائے گا

نوٹ:1 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں جب ظاہر ہو جائیں گی تو ان کے ظہور سے پہلے کوئی اگر ایمان نہیں لایا تھا تو اب ایمان لانا بیکار ہوگا اور پہلے اگر نیک عمل نہیں کیے تھے تو اب کرنا بیکار ہوگا۔ پہلی نشانی سورج کا مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونا۔ دوسرے دجال کا نکلنا۔ تیسرے دابۃ الارض کا ظاہر ہونا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے تک توبہ کر لی تو اس کی توبہ قبول ہو سکے گی ورنہ نہیں۔ اصحاب ستہ میں سے ایک نے اس کو روایت نہیں کیا باقی پانچ کتابوں میں موجود ہے (ابن کثیر)

نوٹ:2 رسول ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص نے اگر کسی نیک کام کا ارادہ کیا لیکن عمل نہ کر سکا تو بھی اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر عمل کر لیا تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہے۔ حسن نیت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ اضافہ سات سو گنا تک بھی جا پہنچتا ہے اور اگر کسی نے گناہ کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہیں کیا تو اس کے لیے بھی ایک نیکی درج ہو جاتی ہے اور اگر وہ گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے تو گناہ دس نہیں بلکہ ایک لکھا جائے گا اور اگر اللہ چاہے تو اس کو بھی مٹا دیتا ہے۔ (ابن کثیر)

آیت نمبر (161 تا 165)

ترکیب (آیت۔161) صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ کا حال ہونے کی وجہ سے دِيْنًا قِيَمًا حالت نصب میں آیا ہے اور دِيْنًا قِيَمًا کا بدل ہونے کی وجہ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حالت نصب میں ہے جبکہ اِبْرٰهِيْمَ کا حال حَنِيْفًا ہے۔ (آیت۔164) اَبْغِيْ کا مفعول غَيْرَ اللّٰهِ ہے اور رَبًّا تمیز ہے۔ تَزِرُ کی ضمیر فاعلی هِيَ، نَفْسٍ کے لیے ہے۔

ترجمہ

قُلْ	اِنَّنِيْ	هَدٰىنِيْ	رَبِّيْٓ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ	دِيْنًا قِيَمًا	مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ
آپؐ کہیے	بیشک میں ہوں (کہ)	مجھے ہدایت دی	میرے رب نے	ایک سیدھے راستے کی طرف	سیدھا سادہ دین ہوتے ہوئے	جو ابراہیمؑ کا مذہب ہے

حَنِيْفًا ۚ	وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝161	قُلْ	اِنَّ	صَلَاتِيْ	وَنُسُكِيْ	وَمَحْيَايَ
اس حال میں کہ وہ یکسو تھے	اور وہ نہیں تھے	شرک کرنے والوں میں سے	آپؐ کہیے	یقیناً	میری نماز	اور میری قربانی	اور میرا عرصہ حیات

وَمَمَاتِيْ	لِلّٰهِ	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝162	لَا شَرِيْكَ	لَهٗ ۚ	وَبِذٰلِكَ	اُمِرْتُ
اور میرا عرصہ موت	اللہ کے لیے ہی ہے	جو تمام جہانوں کا رب ہے	کسی قسم کا کوئی شریک نہیں	اس کے لیے	اور اس کا ہی	مجھے حکم دیا گیا

وَاَنَا	اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝163	قُلْ	اَ	غَيْرَ اللّٰهِ	اَبْغِيْ	رَبًّا	وَّ	هُوَ
اور میں	فرمانبرداری کرنے والوں کا پہلا ہوں	آپؐ کہیے	کیا	اللہ کے سوا (کسی) کو	میں چاہوں	بطور رب کے	حالانکہ	وہ

رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ	وَلَا تَكْسِبُ ۭ	كُلُّ نَفْسٍ	اِلَّا	عَلَيْهَا	وَلَا تَزِرُ	وَازِرَةٌ	وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ
ہر چیز کا رب ہے	اور نہیں کماتی	ہر جان	مگر یہ کہ	(وہ) اس پر ہے	اور نہیں اٹھائے گی	کوئی اٹھانے والی	کسی دوسری کا بوجھ

ثُمَّ	اِلٰى رَبِّكُمْ	مَّرْجِعُكُمْ	فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ	فِيْهِ	تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾
پھر	تمہارے رب کی طرف ہی	تمہیں لوٹنا ہے	تو وہ تمہیں جتا دے گا	اس کو	تم لوگ	جس میں	اختلاف کرتے ہو

وَهُوَ	الَّذِيْ	جَعَلَكُمْ	خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ	وَرَفَعَ	بَعْضَكُمْ	فَوْقَ بَعْضٍ	دَرَجٰتٍ
اور وہ	وہی ہے جس نے	بنایا تم لوگوں کو	زمین کے جانشین	اور بلند کیا	تمہارے کسی کو	کسی کے اوپر	بلحاظ درجات کے

لِّيَبْلُوَكُمْ	فِيْ مَآ	اٰتٰىكُمْ ۭ	اِنَّ	رَبَّكَ	سَرِيْعُ الْعِقَابِ	وَاِنَّهٗ
تاکہ وہ آزمائے تمہیں	اس میں جو	اس نے دیا تم کو	بیشک	آپ کا رب	جلد سزا دینے والا ہے	اور بیشک وہ

لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع
یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الاعراف (7)

آیت نمبر (1 تا 10)

ع ی ش

(ض) **مَعَاشًا** زندہ رہنا۔ زندگی گزارنا۔ ﴿ وَّ جَعَلۡنَا النَّہَارَ مَعَاشًا ﴾ (78/ النبا: 11) ''اور ہم نے بنایا دن کو زندہ رہنے کے لیے۔''

اور عِیۡشَۃٍ ﴿ فَہُوَ فِیۡ عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ ﴾ (69/ الحاقۃ: 21) ''تو وہ من بھاتی زندگی گزارنے میں ہے۔''

مَعِیۡشَۃٌ (ج) مَعَایِشُ۔ زندگی گزارنے کا ذریعہ۔ سامان زندگی۔ ﴿ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَہُمۡ مَّعِیۡشَتَہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ﴾ (43/ الزخرف: 32) ''ہم نے تقسیم کیا۔ ان کی زندگی کے سامان کو دنیوی زندگی میں۔''

ق ی ل

(ض) **قَیۡلُوۡلَۃً** دوپہر کو آرام کرنا خواہ نیند نہ آئے۔

قَآئِلٌ اسم الفاعل ہے۔ دوپہر کو آرام کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 4

مَقِیۡلٌ اسم الظرف ہے۔ آرام کرنے کی جگہ۔ ﴿ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ یَوۡمَئِذٍ خَیۡرٌ مُّسۡتَقَرًّا وَّ اَحۡسَنُ مَقِیۡلًا ﴾ (25/ الفرقان: 24) ''اور جنت والے اس دن سب سے بہتر ہوں گے بلحاظ ٹھکانے کے اور سب سے اچھے ہوں گے بلحاظ آرام گاہ کے۔''

ترکیب

(آیت۔ 2) کِتٰبٌ کا مبتدا ھٰذَا محذوف ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے۔ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ اس کی خصوصیت ہے۔ فَلَا یَکُنۡ، کَانَ تامّہ ہے اور حَرَجٌ اس کا فاعل ہے۔ مِنۡہُ کی ضمیر کِتٰبٌ کے لیے ہے۔ ذِکۡرٰی حال ہے۔ (آیت۔ 3) وَلَا تَتَّبِعُوۡا کا مفعول اَوۡلِیَآءَ ہے۔ تَذَکَّرُوۡنَ کی تمیز قَلِیۡلًا ہے اور اس کے آگے مَا اس کو غیر معین کرنے کے لیے ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر 2/ البقرۃ: 26، نوٹ۔ 1) یعنی بہت ہی کم۔ (آیت۔ 4۔ 5) بَیَاتًا حال ہے اور اس کے آگے ہُمۡ قَآئِلُوۡنَ پورا جملہ بھی حال ہے۔ فَجَآءَہَا میں ھَا کی ضمیر بستیوں کے لیے ہے جبکہ فَجَآءَہُمۡ میں ہُمۡ کی ضمیر بستی والوں کے لیے ہے۔ (آیت۔ 6) اُرۡسِلَ کا نائب فاعل ھُوَ کی ضمیر ہے اس کا مرجع رَسُوۡلٌ یا مُرۡسِلٌ محذوف ہے (آیت۔ 8) ثَقُلَتۡ اور خَفَّتۡ کا فاعل مَوَازِیۡنُ ہے اور اس کے ساتھ ہٗ کی ضمیر مَنۡ کی طرف عائد ہے۔

ترجمہ

مِّنۡہُ	حَرَجٌ	فِیۡ صَدۡرِکَ	فَلَا یَکُنۡ	اِلَیۡکَ	اُنۡزِلَ	کِتٰبٌ	الٓمّٓصٓ ①
اس سے	کوئی تنگی	آپ کے سینے میں	پس چاہیے کہ نہ ہو	آپ کی طرف	اتاری	یہ ایک ایسی کتاب ہے جو	

اِلَیۡکُمۡ	اُنۡزِلَ	مَآ	اِتَّبِعُوۡا	لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ②	وَذِکۡرٰی	بِہٖ	لِتُنۡذِرَ
تمہاری طرف	اتارا گیا	اس کی جو	تم پیروی کرو	ایمان لانے والوں کے لیے	اور نصیحت ہوتے ہوئے	اس سے	تاکہ آپ خبردار کریں

وَکَمۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ	تَذَکَّرُوۡنَ ③	قَلِیۡلًا مَّا	اَوۡلِیَآءَ	مِنۡ دُوۡنِہٖۤ	وَلَا تَتَّبِعُوۡا	مِّنۡ رَّبِّکُمۡ
اور کتنی ہی بستیاں ہیں	تم لوگ نصیحت پکڑتے ہو	بہت تھوڑی ہے جو	دوسرے رفیقوں کی	اس کے سوا	اور پیروی مت کرو	تمہارے رب کی طرف سے

فَمَا کَانَ	قَآئِلُوۡنَ ④	اَوۡ ہُمۡ	بَیَاتًا	بَاۡسُنَا	فَجَآءَہَا	اَہۡلَکۡنٰہَا
تو نہیں تھا	دوپہر کو آرام کرنے والے تھے	یا اس حال میں کہ وہ	رات ہوتے ہوئے	ہماری سختی	پھر آئی ان کے پاس	ہم نے ہلاک کیا جن کو

دَعْوٰىهُمْ	اِذْ	جَآءَهُمْ	بَاْسُنَآ	اِلَّآ اَنْ	قَالُوْٓا	اِنَّا كُنَّا	ظٰلِمِيْنَ ⑤	فَلَنَسْـَٔلَنَّ	الَّذِيْنَ
ان کا پکارنا	جب	آئی ان کے پاس	ہماری سختی	سوائے اس کے کہ	انہوں نے کہا	بیشک ہم تھے	ظلم کرنے والے	تو ہم لازماً پوچھیں گے	ان لوگوں سے

اُرْسِلَ	اِلَيْهِمْ	وَلَنَسْـَٔلَنَّ	الْمُرْسَلِيْنَ ⑥	فَلَنَقُصَّنَّ	عَلَيْهِمْ	بِعِلْمٍ	وَّمَا كُنَّا
بھیجا گیا	جن کی طرف	اور ہم لازماً پوچھیں گے	بھیجے ہوؤں سے	پھر ہم لازماً بیان کریں گے	ان پر	علم سے	اور ہم نہیں ہیں

غَآئِبِيْنَ ⑦	وَالْوَزْنُ	يَوْمَئِذِ	اِلْحَقُّ	فَمَنْ	ثَقُلَتْ	مَوَازِيْنُهٗ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑧
غائب ہونے والے	اور وزن	اس دن	حق ہے	پس وہ	بھاری ہوئے	جن کے ترازو	تو وہ لوگ	ہی فلاح پانے والے ہیں

وَمَنْ	خَفَّتْ	مَوَازِيْنُهٗ	فَاُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	بِمَا	كَانُوْا
اور وہ	ہلکے ہوئے	جن کے ترازو	تو وہ لوگ	وہ ہیں جنہوں نے	گھاٹے میں ڈالا	اپنے آپ کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ

بِاٰيٰتِنَا	يَظْلِمُوْنَ ⑨	وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ	فِي الْاَرْضِ	وَجَعَلْنَا	لَكُمْ	فِيْهَا	مَعَايِشَ ط
ہماری نشانیوں کے ساتھ	ناانصافی کرتے تھے	اور بیشک ہم نے اختیار دیا ہے تم کو	زمین میں	اور ہم نے بنایا	تمہارے لیے	اس میں	زندگی کے ساز و سامان

قَلِيْلًا مَّا	تَشْكُرُوْنَ ⑩ ع
بہت کم ہے جو	تم شکر کرتے ہو

نوٹ: 1

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ذمہ دار افسر ہو۔ تم سب سے اپنے اپنے زیر اثر ماتحتوں کے بارے میں پرسش ہوگی۔ بادشاہ سے رعایا کے بارے میں، مرد سے بیوی بچوں کے بارے میں، عورت سے شوہر کے بارے میں اور خادم سے اس کے آقا کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (ابن کثیرؒ)

نوٹ: 2

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ اِلْحَقُّ میں اس طرف اشارہ ہے کہ لوگ اس سے دھوکا نہ کھائیں کہ انسان کے اعمال کا کوئی جسم یا حجم نہیں ہوتا تو پھر ان کا وزن کیسے ہوگا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس چیز کو ہم نہ تول سکیں اسے اللہ تعالیٰ بھی نہ تول سکے، کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے علاوہ آج کل تو وہ چیزیں بھی تولی جاتی ہیں جن کے تولنے کا آج سے پہلے کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ ہوا، ہوا میں نمی، برقی رو، سردی، گرمی وغیرہ تولی جاتی ہیں اور ان کا میٹر ہی ان کی ترازو ہے۔ پھر اس میں تعجب کی کیا بات ہے اگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اعمال کو تول کر ہمیں دکھا دے۔

وزن اعمال کے ضمن میں دوسری الجھن یہ پیش آتی ہے کہ متعدد احادیث میں آیا ہے کہ محشر کی میزان میں سب سے بڑا وزن کلمۂ طیبہ کا ہوگا۔ جس کے پاس یہ کلمہ ہوگا وہ سب پر بھاری رہے گا۔ اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ مومن کا پلڑا ہمیشہ بھاری رہے خواہ وہ کتنے بھی گناہ کرے۔ لیکن قرآن مجید کی آیات اور دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کی نیکیوں اور برائیوں کو تولا جائے گا۔ جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائے گا اور جس کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا اسے عذاب ہوگا۔

بعض علماء تفسیر نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ محشر میں وزن دو مرتبہ ہوگا۔ پہلے کفر و ایمان کا وزن جس کے ذریعہ مومن اور کافر کا امتیاز کیا جائے گا۔ اس وزن میں جس کے نامۂ اعمال میں صرف کلمۂ ایمان ہی ہے، اس کا پلڑا بھاری رہے گا اور وہ کافروں کے گروہ سے الگ کر دیا جائے گا۔ پھر دوسرا وزن نیک و بد اعمال کا ہوگا۔ اس میں کسی مسلمان کی نیکیاں اور کسی کی برائیاں بھاری ہوں گی اور اسی کے مطابق اسی کو جزاء و سزا ملے گی۔ اس طرح تمام آیات اور احادیث کا مضمون اپنی اپنی جگہ درست اور مربوط ہو جاتا ہے۔ (معارف القران)

نوٹ: 1 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی روشنائی، جس سے انہوں نے علم دین اور احکام دین لکھے، اور شہیدوں کے خون کو تولا جائے گا۔ تو علماء کی روشنائی کا وزن شہیدوں کے خون کے وزن سے بڑھ جائے گا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (11 تا 18)

ذ ء م

(ف) ذَاَمًا عیب لگانا۔

مَذْءُوْمٌ اسم المفعول ہے۔ عیب لگایا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔18۔

د ح ر

(ف) دُحُوْرًا کسی کو کہیں سے زبردستی نکالنا۔ ہانکنا۔ دھتکارنا۔ ﴿وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿٨﴾ دُحُوْرًا﴾ ”اور ان پر پھینکے جاتے ہیں ہر طرف سے دھکے دیتے ہوئے۔“ (37/ الصافات:8)

مَدْحُوْرٌ اسم المفعول ہے۔ ہانکا ہوا۔ دھتکارا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔18۔

ترکیب (آیت۔12) اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے۔ اس میں شامل اَنْ نے تَسْجُدَ کو نصب دی ہے۔ (آیت۔13) فَاهْبِطْ مِنْهَا میں اور آگے فِيْهَا میں هَا کی ضمیریں جنت کے لیے ہیں۔ حالانکہ ان آیات میں جنت کا ذکر نہیں ہے لیکن قرآن کے دوسرے مقامات کے مطالعہ سے قرآن کے قاری کے لیے یہ بات معروف ہو جاتی ہے کہ یہ واقعہ جنت کا ہے۔ اس لیے جنت کا ذکر کیے بغیر یہاں اس کے لیے ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ (آیت۔14) اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ میں يَوْمِ مضاف ہے اور جملہ فعلیہ يُبْعَثُوْنَ اس کا مضاف الیہ ہے۔ (دیکھیں آیت۔ نمبر۔5/ المآئدہ 119، ترکیب) (آیت۔16۔17) لَاَقْعُدَنَّ کا مفعول صِرَاطَكَ ہے۔ لَا تَجِدُ کا مفعول اول اَكْثَرَهُمْ ہے اور شٰكِرِيْنَ اس کا مفعول ثانی ہے۔ (آیت۔18) مَذْءُوْمًا اور مَدْحُوْرًا حال ہیں۔ اس لیے حالت نصب میں ہیں۔ لَمَنْ پر لام تاکید ہے اور من شرطیہ ہے۔ مِنْكُمْ میں كُمْ کی ضمیر مَنْ تَبِعَكَ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ	ثُمَّ	صَوَّرْنٰكُمْ	ثُمَّ	قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ
اور بیشک ہم نے پیدا کیا تم لوگوں کو	پھر	ہم نے شکل دی تمہیں	پھر	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدمؑ کے لیے

فَسَجَدُوْٓا	اِلَّآ	اِبْلِيْسَ	لَمْ يَكُنْ	مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿١١﴾	قَالَ	مَا	مَنَعَكَ	اَلَّا تَسْجُدَ
تو انہوں نے سجدہ کیا	سوائے	ابلیس کے	وہ نہیں تھا	سجدہ کرنے والوں میں سے	(اللہ نے) کہا	کس چیز نے	تجھے روکا	کہ تو سجدہ نہ کرے

اِذْ	اَمَرْتُكَ	قَالَ	اَنَا	خَيْرٌ	مِّنْهُ	خَلَقْتَنِيْ	مِنْ نَّارٍ	وَّخَلَقْتَهٗ	مِنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾
جب (کہ)	میں نے حکم دیا تجھ کو	(ابلیس نے) کہا	میں	بہتر ہوں	اس سے	تو نے پیدا کیا مجھ کو	آگ سے	اور تو نے پیدا کیا اس کو	گارے سے

قَالَ	فَاهْبِطْ	مِنْهَا	فَمَا يَكُوْنُ	لَكَ	اَنْ	تَتَكَبَّرَ	فِيْهَا
(اللہ نے) کہا	پس تو نیچے اتر	اس سے	تو نہیں ہے	تیرے لیے	کہ	تو بڑا بنے	اس میں

فَاخْرُجْ	اِنَّكَ	مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿١٣﴾	قَالَ	اَنْظِرْنِيْٓ	اِلٰى يَوْمِ	يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤﴾
پس تو نکل	یقیناً تو	حقیر ہونے والوں میں سے ہے	(ابلیس نے) کہا	تو مہلت دے مجھے	اس دن تک (جب)	یہ لوگ اٹھائے جائیں گے

قَالَ	اِنَّكَ	مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾	قَالَ	فَبِمَآ	اَغْوَيْتَنِىْ	لَاَقْعُدَنَّ
(اللہ نے) کہا	بیشک تو	مہلت دیے ہوؤں میں سے ہے	(ابلیس نے) کہا	پس بسبب اس چیز کے جس سے	تونے گمراہ کیا مجھے	میں لازماً بیٹھوں گا

لَهُمْ	صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾	ثُمَّ	لَاٰتِيَنَّهُمْ	مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ	وَمِنْ خَلْفِهِمْ	وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
ان کے لیے	تیرے سیدھے راستے پر	پھر	میں لازماً آؤں گا ان کے پاس	ان کے سامنے سے	اوران کے پیچھے سے	اوران کی داہنی طرف سے

وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ	وَلَا تَجِدُ	اَكْثَرَهُمْ	شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾	قَالَ	اخْرُجْ	مِنْهَا	مَذْءُوْمًا
اوران کی بائیں طرف سے	اورتونہیں پائے گا	ان کے اکثر کو	شکرادا کرنے والا	(اللہ نے) کہا	تونکل	اس سے	عیب لگایا ہوا ہوتے ہوئے

مَّدْحُوْرًا	لَمَنْ	تَبِعَكَ	مِنْهُمْ	لَاَمْلَئَنَّ	جَهَنَّمَ	مِنْكُمْ	اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾
دھتکارا ہوتے ہوئے	بیشک جس نے	پیروی کی تیری	ان میں سے	تو میں لازماً بھردوں گا	جہنم کو	تم لوگوں سے	سب کے سب سے

نوٹ: 1

تخلیق انسانی کے جس آغاز کا ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے اس کی تفصیل کو سمجھنا ہمارے لیے مشکل ہے۔لیکن بہرحال یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ قرآن مجید انسانیت کے آغاز کی کیفیت ان نظریات کے خلاف بیان کرتا ہے جو موجودہ زمانے میں سائنس کے نام سے پیش کیے جاتے ہیں۔ ان نظریات کی رو سے انسان ایک غیر انسانی حالت سے مختلف مدارج طے کرتا ہوا مرتبۂ انسانیت تک پہنچا ہے۔اس کے برعکس قران ہمیں بتا تا ہے کہ انسانیت کا آغاز خالص انسانیت ہی سے ہوا ہے۔اس کی تاریخ کسی غیر انسانی حالت سے قطعاً کوئی رشتہ نہیں رکھتی وہ اول روز سے انسان ہی بنایا گیا ہے۔

انسانیت کی تاریخ کے یہ دومختلف نقطۂ نظر ہیں جن سے انسانیت کے دو بالکل مختلف تصور پیدا ہوتے ہیں۔ایک تصور میں انسان دراصل حیوان کی ہی ایک شاخ نظر آتا ہے۔اس لیے اگر کوئی انسان حیوانات کا سا طرزِعمل اختیار کرتا ہے تو یہ بالکل فطری طرزِعمل ہوگا۔اس کے برعکس قرآنی تصور میں انسان کو جانور کے بجائے انسان کی حیثیت سے دیکھا جائے گا۔اسے حیوان ناطق نہیں بلکہ اللہ کا خلیفہ سمجھا جائے گا۔ انسان کو دوسری مخلوقات سے جو چیز ممتاز کرتی ہے وہ اس کا نطق (بات کرنے کی صلاحیت) نہیں ہے بلکہ اس کی اخلاقی ذمہ داری اور اختیارات کی وہ امانت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا ہے اور جس کی بناء پر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے۔(تفہیم القرآن سے ماخوذ)

اوپر مولانا مودودیؒ نے کہا ہے کہ دیگر مخلوقات سے انسان کو ممتاز کرنے والی چیز نطق یعنی بات کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔اس کی وجہ کو سمجھ لیں۔قرآن مجید کے مختلف مقامات سے یہ بات ہمارے علم میں آتی ہے کہ کچھ دیگر مخلوقات کو بھی اللہ تعالیٰ نے نطق کی صلاحیت عطا کی ہے یہ اور بات ہے کہ ان کی بات چیت کو یا تو ہم سن نہیں سکے اور اگر سنتے ہیں تو سمجھ نہیں پاتے۔مثال کے طور پر حضرت سلیمانؑ کے لشکر کو آتا دیکھ کر ایک چیونٹی نے چیونٹیوں سے کہا تھا کہ تم لوگ اپنے گھروں میں داخل ہوجاؤ۔حضرت سلیمانؑ نے نہ صرف اس بات کو سن لیا بلکہ سمجھ بھی لیا۔ اور پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی وہ بھی قرآن مجید میں نقل کی گئی ہے۔طلبا کو چاہیے کہ وہ یہ دعا یاد کرلیں۔(27/النمل:1 تا 19)اس کے آگے آیت نمبر۔22 میں ہدہد کا حضرت سلیمانؑ سے بات کرنے کا بھی ذکر ہے۔

ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم لوگ ہر نئے نظریہ کو آنکھ بند کر کے قبول کر لیتے ہیں پھر دوسروں پر اپنی قابلیت کا رعب ڈالنے کے لیے اس کا چرچا کرتے رہتے ہیں۔اساتذہ طلبا سے اس کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ یہ ثابت کرسکیں کہ وہ بہت پڑھے لکھے ہیں۔اکثر کے علم میں نہیں ہوتا یا ہم بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسے شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے جو سنی سنائی بات کو تحقیق کیے بغیر آگے بڑھا دے، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وہی ''سائنسی'' نظریات جب مغربی محققین کی سائنٹفک کسوٹی پر غلط ثابت ہوجاتے ہیں تو اس کا چرچا نہیں ہوتا۔ایسی تحقیقی باتوں کو عام کرنا مغربی میڈیا کی ذمہ داری نہیں ہے۔ وہ اگر چپ سادھ لیتے ہیں تو ان سے شکایت بے سود ہے۔ یہ مسلمان اہل

علم کی ذمہ داری ہے جس سے ہم کماحقہٗ عہدہ برآ نہیں ہو رہے ہیں۔ مغرب میں ڈارون کے نظریۂ ارتقاء کو دفن ہوئے برسوں گزر چکے ہیں لیکن ہم لوگ اسے آج تک سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔

نوٹ:2 ایسی حالت میں کہ جب اللہ تعالیٰ ابلیس پر غضب فرما رہا تھا، اس نے اللہ سے دعا مانگی کہ مجھے قیامت تک مہلت دے اور اللہ نے اس کی سن لی۔ اس سے قبولیت کی دعا کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور حکمت کے تحت جس کی چاہتا ہے دعا قبول کرتا ہے، خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔ اس لیے کسی کی دعا قبول ہونا اس کے قربِ الٰہی کی سند نہیں ہے۔

آیت نمبر (19 تا 25)

و س و س

(رباعی) وَسْوَسَةً: کسی کے ذہن میں بُرا خیال ڈالنا۔ زیرِ مطالعہ آیت۔20۔

وَسْوَاسٌ: اسم ذات ہے۔ بُرا خیال۔ ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ﴾ (114/الناس: 4) ''پیچھے ہٹنے والے بُرے خیال کی برائی سے۔''

ن ص ح

(ف) نُصْحًا: کوئی ایسی بات یا کام کرنا جس میں دوسرے کی بھلائی ہو اور اپنی کوئی غرض نہ ہو۔ (۱) خیر خواہی کرنا۔ (۲) خالص ہونا۔ صاف ہونا۔ ﴿لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ﴾ (7/الاعراف: 79) ''بیشک میں پہنچا چکا ہوں اپنے رب کے پیغام کو اور میں نے خیر خواہی کی ہے تمہارے لیے۔'' ﴿وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (9/التوبۃ:91) ''اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے اس کو جو وہ خرچ کریں، کوئی حرج نہیں ہے جب وہ لوگ دل سے صاف ہوئے اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے۔''

نُصْحٌ: اسم ذات بھی ہے۔ بے لوث خیر خواہی۔ ﴿وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ﴾ (11/ھود:34) ''اور تم کو نفع نہیں دے گی میری بے لوث خیر خواہی۔''

نَاصِحٌ: اسم الفاعل ہے۔ خیر خواہی کرنے والا۔ زیرِ مطالعہ آیت۔21۔

نَصُوْحٌ: فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا خالص۔ ﴿تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (66/التحریم:8) ''تم لوگ توبہ کرو اللہ سے بے انتہا خالص توبہ۔''

ط ف ق

(س) طَفِقًا: کسی کام کو شروع کرنے یا کرنے لگنے کا مفہوم دیتا ہے۔

خ ص ف

(ض) خَصْفًا: سینا۔ ٹانکنا۔ چپکانا۔ زیرِ مطالعہ آیت۔22۔

ترکیب (آیت۔19) فَتَكُوْنَا کا فاسببیہ ہے۔ اس لیے نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ (آیت۔20) وُرِيَ مادہ ''وری'' سے باب مفاعلہ کا ماضی مجہول وُوْرِيَ ہے جس کو وُرِيَ لکھتے ہیں۔ (آیت:22۔23) لَمْ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَقُلْ مجزوم ہے۔ اسی طرح لَمْ پر عطف ہونے کی وجہ سے تَرْحَمْنَا مجزوم ہے۔

865

ترجمہ

وَ يٰاٰدَمُ	اسْكُنْ	اَنْتَ	وَ زَوْجُكَ	الْجَنَّةَ	فَكُلَا	مِنْ حَيْثُ	شِئْتُمَا	وَلَا تَقْرَبَا
اورآے آدمؑ	سکونت اختیار کرو	تم	اورتمہاری بیوی	اس باغ میں	پھرتم دونوں کھاؤ	جہاں سے	تم دونوں چاہو	اورتم دونوں قریب مت جانا

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ	فَتَكُوْنَا	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٩	فَوَسْوَسَ	لَهُمَا	الشَّيْطٰنُ	لِيُبْدِيَ	لَهُمَا
اس درخت کے	ورنہ تم دونوں ہوجاؤ گے	ظلم کرنے والوں میں سے	پھر براخیال ڈالا	ان کے لیے	شیطان نے	تاکہ وہ ظاہر کرے	ان کے لیے

مَا	وٗرِيَ	عَنْهُمَا	مِنْ سَوْاٰتِهِمَا	وَقَالَ	مَا نَهٰكُمَا	رَبُّكُمَا	عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ
اس کو جو	چھپایا گیا	ان دونوں سے	ان کی ستروں میں سے	اوراس نے کہا	تم دونوں کونہیں روکا	تمہارے رب نے	اس درخت سے

اِلَّآ	اَنْ	تَكُوْنَا	مَلَكَيْنِ	اَوْ	تَكُوْنَا	مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝٢٠	وَقَاسَمَهُمَآ
مگر (اس لیے)	کہ (کہیں)	تم دونوں ہوجاؤ	فرشتے	یا	تم دونوں ہوجاؤ	ہمیشہ رہنے والوں میں سے	اوراس نے دونوں کوقسم دی

اِنِّيْ	لَكُمَا	لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝٢١	فَدَلّٰىهُمَا	بِغُرُوْرٍ	فَلَمَّا	ذَاقَا
بیشک میں	تم دونوں کے لیے	یقیناً خیرخواہی کرنے والوں میں سے ہوں	تواس نے پھسلادیادونوں کو	فریبوں سے	پھرجب	دونوں نے چکھا

الشَّجَرَةَ	بَدَتْ	لَهُمَا	سَوْاٰتُهُمَا	وَطَفِقَا	يَخْصِفٰنِ	عَلَيْهِمَا	مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ
اس درخت کو	توظاہر ہوگئے	ان کے لیے	ان کی ستروں کے حصے	اور وہ دونوں لگے	چپکانے	اپنے اوپر	باغ کے پتوں میں سے

وَنَادٰىهُمَا	رَبُّهُمَآ	اَلَمْ اَنْهَكُمَا	عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ	وَاَقُلْ	لَّكُمَآ	اِنَّ
اور پکاراان دونوں کو	ان کے رب نے	کیامیں نے روکا نہیں تھا تم دونوں کو	اس درخت سے	اور میں نے کہانہیں تھا	تم دونوں سے	کہ

الشَّيْطٰنَ	لَكُمَا	عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝٢٢	قَالَا	رَبَّنَا	ظَلَمْنَآ	اَنْفُسَنَا سکتۃ	وَاِنْ	لَّمْ تَغْفِرْ
شیطان	تم دونوں کا	ایک کھلادشمن ہے	ان دونوں نے کہا	اے ہمارے رب	ہم نے ظلم کیا	اپنی جانوں پر	اوراگر	تونے معاف نہ کیا

لَنَا	وَتَرْحَمْنَا	لَنَكُوْنَنَّ	مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٢٣	قَالَ	اهْبِطُوْا	بَعْضُكُمْ	لِبَعْضٍ
ہم کو	اور تونے رحم نہ کیا ہم پر	توہم لازماً ہوجائیں گے	گھاٹا پانے والوں میں سے	(اللہ نے) کہا	تم لوگ نیچے اترو	تم میں کا کوئی	کسی کے لیے

عَدُوٌّ	وَلَكُمْ	فِي الْاَرْضِ	مُسْتَقَرٌّ	وَّمَتَاعٌ	اِلٰى حِيْنٍ ۝٢٤	قَالَ	فِيْهَا
دشمن ہے	اورتمہارے لیے	زمین میں	ایک ٹھکانہ ہے	اور برتنے کا کچھ سامان ہے	کچھ عرصہ تک	(اللہ نے) کہا	اس میں

تَحْيَوْنَ	وَفِيْهَا	تَمُوْتُوْنَ	وَمِنْهَا	تُخْرَجُوْنَ ۝٢٥
تم لوگ زندہ رہوگے	اوراس میں	تم لوگ مروگے	اوراس میں سے	تم لوگ نکالے جاؤگے

نوٹ: 1 گزشتہ چندآیات میں حضرت آدمؑ اورابلیس کا جوواقعہ ذکر کیا گیا ہے۔اس کے مطالعہ سے چنداہم حقائق واضح طور پر سامنے آتے ہیں۔

(۱) انسان کے اندرشرم وحیاء کاایک فطری جذبہ ہے۔قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ یہ شرم انسان کے اندرتہذیب کے ارتقاء سے پیدانہیں ہوئی ہے، جیسا کہ بعض مغربی مفکرین نے قیاس کیا ہے، بلکہ درحقیقت یہ وہ فطری چیز ہے جواول روز سے انسان میں موجودتھی۔

(۲) شیطان اپنی بڑائی کا خودمدعی تھا جبکہ انسان نے اپنی بڑائی کا خودعویٰ نہیں کیا بلکہ بڑائی اسے دی گئی ہے۔(یعنی جوانسان

خود اپنی بڑائی کا دعویٰ کرے وہ دراصل شیطان کا شاگرد ہے کیونکہ یہ انسانی نہیں بلکہ شیطانی عمل ہے۔مرتب)۔

(۳) شیطان نے خالص غرور اور تکبر کی بنا پر اللہ کی نافرمانی کی جبکہ انسان نے نافرمانی کو خود اختیار نہیں کیا بلکہ شیطان کے بہکانے سے وہ اس میں مبتلا ہوا۔

(۴) انسان نے شر کی کھلی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ داعی شر کو داعی خیر بن کر اس کے سامنے آنا پڑا۔ وہ پستی کی طرف پستی کی طلب میں نہیں گیا بلکہ اس دھوکے میں گیا کہ یہ راستہ اسے بلندی کی طرف لے جائے گا۔

(۵) عام طور پر یہ جو مشہور ہو گیا ہے کہ شیطان نے پہلے بی بی حوا کو دام فریب میں گرفتار کیا پھر انہیں حضرت آدمؑ کو ورغلانے کا آلۂ کار بنایا، قرآن اس کی تردید کرتا ہے۔ اس کا بیان یہ ہے خہ شیطان نے دونوں کو دھوکہ دیا اور دونوں اس سے دھوکہ کھا گئے۔

(۶) شیطان اپنے قصور کا اعتراف کرنے کے بجائے نافرمانی پر اور زیادہ جم گیا۔ جبکہ انسان نے اپنے قصور کا اعتراف کیا، اس پر نادم ہوا اور معافی مانگی اور اسے معاف کر دیا گیا۔

(۷) اس لیے جو انسانی راہ مطلوب و محمود ہے اسے شیطانی راہ سے بالکل الگ کر کے واضح کر دیا۔ اب یہ ہر انسان کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے لیے انسانی راہ کو منتخب کرتا ہے یا شیطانی راہ اختیار کرتا ہے۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)۔

نوٹ: 2 جنت سے نیچے اترنے کا خطاب حضرت آدمؑ، بی بی حوا اور ابلیس سے تھا۔ (اس لیے یہاں تثنیہ کے بجائے جمع کا صیغہ آیا ہے۔ مرتب)۔ مفسرین نے ان مقامات کا بھی ذکر کیا ہے جہاں ان میں سے ہر ایک پھینکا گیا تھا۔ لیکن یہ ساری خبریں اسرائیلیات سے لی گئی ہیں۔ ان کی صحت سے خدا ہی واقف ہے۔ اگر ان مقامات کے تعین میں کوئی فائدہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضرور ذکر فرماتا یا حدیث میں کہیں مذکور ہوتا۔ (ابن کثیر)

آیت نمبر (26 تا 30)

ر ی ش

(ض)	رَيْشًا	کسی کے حال کی اصلاح کرنا۔
	رِيْشٌ	اسم جنس ہے۔ واحد رِيْشَةٌ جمع رِيَاشٌ۔ پرندوں کے پر۔ آرائش و زیبائش کی کوئی بھی چیز۔ زیر مطالعہ آیت۔ 26۔

ب د ء

(ف)	بَدْءًا	کسی کام کی ابتدا کرنا۔ پہل کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 29۔
(افعال)	اِبْدَاءً	ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ ابتدا کرنا۔ ﴿ اَوَ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ﴾ (29/العنکبوت: 19) ''تو کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ اللہ کیسے ابتدا کرتا ہے تخلیق کی۔''

ترکیب (آیت۔ 26) لِبَاسًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ يُوَارِيْ اس کی خصوصیت ہے اور رِيْشًا حال ہے۔ (آیت۔ 27) يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا، پورا جملہ اَخْرَجَ کا حال ہے۔ اِنَّهٗ کی ضمیر شیطان کے لیے بھی مانی جاسکتی ہے اور اسے ضمیر الشان بھی مانا جاسکتا ہے۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ اسے ضمیر الشان مانا جائے۔ (آیت۔ 29) مَسْجِدٍ ظرفِ مکان اور ظرفِ زمان، دونوں معنی دیتا ہے۔ ہم ظرف زمان سے ترجمہ کریں گے۔ اسم الفاعل مُخْلِصِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اس نے فاعل کا کام کیا ہے اور اس نے اَلدِّيْنَ کو نصب دی ہے۔ (آیت۔ 30) پہلا فَرِيْقًا مفعول ہے هَدٰى کا۔ دوسرا فَرِيْقًا بھی مفعول ہے اور اس کا فعل اَضَلَّ محذوف ہے۔ وَيَحْسَبُوْنَ کا واوٴ حالیہ ہے۔

ترجمہ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ	قَدْ اَنْزَلْنَا	عَلَيْكُمْ	لِبَاسًا	يُّوَارِيْ	سَوْاٰتِكُمْ	وَرِيْشًا ؕ
اے آدمؑ کے بیٹو	ہم نے اتارا ہے	تم لوگوں پر	ایک ایسا لباس جو	چھپاتا ہے	تمہاری ستر کے حصوں کو	اور زیبائش ہوتے ہوئے

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ	ذٰلِكَ	خَيْرٌ ؕ	ذٰلِكَ	مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ	لَعَلَّهُمْ	يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾	يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ
اور تقویٰ کا لباس!	وہ (تو)	سب سے بہتر ہے	یہ	اللہ کی نشانیوں میں سے ہے	شائد وہ لوگ	نصیحت پکڑیں	اے آدمؑ کے بیٹو

لَا يَفْتِنَنَّكُمُ	الشَّيْطٰنُ	كَمَآ	اَخْرَجَ	اَبَوَيْكُمْ	مِّنَ الْجَنَّةِ	يَنْزِعُ	عَنْهُمَا
ہرگز لغزش نہ دے تم کو	شیطان	جیسے کہ	اس نے نکالا	تمہارے والدین کو	جنت سے	اس حال میں کہ اس نے کھینچ اتارا	ان دونوں سے

لِبَاسَهُمَا	لِيُرِيَهُمَا	سَوْاٰتِهِمَا ؕ	اِنَّهٗ	يَرٰىكُمْ	هُوَ	وَقَبِيْلُهٗ	مِنْ حَيْثُ
دونوں کا لباس	تاکہ وہ دکھائے دونوں کو	ان کی ستروں کے حصے	حقیقت یہ ہے کہ	دیکھتا ہے تم لوگوں کو	وہ	اور اس کا قبیلہ	وہاں سے جہاں

لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ	اِنَّا	جَعَلْنَا	الشَّيٰطِيْنَ	اَوْلِيَآءَ	لِلَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٧﴾	وَاِذَا	فَعَلُوْا
تم نہیں دیکھتے ان کو	بیشک	ہم نے بنایا	شیطانوں کو	دوست	ان کے لیے جو	ایمان نہیں لاتے	اور جب کبھی	وہ لوگ کرتے ہیں

فَاحِشَةً	قَالُوْا	وَجَدْنَا	عَلَيْهَآ	اٰبَآءَنَا	وَاللّٰهُ	اَمَرَنَا	بِهَا ؕ	قُلْ	اِنَّ اللّٰهَ
کوئی بے حیائی	تو کہتے ہیں	ہم نے پایا	اس پر	اپنے اجداد کو	اور اللہ نے	حکم دیا ہم کو	اس کا	آپ کہہ دیجئے	بیشک اللہ

لَا يَاْمُرُ	بِالْفَحْشَآءِ ؕ	اَ	تَقُوْلُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨﴾	قُلْ	اَمَرَ	رَبِّيْ
حکم نہیں دیتا	بے حیائیوں کا	کیا	تم لوگ کہتے ہو	اللہ پر	وہ، جو	تم لوگ نہیں جانتے	آپؐ کہیے	حکم دیا	میرے رب نے

بِالْقِسْطِ قف	وَ	اَقِيْمُوْا	وُجُوْهَكُمْ	عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ	وَّادْعُوْهُ	مُخْلِصِيْنَ
انصاف کا	اور (یہ کہ)	تم لوگ سیدھا رکھو	اپنے چہروں کو	ہر سجدہ کرنے کے وقت پر	اور پکارو اس کو	خالص کرنے والا ہوتے ہوئے

لَهُ	الدِّيْنَ ۬ؕ	كَمَا	بَدَاَكُمْ	تَعُوْدُوْنَ ﴿٢٩﴾	فَرِيْقًا	هَدٰى	وَفَرِيْقًا
اس کے لیے	کل دین کو	جیسے	اس نے ابتدا کی تمہاری	(ویسے ہی) تم لوگ لوٹو گے	ایک فریق کو	اس نے ہدایت دی	اور ایک فریق کو (اس نے گمراہی دی)

حَقَّ	عَلَيْهِمُ	الضَّلٰلَةُ ؕ	اِنَّهُمُ	اتَّخَذُوا	الشَّيٰطِيْنَ	اَوْلِيَآءَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَ
(کیونکہ) ثابت ہوئی	ان پر	گمراہی	بیشک انہوں نے	بنایا	شیطانوں کو	دوست	اللہ کے علاوہ	اس حال میں کہ

يَحْسَبُوْنَ	اَنَّهُمْ	مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٠﴾
سمجھتے ہوئے	کہ وہ	ہدایت یافتہ ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

881

آیت نمبر (31 تا 37)

ترکیب

(آیت-32) زِیۡنَةَ اللّٰهِ اور اَلطَّیِّبٰتِ، دونوں حَرَّمَ کے مفعول ہیں۔ اس لیے دونوں حالت نصب میں ہیں۔ خَالِصَةً حال ہے۔ یَوۡمَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ لِقَوۡمٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔ (آیت-33) اَلۡفَوَاحِشَ، اَلۡاِثۡمَ اور اَلۡبَغۡیَ، یہ سب حَرَّمَ کے مفعول ہیں۔ جبکہ اَنۡ تُشۡرِكُوۡا اور اَنۡ تَقُوۡلُوۡا سے پہلے حَرَّمَ محذوف ہے۔ سَاعَةً تمیز ہے۔

ترجمہ

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ	خُذُوۡا	زِیۡنَتَکُمۡ	عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ	وَّ کُلُوۡا	وَاشۡرَبُوۡا	وَلَا تُسۡرِفُوۡا	اِنَّهٗ
اے آدمؑ کے بیٹو	تم لوگ پکڑو	اپنی زینت کو	ہر سجدہ کرنے کے وقت	اور کھاؤ	اور پیو	اور حد سے تجاوز مت کرو	بیشک وہ

لَا یُحِبُّ	الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۳۱﴾	قُلۡ	مَنۡ	حَرَّمَ	زِیۡنَةَ اللّٰهِ الَّتِیۡۤ	اَخۡرَجَ	لِعِبَادِهٖ	وَالطَّیِّبٰتِ
پسند نہیں کرتا	حد سے تجاوز کرنے والوں کو	آپؐ کہیے	کس نے	حرام کیا	اللہ کی اس زینت کو جو	اس نے نکالی	اپنے بندوں کے لیے	اور پاکیزہ چیزوں کو

مِنَ الرِّزۡقِ	قُلۡ	هِیَ	لِلَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا	خَالِصَةً	یَّوۡمَ الۡقِیٰمَةِ
رزق میں سے	آپ کہہ دیجئے	یہ	ان لوگوں کے لیے ہے جو	ایمان لائے	دنیوی زندگی میں	(لیکن) خالص ہوتے ہوئے	قیامت کے دن

کَذٰلِكَ	نُفَصِّلُ	الۡاٰیٰتِ	لِقَوۡمٍ	یَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۲﴾	قُلۡ	اِنَّمَا	حَرَّمَ
اس طرح	ہم کھول کھول کر بتاتے ہیں	آیتوں کو	ایسے لوگوں کے لیے جو	علم رکھتے ہیں	آپؐ کہہ دیجئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	حرام کیا

رَبِّیَ	الۡفَوَاحِشَ	مَا ظَهَرَ	مِنۡهَا	وَمَا بَطَنَ	وَالۡاِثۡمَ	وَالۡبَغۡیَ	بِغَیۡرِ الۡحَقِّ	وَاَنۡ
میرے رب نے	بے حیائیوں کو	جو نمایاں ہوا	اس سے	اور جو پوشیدہ رہا	اور گناہ کو	اور زیادتی کرنے کو	حق کے بغیر	اور (اس نے حرام کیا) کہ

تُشۡرِكُوۡا	بِاللّٰهِ	مَا	لَمۡ یُنَزِّلۡ	بِهٖ	سُلۡطٰنًا	وَّاَنۡ	تَقُوۡلُوۡا	عَلَی اللّٰهِ	مَا
تم لوگ شریک کرو	اللہ کے ساتھ	اس کو	اس نے اتارا ہی نہیں	جس کی	کوئی سند	اور (اس نے حرام کیا) کہ	تم لوگ کہو	اللہ پر	وہ جس کا

لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۳﴾	وَلِكُلِّ اُمَّةٍ	اَجَلٌ	فَاِذَا	جَآءَ	اَجَلُهُمۡ	لَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ
تم لوگ علم نہیں رکھتے	اور ہر ایک امت کے لیے	ایک وقت ہے	پھر جب	آجائے	ان کا وقت	تو وہ لوگ پیچھے نہیں ہوں گے

سَاعَةً	وَّلَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿۳۴﴾
ایک گھڑی (یعنی لمحہ بھر بھی)	اور نہ آگے ہوں گے

نوٹ:1 ایک عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں کا استعمال قربِ الٰہی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اس لیے کوئی جوگی بنتا ہے، کورا ہبانیت اختیار کرتا ہے اور کچھ صوفی بھی ان کی نقل کرتے ہیں۔ لیکن اسلام اس سے منع کرتا ہے کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے ہی پیدا کی ہیں۔ اصول یہ ہے کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ سب حلال ہیں۔ جب تک کسی چیز کا حرام ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اصلاً تو یہ چیزیں اہل ایمان کے لیے ہی پیدا کی گئی ہیں۔ لیکن اس دنیا میں کافروں کو بھی ان سے استفادہ کرنے کی اجازت ہے کیونکہ یہ دنیا دارالجزاء نہیں ہے بلکہ دارالامتحان ہے۔ البتہ قیامت میں یہ چیزیں صرف اہل ایمان کے لیے ہوں گی۔

جہاں اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو دلیل شرعی کے بغیر اپنے اوپر حرام کرنا منع ہے، وہیں ان کے استعمال میں حد سے تجاوز کرنا بھی منع ہے۔ اسراف کا مطلب ہے کسی جائز ضرورت پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ مثلاً کھانے میں متعدد ڈشوں کا اور سویٹ ڈش میں ایک سے زائد ڈشوں کا اہتمام کرنا، بھوک سے زیادہ کھانا یا بھوک کے بغیر کھانا جیسے IN BETWEEN THE MEALS بسکٹوں یا اسنیکس کا اہتمام کرنا وغیرہ۔ اسی طرح کپڑے، جوتے اور رہائش کی دوسری ضروریات پر ضروریات سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے اور ایسا کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

نوٹ:2 اثم وہ خطائیں ہیں جو فاعل کی اپنی ذات سے متعلق ہیں اور بغی وہ زیادتی ہے جو دوسروں کے ساتھ کی جائے۔ (ابن کثیر)۔ بغی میں حق کے بغیر کا مفہوم از خود شامل ہے۔ کیونکہ زیادتی کہتے ہی اس کو ہیں جو حق کے بغیر ہو۔ آیت میں بِغَيْرِ الْحَقِّ کا اضافہ تاکید کے لیے کیا گیا ہے۔ جیسے اردو لفظ ''دیکھنا'' میں آنکھوں سے دیکھنے کا مفہوم از خود شامل ہے۔ لیکن جب تاکید مقصود ہوتی ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

نوٹ:3 یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ افراد اور اقوام کے معاملہ میں اللہ نے ''اجل'' کے پیمانے الگ الگ رکھے ہیں۔ افراد کے پیمانے تو سالوں، مہینوں، دنوں، گھنٹوں اور منٹوں کے حساب سے پورے ہوتے ہیں۔ جب وہ پورے ہو جاتے ہیں۔ تو فرد ختم ہو جاتا ہے۔ جبکہ قوموں کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ ان کا حساب ان کے اخلاق زوال کی ایک خاص حد ہے۔ کوئی قوم جب گرتے گرتے اس حد کو پہنچ جاتی ہیں تو اس کا سفینہ غرق ہو جاتا ہے۔ جس طرح افراد کی موت کا وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں معلوم، اسی طرح قوموں کے فنا ہونے کے وقت علم بھی اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ (تدبر قرآن)

البتہ کسی فرد کے بالوں کی سفیدی، اعضاء کی کمزوری، چہرے کی جھریاں وغیرہ ایسی علامات ہیں جن کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ اس فرد کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ اسی طرح قوموں کی اخلاقی گراوٹ کی کچھ علامات ہیں جنہیں دیکھ کر کہا جاتا جاسکتا ہے کہ اس قوم کے دن اب گنے جا چکے ہیں۔ ایسی علامات کے ظہور کی ابتداء عموماً اس وقت ہوتی ہے جب وہ قوم فوجی ساز و سامان اور طاقت کے اس درجہ پر پہنچ جاتی ہے جہاں اس دنیا میں کوئی مد مقابل باقی نہیں رہتا اور اسے نظر آتا ہے کہ اب وہ جو چاہے کرے، اس کا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہیں ہے۔ (سورۃ العلق، آیات۔6۔7) کے پھر طاقت کے نشے میں اسے ہر نقشہ الٹا نظر آتی ہے، لیلیٰ نظر آتا ہے۔ پھر وہ ایسی اخلاقی اقدار کو اپنے پاؤں تلے روندنا شروع کرتی ہے جن کی کبھی وہ خود علمبردار تھی پھر وہ صرف دھاندلی نہیں کرتی بلکہ پوری ڈھٹائی

اور بے حیائی سے کرتی ہے اور اسے اپنا حق سمجھتی ہے۔ اخلاقی گراوٹ کی پستی اس کے سفینے میں سوراخ کرتی رہتی ہے اور وہ قوم 881 اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھودتی رہتی ہے۔

مثلاً موسیٰ اور ہارون نے فرعون کے دربار میں مطالبہ کیا تھا کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دو اور ان کو عذاب دینے کا سلسلہ ختم کردو۔ (سورہ طٰہٰ، آیت۔ 47)۔ اس وجہ سے فرعون نے ان پر جادوگر ہونے، آجکل کی اصطلاح میں دہشت گرد ہونے کا الزام لگایا اور اپنی قوم کو بتایا کہ یہ دونوں چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کو تمہاری زمین سے نکال دیں اور تمہاری بے مثال تہذیب وتمندن کا ستیاناس کردیں۔ (سورۃ طٰہٰ، آیت۔ 63)۔ حالانکہ موسیٰؑ اس سرزمین سے بنی اسرائیل کو نکال کرلے جانا چاہتے تھے اور اس کے بعد فرعونیوں کی تہذیب سے ان کو کوئی واسطہ نہ رہتا۔ اس طرح معمولی سمجھ بوجھ کا ہر آدمی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ فرعون کا الزام کتنا بے بنیاد اور کیسی دھاندلی پر مبنی تھا۔ لیکن طاقت کے نشہ کا یہ عالم تھا کہ قوم نے اس الزام کو درست تسلیم کیا۔ اخلاقی گراوٹ کی یہ وہ حد ہے جسے عبور کرنے کے بعد وہ قوم اس زمین پر ایک قوم ایک حیثیت سے رہنے کے حق سے محروم ہوگئی اور انہوں نے اپنی بے مثال تہذیب کو اپنے ہاتھوں سے ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

آیت نمبر (35 تا 39)

ترکیب

(آیت۔35) اِمَّا دراصل اِنْ مَا ہے۔ اس میں اِنْ شرطیہ ہے اور مَا تاکید کا ہے (آیت 2/البقرۃ:38، ترکیب)۔ يَقُصُّوْنَ حال ہے رُسُلٌ کا۔ اِمَّا کا جواب شرط فَمَنِ اتَّقٰى ہے اور یہ خود بھی شرط ہے۔ اس کا جواب شرط فَلَا خَوْفٌ ہے۔ (آیت۔ 37) رُسُلُنَا میں رُسُلٌ عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لیے اس کے لیے مؤنث کا صیغہ جَآءَتْ اور مذکر کا صیغہ يَتَوَفَّوْنَ، دونوں جائز ہیں۔ اُمَمٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔ ان آیات میں شرط اور جواب شرط کی وجہ سے افعال ماضی کا ترجمہ حال یا مستقبل میں کیا جائے گا۔

ترجمہ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ	اِمَّا	يَاْتِيَنَّكُمْ	رُسُلٌ	مِّنْكُمْ	يَقُصُّوْنَ	عَلَيْكُمْ	اٰيٰتِيْ	فَمَنِ	اتَّقٰى
اے آدمؑ کے بیٹوں	اگر کبھی	تمہارے پاس آئیں	کچھ رسول	تم میں سے	بیان کرتے ہوئے	تم پر	میری آیات کو	تو جو	تقویٰ کرے گا

وَاَصْلَحَ	فَلَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٣٥	وَالَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَاسْتَكْبَرُوْا
اور اصلاح کرے گا (اپنی)	تو کوئی خوف نہیں ہوگا	ان پر	اور نہ وہ لوگ غمگین ہوں گے	اور جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری آیات کو	اور تکبر کیا

عَنْهَآ	اُولٰۗىِٕكَ	اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ۝٣٦	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى
ان سے	وہ لوگ	آگ والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	تو کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا

عَلَي اللّٰهِ	كَذِبًا	اَوْ	كَذَّبَ	بِاٰيٰتِهٖ ۭ	اُولٰۗىِٕكَ	يَنَالُهُمْ	نَصِيْبُهُمْ	مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ	حَتّٰٓي	اِذَا
اللہ پر	ایک جھوٹ	یا	جھٹلایا	اس کی آیات کو	وہ لوگ ہیں	پہنچے گا جن کو	ان کا حصہ	لکھے میں سے	یہاں تک کہ	جب

جَاۗءَتْهُمْ	رُسُلُنَا	يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ	قَالُوْٓا	اَيْنَ	مَا
آئیں گے ان کے پاس	ہمارے پیغامبر (فرشتے)	ان کو پورا پورا لیتے ہوئے (یعنی روح قبض کرتے ہوئے)	تو وہ کہیں گے	کہاں ہے	وہ، جس کو

کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	قَالُوْا	ضَلُّوْا	عَنَّا	وَشَهِدُوْا	عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ	اَنَّهُمْ
تم لوگ پکارا کرتے تھے	اللہ کے علاوہ	تو لوگ کہیں گے	وہ گم ہو گئے	ہم سے	اور گواہی دیں گے	اپنے نفس کے خلاف	کہ وہ لوگ

كَانُوْا	كٰفِرِيْنَ ۝٣٧	قَالَ	ادْخُلُوْا	فِيْٓ اُمَمٍ	قَدْ خَلَتْ	مِنْ قَبْلِكُمْ
تھے	کفر کرنے والے	وہ (یعنی اللہ) کہے گا	تم لوگ داخل ہو جاؤ	ایک ایسی امت میں جو	جو گزر چکی ہے	تم لوگوں سے پہلے

مِّنَ الْجِنِّ	وَالْاِنْسِ	فِي النَّارِ	كُلَّمَا	دَخَلَتْ	اُمَّةٌ	لَّعَنَتْ	اُخْتَهَا
جنوں میں سے	اور انسانوں میں سے	آگ میں	جب کبھی	داخل ہوتی ہے	کوئی امت	تو لعنت کرتی ہے	اپنی بہن (یعنی دوسری امت) کو

حَتّٰٓى	اِذَا	ادَّارَكُوْا	فِيْهَا	جَمِيْعًا	قَالَتْ	اُخْرٰىهُمْ	لِاُوْلٰىهُمْ	رَبَّنَا	هٰٓؤُلَاۗءِ
یہاں تک کہ	جب	وہ لوگ آملیں گے	اس میں	سب کے سب	تو کہے گی	ان کی دوسری	اپنی پہلی کے لیے	اے ہمارے رب	یہ ہیں

اَضَلُّوْنَا	فَاٰتِهِمْ	عَذَابًا ضِعْفًا	مِّنَ النَّارِ	قَالَ	لِكُلٍّ	ضِعْفٌ	وَّلٰكِنْ
جنھوں نے گمراہ کیا ہم کو	پس تو دے ان کو	دوگنا عذاب	آگ میں سے	وہ (یعنی اللہ) کہے گا	ہر ایک کے لیے	دوگنا ہے	اور لیکن

لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝٣٨	وَقَالَتْ	اُوْلٰىهُمْ	لِاُخْرٰىهُمْ	فَمَا كَانَ	لَكُمْ	عَلَيْنَا	مِنْ فَضْلٍ	فَذُوْقُوا
تم لوگ جانتے نہیں	اور کہے گی	ان کی پہلی	اپنی دوسری سے	پس نہیں تھی	تمہارے لیے	ہم پر	کسی قسم کی کوئی فضیلت	تو چکھو

الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝٣٩
عذاب کو	بسبب اس کے جو	تم لوگ کمائی کرتے تھے

نوٹ: 1 آیت نمبر۔37 میں آیا ہے کہ نافرمان لوگوں کو اَلْکِتٰبِ میں سے ان کا حصہ پہنچے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیوی زندگی کے لیے ان کی تقدیر میں جو مہلت عمر اور رزق وغیرہ لکھا ہوا ہے، وہ ان کو ملے گا اور ان کی نافرمانی کی وجہ سے اس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ دنیا دارالامتحان ہے دارالجزاء نہیں ہے۔

نوٹ: 2 دوزخی لوگ اپنے پیش رو لوگوں کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے کہ ان لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا، اس لیے ان کو دوگناہ عذاب دے۔ایک ان کی اپنی گمراہی کا اور دوسرا ہمیں گمراہ کرنے کا۔جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ سب کے لیے دوگنا عذاب ہے۔اس کی وجہ سمجھ لیں جس کی وضاحت مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے کی ہے۔

نیکی ہو یا بدی، دونوں اپنی فطرت کے اعتبار سے متعدی چیزیں ہیں۔یہ اپنے کرنے والے کی ذات تک محدود نہیں رہتی ہیں۔بلکہ ان کے اثرات دوسروں تک بھی منتقل ہوتے ہیں۔یہاں تک کہ نیکی کا ایک ذرہ احد پہاڑ کے برابر ہو سکتا ہے اور بدی کا یک تخم لق ودق جنگل کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے (جو سورۃ النساء، آیت نمبر۔85 میں اور احادیث میں بیان ہوا ہے) کہ تم میں سے اگلے اور پچھلے دونوں ہی کے لیے اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ ان کے گناہوں سے بھی حصہ ملنے والا ہے جن

کے لیے تم نے ان گناہوں کی مثال قائم کی۔ تم فریاد کر رہے ہو کہ تمہارے اگلوں نے تمہارے لیے بری مثال قائم کی۔ اس وجہ سے ان کو زیادہ عذاب ہو۔ ان کو بیشک زیادہ عذاب ملے گا۔ لیکن تم نے جو بری مثال اپنے بعد والوں کے لیے چھوڑی، اس کے نتائج سے تم کس طرح بچ جاؤ گے۔ جو پیمانہ ان کے لیے ہے وہی پیمانہ تمہارے لیے ہے۔ اگر ان کی روش بد کے ساتھ ساتھ تم اپنی روش بد کے اثرات کا بھی علم رکھتے تو تم مانتے کہ تم اور وہ، دونوں یکساں مجرم ہو۔ لیکن تمہیں اپنے بوئے ہوئے تخم بد کی ہولنا کیوں کا علم نہیں ہے۔ اب وہ تمہارے سامنے آگے گا (تدبر قرآن)

881

یہاں پر کچھ ذہنوں میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ قیامت کے وقت زمین پر جو آخری نسل انسانی بدی میں ملوث ہوگی، ان کی بدی کے اثرات تو کسی اگلی نسل کو منتقل نہیں ہوں گے، تو کیا ان کو کہرا عذاب ہوگا۔ اس کا جواب نفی میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لِكُلٍّ (سب کے لیے، ہر ایک کے لیے) فرمایا ہے۔ اس کی وجہ وہ لوگ آسانی سے سمجھ لیں گے۔ جنہوں نے STATISTICS (اعداد وشمار کا علم) میں EXTRAPOLATION کا فارمولا پڑھا ہے۔ دوسرے طلبا اس کو اس طرح سمجھ لیں کہ کسی چیز کے گذشتہ کافی سالوں کے اعداد شمار موجود ہوں تو ماضی میں ہونے والی کمی یا اضافہ کے رجحان کی بنیاد پر مذکورہ فارمولے کے ذریعہ تخمینہ لگاتے لیتے ہیں کہ چند سالوں کے بعد اعداد و شمار کیا ہوں گے۔ عام طور پر یہ تخمینے تقریباً صحیح ثابت ہوتے ہیں۔ اگر کبھی تھوڑا بہت یا کبھی کبھار زیادہ فرق ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی علم پرفیکٹ نہیں بلکہ ناقص ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر نقص سے پاک ہے۔ اس لیے اس کا علم بھی پرفیکٹ ہے اور وہ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔ اس کے لیے یہ بہت آسان ہے کہ وہ آخری نسلوں کی بدی کے منتقل ہونے والے اثرات کا بالکل ٹھیک ٹھیک (Exact) حساب کر کے ان لوگوں کو اس کی بھی سزا دے۔ اس لیے فرمایا لِكُلٍّ ضِعْفٌ۔

آیت نمبر (40 تا 43)

ج م ل

(ک) جَمَالًا: خوب صورت ہونا۔ خوب سیرت ہونا۔

جَمَالٌ: اسم ذات بھی ہے۔ خوبصورتی۔ ﴿وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ﴾ ''اور تمہارے لیے اس میں خوبصورتی ہے۔''

جَمِيْلٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ خوبصورت۔ خوب سیرت۔ ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝۸۵﴾ (15/الحجر:85) ''پس تو نظر انداز کر، خوب صورت نظر انداز کرنا۔''

جَمَلٌ: (ج) جِمَالَةٌ اونٹ۔ ﴿كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝۳۳﴾ (77/المرسلٰت: 33) ''جیسے کہ وہ ہوں زرد اونٹ۔''

(ن) جَمْلًا: جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔

جُمْلَةٌ: اکٹھا کی ہوئی چیز۔ ﴿لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً﴾ (25/الفرقان:32) ''کیوں نہیں اتارا گیا ان پر قرآن اکٹھا ایک بار۔''

س م م

(ن) سُمُوْمًا: جھلسنا۔

سَمُوْمًا: جھلس دینے والی گرم ہوا۔ لُو۔ ﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝۲۷﴾ (15/الحجر:27) ''اور جن! ہم نے پیدا کیا اس کو اس سے پہلے لُو کی آگ سے۔''

سَمٌّ: تنگ سوراخ۔ جیسے سوئی کا ناکا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 40

ترکیب

(آیت۔41) مِهَادٌ اور غَوَاشٍ مبتداء مؤخر نکرہ ہیں، لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ ان دونوں کی قائم مقام خبر مقدم ہے۔ جبکہ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ، غَوَاشٍ کی متعلق خبر ہے۔ (آیت۔42) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مبتداء ہے اور اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اس کی خبر ہے، درمیان میں لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ جملۂ معترضہ ہے۔ آیت 43 سے شروع ہو کر آگے کئی آیات تک قیامت کا ذکر ہے اس لیے ان آیات میں افعال ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَاسْتَكْبَرُوْا	عَنْهَا	لَا تُفَتَّحُ	لَهُمْ	اَبْوَابُ السَّمَآءِ
بیشک جن لوگوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور گھمنڈ کیا	ان سے	نہیں کھولے جائیں گے	ان کے لیے	آسمان کے دروازے

وَلَا يَدْخُلُوْنَ	الْجَنَّةَ	حَتّٰى	يَلِجَ	الْجَمَلُ	فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ	وَكَذٰلِكَ	نَجْزِي
اور نہ ہی داخل ہوں گے	جنت میں	یہاں تک کہ	گھس جائے	اونٹ	سوئی کے ناکے میں	اور اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٤٠﴾	لَهُمْ	مِّنْ جَهَنَّمَ	مِهَادٌ	وَّمِنْ فَوْقِهِمْ	غَوَاشٍ	وَكَذٰلِكَ	نَجْزِي
جرم کرنے والوں کو	ان کے لیے	جہنم میں سے ہے	ایک بچھونا	اور ان کے اوپر سے	کچھ چھا جانے والی چیزیں	اور اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	لَا نُكَلِّفُ	نَفْسًا	اِلَّا	وُسْعَهَآ
ظلم کرنے والوں کو	اور جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے	نیک	ہم پابند نہیں کرتے	کسی جان کو	مگر	اس کی وسعت کو

اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ﴿٤٢﴾	وَنَزَعْنَا	مَا	فِيْ صُدُوْرِهِمْ
تو وہ لوگ	جنت والے ہیں	یہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور ہم کھینچ نکالیں گے	اس کو جو	ان کے سینوں میں ہے

مِّنْ غِلٍّ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهِمُ	الْاَنْهٰرُ	وَقَالُوا	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	الَّذِيْ
کسی قسم کی کوئی کدورت	بہتی ہوں گی	ان کے نیچے سے	نہریں	اور وہ لوگ کہیں گے	تمام شکر و تعریف	اللہ ہی کے لیے ہے	جس نے

هَدٰىنَا	لِهٰذَا	وَمَا كُنَّا	لِنَهْتَدِيَ	لَوْلَآ	اَنْ	هَدٰىنَا	اللّٰهُ	لَقَدْ جَآءَتْ	رُسُلُ رَبِّنَا
پہنچایا ہم کو	یہاں تک	اور ہم نہیں تھے	کہ ہم ہدایت پاتے	اگر نہ ہوتا	کہ	ہم کو ہدایت دیتا	اللہ	آ چکے تھے	ہمارے رب کے رسول

بِالْحَقِّ	وَنُوْدُوْٓا	اَنْ	تِلْكُمُ الْجَنَّةُ	اُوْرِثْتُمُوْهَا	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾
حق کے ساتھ	اور پکارا جائے گا	کہ	یہ جنت	تم لوگوں کو وارث بنایا گیا اس کا	بسبب اس کے جو	تم لوگ کرتے تھے

نوٹ:1 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن بندہ کے لیے جب موت کا وقت آتا ہے تو حضرت عزرائیل اس کی روح کو خطاب کرتے ہیں کہ رب کی مغفرت کے لیے نکلو۔ اس وقت اس کی روح اس طرح بدن سے نکل آتی ہے جیسے کسی مشکیزہ کا منہ کھول دیا جائے

تو اس کا پانی نکل جاتا ہے۔ اس کی روح کو لے فرشتے پہلے آسمان پر پہنچتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کا اعمال نامہ علیین میں رکھو اور اس کو واپس کر دو۔ پھر یہ روح لوٹ کر قبر میں آتی ہے۔ سوال وجواب کے لیے۔ کافر کا جب موت کا وقت آتا ہے تو فرشتۂ موت اس کی روح اس طرح نکالتا ہے جیسے کوئی خاردار شاخ گیلی اون میں لپٹی ہوئی ہو اور اس میں سے کھینچی جائے۔ اس کی روح کو لے کر فرشتے پہلے آسمان پر پہنچتے ہیں تو اس کا دروازہ نہیں کھولا جاتا بلکہ حکم ہوتا ہے اس بندے کا اعمال نامہ سجین میں رکھو اور اس کو واپس کر دو۔ پھر یہ روح لوٹ کر قبر میں سوال وجواب کے لیے آتی ہے۔ (معارف القران)

نوٹ:2 حکایات (Case Studies) میں جو واقعات ہوتے ہیں، عام طور پر وہ فرض ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد اور افادیت یہ ہوتی ہے کہ کسی بات کو ایک واقعاتی شکل دینے سے وہ بات سمجھنا اور سمجھانا آسان ہو جاتا ہے۔ ہمارے استاد محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم نے ایسی ہی ایک حکایت اپنے طلبا کو سنائی تھی جو ان کے ترجمۂ قرآن کیسٹ میں محفوظ ہے۔ اس کی افادیت کے پیش نظر ہم اسے نقل کر رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ دوزخی لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور درخواست کی کہ ہم اپنے کیے کی بہت سزا بھگت چکے۔ اب تو ہمیں معاف کر دے اور اپنی رحمت سے ہمیں بھی جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے لیے تم لوگوں کو ایک کام کرنا ہوگا۔ واپس جاؤ اور تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف جو بغض، کینہ، کدورت وغیرہ ہے، وہ سب دل سے نکال کر اور ایک دوسرے کو معاف کر کے واپس آؤ، تو میں تم لوگوں کو جنت میں داخل کر دوں گا۔ واپس آ کر انہوں نے سوچا کہ اگر میں نے اس کو معاف کر دیا تو میرا یہ دشمن بھی جنت میں چلا جائے گا۔ اس کو تو میں کسی قیمت پر بھی جنت میں نہیں جانے دوں گا خواہ مجھے خود بھی دوزخ میں رہنا پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کسی نے کسی کو معاف نہیں کیا اور سب کے سب دوزخ میں ہی پڑے رہے۔

اس حکایات میں ہمارے لیے کئی سبق ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ خود بھی غفور (بے انتہا بخشنے والا) ہے اور وہ معاف کرنے کے عمل کو پسند کرتا ہے۔ (۲) معاف کرنے کا فائدہ پہلے معاف کرنے والے کی ذات کو ہوتا ہے اس کے بعد وہ کسی اور کو منتقل ہوتا ہے۔ جبکہ معاف نہ کرنے والا اور انتقام کی فکر کرنے والا پہلے اپنا نقصان کرتا ہے اس کے بعد ہی وہ کسی دوسرے کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ (۳) کسی معاشرے میں جب عفو و درگزر رواج پاتا ہے تو وہ معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ جبکہ کسی معاشرے میں اگر انتقام لینا ضروری قرار پا جائے تو وہ معاشرہ انتشار اور بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے۔

آیت نمبر (44 تا 51)

ح ج ب

(ن) حَجْبًا: دو چیزوں کے درمیان حائل ہو کر ایک کو دوسرے تک پہنچنے سے روکنا۔ (۱) حائل ہونا۔ (۲) روکنا۔

حِجَابٌ: اسم ذات ہے۔ پردہ۔ اوٹ۔ رکاوٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔46۔

مَحْجُوْبٌ: اسم المفعول ہے۔ روکا ہوا۔ ﴿اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝۱۵﴾ (83/المطففین:15)
''بیشک وہ لوگ اپنے رب سے اس دن روکے ہوئے ہوں گے۔''

ترکیب (آیت۔44-45) وَجَدْنَا کا مفعول اول مَا ہے اور حَقًّا مفعول ثانی ہے۔ اَلَّذِيْنَ بدل ہے اَلظّٰلِمِيْنَ کا۔ (آیت۔46) رِجَالٌ مبتدا مؤخر نکرہ ہے اور نکرہ مخصوصہ بھی ہے۔ اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے۔ عَلَى الْاَعْرَافِ قائم مقام خبر مقدم جبکہ يَعْرِفُوْنَ

اس کی خصوصیت ہے۔ نَادَوْا کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے۔ جو رِجَالٌ کے لیے ہے۔ (آیت۔47) 881 صُرِفَتْ کا نائب فاعل اَبْصَارُهُمْ ہے جبکہ تِلْقَآءَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

وَنَادٰٓى	اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ	اَصْحٰبَ النَّارِ	اَنْ	قَدْ وَجَدْنَا	مَا	وَعَدَنَا	رَبُّنَا	حَقًّا
اور پکاریں گے	جنت والے	آگ والوں کو	کہ	ہم نے پایا ہے	اس کو جو	وعدہ کیا ہم سے	ہمارے رب نے	برحق

فَهَلْ	وَجَدْتُّمْ	مَّا	وَعَدَ	رَبُّكُمْ	حَقًّا ط	قَالُوْا	نَعَمْ ج	فَاَذَّنَ	مُؤَذِّنٌۢ	بَيْنَهُمْ
تو کیا	تم لوگوں نے پایا	اس کو جو	وعدہ کیا	تمہارے رب نے	برحق	وہ کہیں گے	ہاں	پھر پکارے گا	ایک پکارنے والا	ان کے مابین

اَنْ	لَّعْنَةُ اللّٰهِ	عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾	الَّذِيْنَ	يَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَيَبْغُوْنَهَا	عِوَجًا ج
کہ	اللہ کی لعنت ہے	ظلم کرنے والوں پر	وہ لوگ جو	روکتے ہیں	اللہ کے راستے سے	اور جو تلاش کرتے ہیں اس میں	کجی کو

وَهُمْ	بِالْاٰخِرَةِ	كٰفِرُوْنَ ﴿٤٥﴾	وَبَيْنَهُمَا	حِجَابٌ ج	وَعَلَى الْاَعْرَافِ	رِجَالٌ
اور یہ لوگ	آخرت کا	انکار کرنے والے ہیں	اور ان دونوں کے درمیان	ایک رکاوٹ ہے	اور (اس کی) بلندیوں پر	کچھ لوگ ہیں

يَّعْرِفُوْنَ	كُلًّاۢ	بِسِيْمٰىهُمْ ج	وَنَادَوْا	اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ	اَنْ	سَلٰمٌ	عَلَيْكُمْ قف	لَمْ يَدْخُلُوْهَا
جو پہچانتے ہیں	سب کو	ان کی نشانی سے	اور وہ پکاریں گے	جنت والوں کو	کہ	سلامتی ہو	تم لوگوں پر	وہ لوگ داخل نہیں ہوئے اس میں

وَهُمْ	يَطْمَعُوْنَ ﴿٤٦﴾	وَاِذَا	صُرِفَتْ	اَبْصَارُهُمْ	تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ	قَالُوْا	رَبَّنَا
اور وہ لوگ	آرزو کرتے ہیں	اور جب بھی	پھیری جائیں گی	ان کی نگاہیں	آگ والوں کی طرف	تو وہ کہیں گے	اے ہمارے رب

لَا تَجْعَلْنَا	مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾ ع	وَنَادٰٓى	اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ	رِجَالًا	يَّعْرِفُوْنَهُمْ	بِسِيْمٰىهُمْ
تو مت بنانا ہمیں	ظالم قوم کے ساتھ	اور پکاریں گے	بلندیوں والے	کچھ لوگوں کو	وہ پہچانتے ہوں گے جن کو	ان کی نشانی سے

قَالُوْا	مَآ اَغْنٰى	عَنْكُمْ	جَمْعُكُمْ	وَمَا	كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٨﴾	اَهٰٓؤُلَآءِ	الَّذِيْنَ
کہیں گے	کام نہ آیا	تمہارے	تمہارا جتھا	اور وہ جس پر	تم لوگ گھمنڈ کرتے تھے	کیا یہ ہیں	وہ لوگ جن کی

اَقْسَمْتُمْ	لَا يَنَالُهُمُ	اللّٰهُ	بِرَحْمَةٍ ط	اُدْخُلُوا	الْجَنَّةَ	لَا خَوْفٌ	عَلَيْكُمْ
تم لوگ قسم کھاتے تھے	(کہ) نہیں پہنچے گا ان کو	اللہ	کسی رحمت سے	(جنہیں کہا گیا) داخل ہو	جنت میں	کوئی خوف نہیں ہے	تم لوگوں پر

وَلَآ اَنْتُمْ	تَحْزَنُوْنَ ﴿٤٩﴾	وَنَادٰٓى	اَصْحٰبُ النَّارِ	اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ	اَنْ	اَفِيْضُوْا	عَلَيْنَا	مِنَ الْمَآءِ
اور نہ ہی تم لوگ	پچھتاؤ گے	اور پکاریں گے	آگ والے	جنت والوں کو	کہ	تم لوگ بہاؤ	ہم پر	پانی میں سے (کچھ)

اَوْ	مِمَّا	رَزَقَكُمُ	اللّٰهُ ط	قَالُوْٓا	اِنَّ	اللّٰهَ	حَرَّمَهُمَا	عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ ۙ	الَّذِيْنَ
یا	اس میں سے جو	عطا کیا تم کو	اللہ نے	وہ لوگ کہیں گے	یقیناً	اللہ نے	حرام کیا دونوں کو	کافروں پر	وہ لوگ جنہوں نے

اتَّخَذُوْا	دِيْنَهُمْ	لَهْوًا	وَّ لَعِبًا	وَّ غَرَّتْهُمُ	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	فَالْيَوْمَ	نَنْسٰهُمْ	كَمَا 881	نَسُوْا
بنایا	اپنے دین کو	تماشہ	اور کھیل	اور دھوکہ دیا ان کو	دنیوی زندگی نے	تو آج	ہم بھول جائیں گے ان کو	جیسے کہ	وہ بھولے

لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا	وَمَا	كَانُوْا	بِاٰيٰتِنَا	يَجْحَدُوْنَ ۝۵۱
اپنے اس دن کی ملاقات کو	اور ان کو	وہ جو	ہماری نشانیوں کو	جانتے بوجھتے انکار کرتے تھے

نوٹ:1 مادہ ''ل ق ی'' کی لغت آیت نمبر۔2۔14 کے تحت دی گئی ہے۔ وہاں لفظ تِلْقَاءٌ نہیں دیا گیا ہے۔ اب نوٹ کرلیں کہ اس کا مادہ ''ل ق ی'' ہی ہے اور وزن تِفْعَالٌ ہے۔ علما نے بتایا ہے کہ اس وزن پر عربی میں دو ہی الفاظ آتے ہیں، ایک تِبْيَانٌ اور دوسرا تِلْقَاءٌ۔

تِلْقَاءٌ کے متعلق ایک رائے یہ ہے کہ یہ لَقِيَ۔ يَلْقٰى کے متعدد مصادر میں سے ایک مصدر ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ باب مفاعلہ کا ظرف ہے یعنی ملاقات کی جگہ یا سمت۔ ہم نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ لفظ تین جگہ آیا ہے اور تینوں جگہ کو ظرف مان کر ترجمہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

نوٹ:2 جنت اور دوزخ کے درمیان حائل ہونے والے حصار کے بالائی حصہ کا نام اعراف ہے۔ یہ اَفْعَالٌ کے وزن پر عُرْفٌ کی جمع ہے اور عرف ہر چیز کے اوپر والے حصہ کو کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے اہل اعراف کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ اس لیے جہنم سے تو نجات ہوگئی مگر جنت میں ابھی داخل نہیں ہوئے۔ ان کو مقام اعراف پر روک لیا گیا۔ تمام اہل جنت اور اہل دوزخ کا فیصلہ ہونے کے بعد ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔ بالآخر ان کی مغفرت ہوجائے گی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اہل اعراف کون لوگ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے والدین کی مرضی اور اجازت کے خلاف جہاد میں شریک ہوئے اور اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے۔ ان کو جنت میں داخلہ سے ماں باپ کی نافرمانی نے روک دیا اور جہنم کے داخلے سے شہادت فی سبیل اللہ نے روک دیا۔ (منقول از معارف القرآن بحوالہ ابن کثیرؒ)

آیت نمبر (52 تا 58)

ط ل ب

(ن) طَلَبًا: کسی چیز کو حاصل کرنے کے لیے جستجو کرنا۔ (1) کسی چیز کے پیچھے لگنا۔ تلاش کرنا۔ (2) چاہنا۔ (زیر مطالعہ آیت۔54)

طَالِبٌ: اسم الفاعل ہے۔ تلاش کرنے والا۔ چاہنے والا۔ ﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝۷۳﴾ (22/الحج:73) ''کمزور ہوا چاہنے والا اور جس کو چاہا گیا۔''

مَطْلُوْبٌ: اسم المفعول ہے۔ جس کو تلاش کیا گیا۔ چاہا گیا۔

ح ث ث

(ن) حَثًّا: کسی کو کسی کام پر ابھارنا۔ اکسانا۔

حَثِيْثٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تیز رو، تیز رفتار (اکسایا ہوا ہونے کی وجہ سے)۔ زیر مطالعہ آیت۔54۔

س و ق

(ن)	مَسَاقًا	جانور کو پیچھے سے ہانکنا۔ زیر مطالعہ آیت۔57۔
(س)	سَوْقًا	موٹی پنڈلی والا ہونا۔
	سَائِقٌ	اسم الفاعل ہے۔ ہانکنے والا۔ ﴿مَعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ﴾ (50/ق:21) ''اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا۔''
	سَاقٌ	ج سُوْقٌ۔ پنڈلی۔ درخت کا تنہ۔ ﴿وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ﴾ (75/القیامۃ:29) ''اور لپٹی پنڈلی پنڈلی سے۔'' ﴿فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ﴾ (48/الفتح:29) ''پھر وہ سیدھی ہوئی اپنے تنوں پر۔''
	سُوْقٌ	ج: اَسْوَاقٌ۔ بازار۔ ﴿اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِى الْاَسْوَاقِ﴾ (25/الفرقان:20) ''بیشک وہ لوگ کھانا کھاتے ہیں اور چلتے ہیں بازاروں میں۔''

ن ک د

(س)	نَكَدًا	کنویں کا پانی کم ہونا۔ گزران کا تنگ ہونا۔
	نَكِدٌ	صفت ہے۔ سخت مزاج۔ بے فیض۔ زیر مطالعہ آیت۔58۔

ترکیب

(آیت۔53) تَاْوِيْلَهٗ کی ضمیر مفعولی بِكِتٰبٍ کے لیے ہے اور نَسُوْهُ کی ضمیر مفعولی بھی کتاب کے لیے ہے۔ فَيَشْفَعُوْا اور فَنَعْمَلَ کے فاسبیہ ہیں۔ (آیت۔54) يُغْشِى کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے۔ جو اَللّٰهُ کے لیے ہے۔ يَطْلُبُهٗ میں ضمیر فاعلی اَلَّيْلَ کے لیے اور ضمیر مفعولی اَلنَّهَارَ کے لیے ہے۔ حَثِيْثًا حال ہے۔ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ، یہ سب خَلَقَ کے مفعول ہیں۔ مُسَخَّرٰتٍ حال ہے۔ (آیت۔56) بَعْدَ اِصْلَاحِهَا میں اِصْلَاحٌ مصدر ہے۔ جو معروف اور مجہول دونوں معنی دیتا ہے۔ ترجمہ میں ہم مجہولی معنی کو ترجیح دیں گے۔ (دیکھیں آیت۔3/آل عمران:154، نوٹ۔1) رَحْمَتَ اللّٰهِ کی خبر قَرِيْبَةٌ کے بجائے قَرِيْبٌ آئی ہے کیونکہ فَعِيْلٌ کا وزن اگر بمعنی مفعول ہو تو پھر مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے تائے تانیث کے بغیر ہی استعمال ہوتا ہے۔ (دیکھیں آسان عربی گرامر، حصہ سوم، پیرا گراف۔ 60:9)۔ (آیت۔57) اَقَلَّتْ کا فاعل اس میں هِىَ کی ضمیر ہے جو اَلرِّيْحَ کے لیے ہے۔ پہلے بِهٖ کی ضمیر سَحَابًا کے لیے ہے جبکہ دوسرے بِهٖ کی ضمیر اَلْمَآءَ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ	بِكِتٰبٍ	فَصَّلْنٰهُ	عَلٰى عِلْمٍ	هُدًى	وَّ رَحْمَةً
اور ہم لائیں ہیں ان کے پاس	ایک ایسی کتاب	ہم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے جس کو	علم (کی بنیاد) پر	ہدایت دیتے ہوئے	اور رحمت ہوتے ہوئے

لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ	هَلْ يَنْظُرُوْنَ	اِلَّا	تَاْوِيْلَهٗ	يَوْمَ	يَاْتِىْ	تَاْوِيْلُهٗ	يَقُوْلُ	الَّذِيْنَ
ایسے لوگوں کیلئے جو	ایمان لاتے ہیں	وہ لوگ کیا انتظار کرتے ہیں	سوائے	اس کے انجام کار کے	جس دن	آئے گا	اس کا انجام	تو کہیں گے	وہ لوگ جو

نَسُوْهُ	مِنْ قَبْلُ	قَدْ جَآءَتْ	رُسُلُ رَبِّنَا	بِالْحَقِّ	فَهَلْ	لَّنَا	مِنْ شُفَعَآءَ
بھولے اس کو	اس سے پہلے	لائے تھے	ہمارے رب کے رسول	حق کو	تو کیا	ہمارے لیے	کوئی بھی شفاعت کرنے والا ہے

فَيَشْفَعُوْا	لَنَآ	اَوْ	نُرَدُّ	فَنَعْمَلَ	غَيْرَ الَّذِيْ	كُنَّا نَعْمَلُ ؕ	قَدْ خَسِرُوْٓا 881
تا کہ وہ شفاعت کریں	ہماری	یا	ہم لوٹائے جائیں	نتیجتاً ہم عمل کریں	اس کے علاوہ جو	ہم کیا کرتے تھے	انہوں نے گھاٹے میں ڈالا ہے

اَنْفُسَهُمْ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع	اِنَّ	رَبَّكُمُ	اللّٰهُ الَّذِيْ	خَلَقَ
اپنے آپ کو	اور گم ہوا	ان سے	وہ جو	وہ لوگ گھڑتے تھے	بیشک	تم لوگوں کا رب	وہ اللہ ہے جس نے	پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ	ثُمَّ	اسْتَوٰى	عَلَى الْعَرْشِ قف	يُغْشِي	الَّيْلَ	النَّهَارَ	يَطْلُبُهٗ
آسمانوں کو	اور زمین کو	چھ دنوں میں	پھر	وہ متمکن ہوا	عرش پر	وہ ڈھانپتا ہے	رات کو	دن سے	وہ پیچھے لگتی ہے اسکے

حَثِيْثًا ۙ	وَّالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	وَالنُّجُوْمَ	مُسَخَّرٰتٍۭ	بِاَمْرِهٖ ؕ	اَلَا	لَهُ	الْخَلْقُ
تیز رفتاری سے	اور (پیدا کیا) سورج کو	اور چاند کو	اور ستاروں کو	مطیع کیے ہوئے	اپنے حکم سے	خبردار!	اس کے لیے ہی ہے	پیدا کرنا

وَالْاَمْرُ ؕ	تَبٰرَكَ	اللّٰهُ	رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾	اُدْعُوْا	رَبَّكُمْ	تَضَرُّعًا	وَّخُفْيَةً ؕ	اِنَّهٗ
اور حکم دینا	بابرکت ہوا	اللہ	جو تمام جہانوں کا پرورش کرنیوالا ہے	تم لوگ پکارو	اپنے رب کو	گڑگڑاتے ہوئے	اور چپکے چپکے	بیشک وہ

لَا يُحِبُّ	الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ ج	وَلَا تُفْسِدُوْا	فِي الْاَرْضِ	بَعْدَ اِصْلَاحِهَا	وَادْعُوْهُ	خَوْفًا
پسند نہیں کرتا	حد سے بڑھنے والوں کو	اور تم لوگ فساد مت پھیلاؤ	زمین میں	اس کی اصلاح کیے جانے کے بعد	اور پکارو اس کو	ڈرتے ہوئے

وَّطَمَعًا ؕ	اِنَّ	رَحْمَتَ اللّٰهِ	قَرِيْبٌ	مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾	وَهُوَ الَّذِيْ	يُرْسِلُ	الرِّيٰحَ
اور آرزو کرتے ہوئے	بیشک	اللہ کی رحمت	قریب ہے	بھلائی کرنے والوں سے	اور وہ، وہ ہے جو	بھیجتا ہے	ہواؤں کو

بُشْرًا	بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ	حَتّٰٓى	اِذَآ	اَقَلَّتْ	سَحَابًا ثِقَالًا	سُقْنٰهُ	لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ
خوشخبری ہوتے ہوئے	اپنی رحمت کے آگے	یہاں تک کہ	جب	وہ بلند کرتی ہیں	بھاری بادل کو	تو ہم ہانکتے ہیں اس کو	کسی مردہ بستی کی طرف

فَاَنْزَلْنَا	بِهِ	الْمَآءَ	فَاَخْرَجْنَا	بِهٖ	مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ	كَذٰلِكَ	نُخْرِجُ	الْمَوْتٰى
پھر ہم اتارتے ہیں	اس سے	پانی کو	پھر ہم نکالتے ہیں	اس سے	تمام پھلوں میں سے	اسی طرح سے	ہم نکالیں گے	مردوں کو

لَعَلَّكُمْ	تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾	وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ	يَخْرُجُ	نَبَاتُهٗ	بِاِذْنِ رَبِّهٖ ج	وَالَّذِيْ	خَبُثَ
شاید کہ	تم لوگ نصیحت حاصل کرو	اور پاکیزہ بستی،	نکلتا ہے	اس کا سبزہ	اس کے رب کی اجازت سے	اور وہ (بستی) جو	نکمی ہوئی

لَا يَخْرُجُ	اِلَّا	نَكِدًا ؕ	كَذٰلِكَ	نُصَرِّفُ	الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ	يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ ع
نہیں نکلتا (اس کا سبزہ)	مگر	بے فیض ہوتے ہوئے	اس طرح	ہم بار بار، بیان کرتے ہیں	نشانیوں کو	ایسے لوگوں کے لیے	جو شکر کرتے ہیں

نوٹ: 1

آج کل مساجد میں اماموں کا معمول ہو گیا ہے کہ عربی کے کچھ دعائیہ کلمات انہیں یاد ہوتے ہیں اور ختم نماز پر وہ انہیں پڑھ دیتے ہیں اور لوگ آمین کہہ دیتے ہیں۔ اکثر کو ان کلمات کا مطلب معلوم نہیں ہوتا۔ اس سارے تماشہ کا حاصل چند کلمات کا پڑھنا ہوتا ہے۔ دعا مانگنے کی جو حقیقت ہے وہ یہاں پائی ہی نہیں جاتی۔ دعا پڑھی نہیں جاتی بلکہ مانگی جاتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی کو کلمات

881

کے معنی معلوم ہوں اور وہ سمجھ کر کہہ رہا ہو،لیکن اس کے لب ولہجہ میں تضرع یعنی عاجزی اور انکساری نہ ہوتو یہ دعا مانگنا نہیں ہے بلکہ مطالبہ پیش کرنا ہے،جس کا کسی بندے کو کوئی حق نہیں ہے۔ دعا کی روح تضرع ہے اور خفیہ یا آہستہ آواز سے مانگنا افضل اور قرینِ قبولیت ہے۔ کیونکہ بلند آواز سے دعا مانگنے میں تواضع اور انکساری کا باقی رہنا مشکل ہے۔(معارف القرآن)۔

نوٹ:2 آیات۔57۔58 میں بارش اور اس کی برکتوں کے ذکر سے حیات بعد الممات کا اثبات بھی مقصود ہے اور تمثیل کے پیرائے میں رسالت اور اس کی برکتوں کے ذریعہ سے نیک و بد لوگوں میں امتیاز نمایاں ہونے کا نقشہ دکھانا بھی پیش نظر ہے۔ رسول کی آمد اور خدائی تعلیم وھدایت کے نزول کو بارانی ہواؤں کے چلنے اور ابر رحمت چھاجانے اور بارش کے برسنے سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ پھر بارش کے ذریعہ سے مردہ زمین کے جی اٹھنے اور اس کے اندر سے زندگی کے خزانے ابل پڑنے کو اس حالت کے لیے بطور مثال پیش کیا گیا ہے جو نبی کی تعلیم و تربیت سے مردہ انسانیت کے جاگ اٹھنے اور اس کے سینے سے بھلائیوں کے خزانے ابل پڑنے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور بارش کی برکتیں صرف زرخیز زمین حاصل کرتی ہے۔ اسی طرح رسالت کی برکتیں صرف صالح لوگ حاصل کرتے ہیں (تفہیم القرآن)

فی زمانہ مذکورہ تمثیل کا اطلاق مسلمانوں کی اکثریت پر ہوتا ہے،جس میں جہلا کے ساتھ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی شامل ہیں، کیونکہ قرآن اور حدیث کی تعلیم سے یہ لوگ نابلد ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس لاعلمی کی حالت میں ان لوگوں میں نیک و بد کی تمیز کس بنیاد پر ہوگی اور ان لوگوں کو جب قرآن وحدیث کی کوئی بات بتائی یاتی ہے تو ان میں سے کون لوگ رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور کون لوگ گمراہی میں اڑے رہتے ہیں۔ اس بات کو سمجھ لیں۔

اصول یہ ہے کہ پہلے انسان کو کچھ سکھاتے پڑھاتے ہیں پھر اس کا امتحان لیتے ہیں۔ اسی لیے انسان کی فطرت میں بہت کچھ ڈال کر اسے دنیا کی امتحان گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک نیکی اور بدی کا شعور بھی ہے۔(91/ 8)۔ جو لوگ اپنی فطرت کی پکار پر کان دھرتے ہیں اور زندگی میں برائیوں سے اجتناب کی روش اختیر کرتے ہیں، ان کی فطری پاکیزگی زندہ رہتی ہے۔ ایسے لوگوں کے سامنے جب اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی ہدایات آتی ہیں تو یہ لوگ اسے اپنے اندر اس طرح جذب کرتے ہیں جیسے زرخیز زمین بارش کے پانی کو۔ پھر حتی المقدور ان پر عمل کرتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کی زندگی میں بھی اور معاشرے میں بھی بہار آتی ہے اور پھول مہکتے ہیں۔

فطری پاکیزگی کو زندہ رکھنے میں اس بات کو ایک فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی قسم کے جذبات، امنگوں اور خواہشات کی پرورش کرتا ہے اور اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے لیے کس قسم کی صحبت کا انتخاب کرتا ہے۔ یہ صحبت خواہ افراد کی ہو کتب کی ہو یا مشترکہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ انسانی ذہن کبھی ساکت نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم کسی برائی کے متعلق نہ سوچیں۔ اگر ہوائی قلعے بنانے ہیں اور خیالی پلاؤ پکانا ہے تو ان کو اپنے تصور میں نیکیاں اور بھلائیاں کرنے کا ذریعہ بنالیں۔ اس طرح آپ کی امنگیں ان شاء اللہ راہ راست پر آجائیں گی اور سب سے بہتر یہ ہے کہ آپ دل ہی دل میں کوئی ذکر، ورد کرتے رہیں یا درود شریف پڑھتے رہیں۔

آیت نمبر (59 تا 64)

881

ترکیب

(آیت۔59) مَا نافیہ کا اسم غَیْرُہٗ ہے۔ اسی لیے غَیْرُ پر رفع آئی ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے اور لَکُمْ قائم مقام خبر ہے۔ (آیت۔61) لَیْسَ کا اسم ضَلٰلَۃٌ ہے جو مؤنث غیر حقیقی ہے۔ اس لیے لَیْسَتْ کے بجائے لَیْسَ بھی جائز ہی اور اس کی خبر محذوف ہے۔ (آیت۔62) اُبَلِّغُ کا مفعول اول کُمْ ہے اور رِسٰلٰتِ مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا	نُوْحًا	اِلٰی قَوْمِہٖ	فَقَالَ	یٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰہَ	مَا	لَکُمْ
بیشک ہم بھیج چکے ہیں	نوحؑ کو	ان کی قوم کی طرف	تو انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	نہیں ہے	تمہارے لیے

مِّنْ اِلٰہٍ	غَیْرُہٗ	اِنِّیْٓ	اَخَافُ	عَلَیْکُمْ	عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۵۹﴾	قَالَ	الْمَلَاُ	مِنْ قَوْمِہٖٓ
کوئی بھی اِلٰہ	اس کے علاوہ	بیشک میں	ڈرتا ہوں	تم لوگوں پر	ایک عظیم دن کے عذاب سے	کہا	سرداروں نے	انؑ کی قوم میں سے

اِنَّا	لَنَرٰىكَ	فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۰﴾	قَالَ	یٰقَوْمِ	لَیْسَ	بِیْ	ضَلٰلَۃٌ	وَّلٰکِنِّیْ
بیشک ہم	ضرور دیکھتے ہیں آپؐ کو	ایک کھلی گمراہی میں	انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	نہیں ہے	مجھ میں	کوئی گمراہی	اور لیکن میں تو

رَسُوْلٌ	مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۱﴾	اُبَلِّغُکُمْ	رِسٰلٰتِ رَبِّیْ	وَاَنْصَحُ	لَکُمْ	وَاَعْلَمُ
ایک رسول ہوں	تمام جہانوں کے رب (کی طرف) سے	میں پہنچاتا ہوں تم لوگوں کو	اپنے رب کے پیغامات	اور خیر خواہی کرتا ہوں	تمہاری	اور میں جانتا ہوں

مِنَ اللّٰہِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾	اَوَ	عَجِبْتُمْ	اَنْ	جَآءَکُمْ	ذِکْرٌ	مِّنْ رَّبِّکُمْ
اللہ (کی طرف) سے	اسکو جو	تم لوگ نہیں جانتے	اور کیا	تمہیں عجیب لگا	کہ	آئی تمہارے پاس	ایک یاددہانی	تمہارے رب (کی طرف) سے

عَلٰی رَجُلٍ	مِّنْکُمْ	لِیُنْذِرَکُمْ	وَلِتَتَّقُوْا	وَلَعَلَّکُمْ	تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾	فَکَذَّبُوْہُ
ایک شخص پر	تم میں سے	تاکہ وہ وارننگ دے تم کو	اور تاکہ تم لوگ تقویٰ کرو	اور شاید کہ	تم پر رحم کیا جائے	تو انہوں نے جھٹلایا انؑ کو

فَاَنْجَیْنٰہُ	وَالَّذِیْنَ	مَعَہٗ	فِی الْفُلْکِ	وَاَغْرَقْنَا	الَّذِیْنَ	کَذَّبُوْا
پھر ہم نے نجات دی انؑ کو	اور انہیں جو	انؑ کے ساتھ تھے	کشتی میں	اور ہم نے غرق کیا	ان کو جنہوں نے	جھٹلایا

بِاٰیٰتِنَا	اِنَّھُمْ	کَانُوْا	قَوْمًا عَمِیْنَ ﴿۶۴﴾
ہماری نشانیوں کو	بے شک وہ	تھے	ایک اندھی قوم

نوٹ: 1

مادہ ''ع م ی'' کی لغت آیت نمبر۔2 / البقرۃ:18 میں دی ہوئی ہے، وہاں لفظ عَمِیْنَ رہ گیا تھا۔ یہ دراصل فَعِلٌ کے وزن پر صفت ہے جو قاعدے کے مطابق عَمِیٌ کے بجائے عَمٍ استعمال ہوتی ہے۔ اس کی جمع سالم قاعدے کے مطابق عَمِیُوْنَ کے بجائے عَمُوْنَ اور حالت نصب وجر میں عَمِیِیْنَ کے بجائے عَمِیْنَ استعمال ہوتی ہے۔

نوٹ: 2

گزشتہ آیات 57۔58 میں نبوت و رسالت کے متعلق جو اصولی بات تمثیل کے پیرائے میں بیان کی گئی تھی، اس کو اب مسلسل کئی رکوعوں میں تاریخی شواہد پیش کر کے واضح کیا گیا ہے۔ یہ تمام قومیں وہ تھیں جن کو اللہ نے عروج اور اقتدار عطا کیا تھا۔ لیکن انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور اللہ کی زمین میں عدل و قسط کو درہم برہم کیا۔ جس کے نتیجے میں وہ ہلاک کی گئیں۔

''ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا یہی دستور رہا ہے کہ نافرمان لوگوں کو ڈھیل دیتے رہتے ہیں۔ عذاب اس وقت بھیجتے ہیں جب وہ اپنی کثرت، قوت اور دولت میں انتہا کو پہنچ جائیں اور اس میں بدمست ہو جائیں۔'' (منقول از معارف القرآن بحوالہ ابن کثیر)۔

نوٹ: 3

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ عذاب اور ابتلا میں فرق ہوتا ہے۔ ایک تو یہ شکل ہوتی ہے کہ کسی قوم پر کوئی آفت جیسے زلزلہ، طوفان وغیرہ، اللہ تعالیٰ اس لیے بھیجتا ہے کہ وہ لوگ غفلت سے بیدار ہوں۔ اس قسم کی ابتلا میں اچھے بُرے سب آفت کی لپیٹ میں آتے ہیں۔ دوسری شکل یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر ایک فیصلہ کن عذاب بھیجتا ہے۔ اس صورت میں عذاب کی زد سے وہ لوگ بچا لیے جاتے ہیں جو اصلاح کرنے والے یا ان کے پیرو ہوتے ہیں۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (65تا72)

ء ل ی

(س) اَلْيًا — دنبہ کی چکی کا بڑھ جانا یعنی استحقاق اور توقع کے بغیر کوئی فائدہ پہنچنا۔

اَلْیٌ — (ج) اٰلَآءٌ۔ مہربانی۔ نعمت۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ 69

و ح د

(ض) وَحْدًا — تنہا ہونا۔ اکیلا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 70۔

وَاحِدٌ — فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنہا۔ اکیلا۔ ﴿وَ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ﴾ (2/البقرۃ:163) ''اور تم لوگوں کا اِلٰہ اکیلا اِلٰہ ہے۔''

وَحِيْدٌ — فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنہا۔ اکیلا۔ ﴿ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۙ﴾ (74/المدثر:11) ''آپ چھوڑ دیں مجھ کو اور اس کو جسے میں نے پیدا کیا اکیلا۔''

ترکیب

گزشتہ آیت نمبر۔59 میں لَقَدْ اَرْسَلْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے هُوْدًا حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔69) فِي الْخَلْقِ میں اَلْخَلْقُ مصدر ہے جو معروف و مجہول دونوں معنی دیتا ہے۔ یہاں ہم مجہولی معنی کو ترجیح دیں گے۔ بَصْطَةً تمیز ہے۔ (آیت۔70) وَحْدَهٗ حال ہے۔ رِجْسٌ اور غَضَبٌ، وَقَعَ کے فاعل ہیں۔

ترجمہ

وَاِلٰى عَادٍ	اَخَاهُمْ	هُوْدًا ۘ	قَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	مَا	لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهٍ
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) قوم عاد کی طرف	ان کے بھائی	ہودؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	نہیں ہے	تمہارے لیے	کوئی بھی معبود

غَيْرُهٗ	اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۶۵	قَالَ	الْمَلَاُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ قَوْمِهٖٓ	اِنَّا	881 لَنَرٰىكَ
اس کے علاوہ	تو کیا تم لوگ تقویٰ نہیں کرتے	کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	انکار کیا	انؑ کی قوم میں سے	بیشک ہم	ضرور دیکھتے ہیں آپؑ کو

فِيْ سَفَاهَةٍ	وَّاِنَّا	لَنَظُنُّكَ	مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۶۶	قَالَ	يٰقَوْمِ	لَيْسَ	بِيْ	سَفَاهَةٌ
بے عقلی میں	اور بیشک ہم	ضرور سمجھتے ہیں آپؑ کو	جھوٹوں میں سے	انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	نہیں ہے	مجھ میں	کوئی بے عقلی

وَّلٰكِنِّيْ	رَسُوْلٌ	مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۷	اُبَلِّغُكُمْ	رِسٰلٰتِ رَبِّيْ	وَاَنَا	لَكُمْ
اور لیکن میں تو	ایک رسول ہوں	تمام جہانوں کے رب (کی طرف) سے	میں پہنچاتا ہوں تم لوگوں کو	اپنے رب کے پیغامات	اور میں	تمہارے لیے

نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝۶۸	اَوَ	عَجِبْتُمْ	اَنْ	جَآءَكُمْ	ذِكْرٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ	عَلٰى رَجُلٍ	مِّنْكُمْ
ایک دیانتدار خیرخواہ ہوں	اور کیا	تمہیں عجیب لگا	کہ	آئی تمہارے پاس	ایک یاددہانی	تمہارے رب (کی طرف) سے	ایک شخص پر	تم میں سے

لِيُنْذِرَكُمْ	وَاذْكُرُوْٓا	اِذْ	جَعَلَكُمْ	خُلَفَآءَ	مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ	وَّزَادَكُمْ	فِي الْخَلْقِ
تاکہ وہ وارننگ دے تم کو	اور یاد کرو	جب	اس نے بنایا تمہیں	خلیفہ	نوحؑ کی قوم کے بعد	اور زیادہ کیا تمہیں	مخلوق میں

بَصْطَةً	فَاذْكُرُوْٓا	اٰلَآءَ اللّٰهِ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ۝۶۹	قَالُوْٓا	اَجِئْتَنَا
بلحاظ کشادگی کے	پس یاد کرو	اللہ کی مہربانیوں کو	شائد تم لوگ	فلاح پاؤ	ان لوگوں نے کہا	کیا آپؑ آئے ہمارے پاس

لِنَعْبُدَ	اللّٰهَ	وَحْدَهٗ	وَنَذَرَ	مَا كَانَ	يَعْبُدُ	اٰبَآؤُنَا
(اس لیے) کہ ہم بندگی کریں	اللہ کی	اس کے اکیلے ہوتے ہوئے	اور (اس لیے) کہ ہم چھوڑ دیں	اس کو جس کی	بندگی کرتے تھے	ہمارے آباواجداد

فَاْتِنَا	بِمَا	تَعِدُنَآ	اِنْ كُنْتَ	مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷۰	قَالَ	قَدْ وَقَعَ	عَلَيْكُمْ
پس تو لے آ	اس کو جس کا	تو وعدہ کرتا ہے ہم سے	اگر تو ہے	سچوں میں سے	انہوںؑ نے کہا	پڑ گئی ہے	تم لوگوں پر

مِّنْ رَّبِّكُمْ	رِجْسٌ	وَّغَضَبٌ	اَ	تُجَادِلُوْنَنِيْ	فِيْٓ اَسْمَآءٍ	سَمَّيْتُمُوْهَآ
تمہارے رب (کی طرف) سے	ایک نحوست	اور غضب	کیا	تم لوگ بحث کرتے ہو مجھ سے	کچھ ناموں میں	تم نے نام دھرے جن کے

اَنْتُمْ	وَاٰبَآؤُكُمْ	مَّا نَزَّلَ	اللّٰهُ	بِهَا	مِنْ سُلْطٰنٍ	فَانْتَظِرُوْٓا	اِنِّيْ	مَعَكُمْ
تم لوگوں نے	اور تمہارے آباواجداد نے	نہیں اتاری	اللہ نے	جس کی	کوئی بھی سند	پس تم لوگ راہ دیکھو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۷۱	فَاَنْجَيْنٰهُ	وَالَّذِيْنَ	مَعَهٗ	بِرَحْمَةٍ	مِّنَّا	وَقَطَعْنَا
راہ دیکھنے والوں میں سے ہوں	پھر ہم نے نجات دی انؑ کو	اور ان لوگوں کو جو	ان کے ساتھ تھے	رحمت سے	اپنی طرف سے	اور ہم نے کاٹ دی

دَابِرَ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَمَا كَانُوْا	مُؤْمِنِيْنَ ۝۷۲
ان لوگوں کی جڑ جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور وہ لوگ نہیں تھے	ایمان لانے والے

نوٹ:1

حضرت نوحؑ کی تیسری نسل میں سے ایک شخص کا نام اِرَم تھا۔اس کے ایک بیٹے کی اولاد میں عاد ہے اور دوسرے بیٹے کی اولاد میں ثمود ہے۔ اس طرح قوم عاد اور قوم ثمود، اِرَم کی دو شاخیں ہیں ایک کو عاد اولیٰ اور دوسری کو ثمود یا عاد ثانیہ کہتے ہیں۔ جبکہ اِرَم کا لفظ عاد اور ثمود دونوں کے لیے مشترک ہے۔

عمان سے لے کر حضرت موت اور یمن تک قومِ عادت کی بستیاں تھیں۔ اللہ نے دنیا کی ساری نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دیے تھے۔ان کی زمینیں بڑی سرسبز و شاداب تھیں۔ رہنے کے لیے بڑے بڑے اور شاندار محلات بناتے تھے۔ بڑے قدآور قوی الجثہ لوگ تھے۔ یہاں سے یہ ساری سرزمین میں دور دور تک پھیل گئے اور اپنی قوت کے مظاہرہ میں لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنے لگے ''فخر اور غرور میں مبتلا ہو گئے اور دعویٰ کرنے لگے کہ ہم سے بڑھ کر قوی کون ہے اور بھول گئے کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا وہ ان سے زیادہ قوی ہے۔(41/ حٰمٓ السجدہ:15)'' پھر اللہ کو بھول کر بت پرستی میں مبتلا ہو گئے۔

حضرت ہودؑ نے ان کو توحید اختیار کرنے اور عدل و انصاف قائم کرنے کی تلقین کی لیکن یہ لوگ دولت و طاقت کے نشہ میں بدمست تھے۔انہوں نے بات نہ مانی تو ان پر پہلا عذاب یہ آیا کہ تین سال تک مسلسل بارش بند ہو گئی۔ زمینیں خشک ہو گئیں۔ کھیتیاں اور باغات جل گئے۔ یہ لوگ پھر بھی باز نہ آئے۔ تو ان پر شدید قسم کی آندھی کا عذاب مسلط ہوا۔جس کی ہوا میں ہیبت ناک آواز تھی۔ باغات اور محلات زمین بوس ہو گئے۔ آدمی ہوا میں اڑتے اور پھر سر کے بل آ گرتے تھے۔اس طرح قوم عاد ہلاک کر دی گئی۔

جب قوم عاد پر عذاب آیا تو حضرت ہودؑ اور ان کے رفقاء نے ایک کھیت میں پناہ لی۔ یہ عجیب بات تھی کہ جس طوفانی ہوا سے بڑے بڑے محلات تو منہدم ہو رہے تھے مگر اس کھیت میں ہوا معتدل ہو کر داخل ہوتی تھی۔ اس لیے وہ لوگ وہاں مطمئن بیٹھے رہے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔قوم کے ہلاک ہو جانے کے بعد مکہ معظّمہ منتقل ہو گئے اور پھر یہیں وفات پائی۔(ابن کثیر اور معارف القرآن سے ماخوذ)

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔جس جس نے بھی اس کارخیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول و منظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے:www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (73 تا 79)

ن	و	ق

(ن) نَوۡقًا چیز کو ترتیب سے جمانا۔ کام کو اچھی طرح کرنا۔

نَاقَۃٌ اسم ذات ہے۔ اونٹنی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 73

س	ھ	ل

(ک) سُھُوۡلَۃً نرم ہونا۔ آسان ہونا۔

سَھۡلٌ (ج) سُھُوۡلٌ۔ نرم اور ہموار زمین۔ زیر مطالعہ آیت۔ 74۔

ن	ح	ت

(ض) نَحۡتًا لکڑی پتھر وغیرہ کو چھیل کر ہموار کرنا۔ سنگ تراشی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 74

ع	ت	و

(ن) عُتُوًّا اور عِتِیًّا حد سے گزرنا۔ سرکشی کرنا۔ نافرمانی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 77

عَاتِیَۃٌ اسم الفاعل کے معنی میں صفت ہے۔ حد سے گزرنے والی یعنی حد سے زیادہ ﴿ فَاُھۡلِکُوۡا بِرِیۡحٍ صَرۡصَرٍ عَاتِیَۃٍ ۙ﴾ (69/الحاقۃ:6) ''تو وہ لوگ ہلاک کیے گئے ایک حد سے زیادہ تیز ہوا سے۔''

ر	ج	ف

(ن) رَجۡفًا کسی کا شدت سے مضطرب ہونا۔ (۱) لرزنا۔ کانپنا۔ (۲) زلزلہ آنا۔ ﴿ یَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَ الۡجِبَالُ ﴾ (73/المزمل:14) ''جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ۔''

رَجۡفَۃٌ زلزلہ۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ 78۔

رَاجِفَۃٌ کانپنے والی (یہ قیامت کے پہلے صور کے لیے استعارہ ہے) ﴿ یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَۃُ ۙ﴾ (79/النّٰزعٰت:6) ''جس دن کانپے گی کانپنے والی۔''

(افعال) اِرۡجَافًا افواہ پھیلا کر لوگوں میں اضطراب پیدا کرنا۔

مُرۡجِفٌ اسم الفاعل ہے۔ افواہ پھیلانے والا ﴿ لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ وَّ الۡمُرۡجِفُوۡنَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ لَنُغۡرِیَنَّکَ بِہِمۡ ﴾ (33/الاحزاب:60) ''البتہ اگر باز نہ آئے منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور افواہ پھیلانے والے مدینہ میں، تو ہم لازماً حاوی کر دیں گے آپ کو ان لوگوں پر۔''

ج	ث	م

(ن) جَثۡمًا سینے کو زمین سے لگانا۔ منہ کے بل لیٹنا۔

جَاثِمٌ اسم الفاعل ہے۔ اوندھے منہ لیٹنے والا۔ اوندھے منہ گرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 78۔

ترکیب

(آیت-73)اٰیَۃً حال ہے۔فَذَرُوْھَا فعل امر ہے۔اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے تَاْکُلْ مجزوم ہے۔فَیَاْخُذَ کا فاسبیہ ہے۔ (آیت-74)تَنْحِتُوْنَ کا مفعول اَلْجِبَالَ ہے جبکہ بُیُوْتًا تمیز ہے۔(آیت-75)لِمَنْ بدل ہے لِلَّذِیْنَ کا۔ اَنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے صٰلِحًا حالت نصب میں ہے جبکہ مُرْسَلٌ اس کی خبر ہے۔اَلنَّاقَۃَ پر لام تعریف ہے۔

ترجمہ

وَاِلٰی ثَمُوْدَ	اَخَاھُمْ	صٰلِحًا ۘ	قَالَ	یٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰہَ	مَا	لَکُمْ
(بیشک ہم بھیج چکے ہیں قوم)ثمود کی طرف	انکے بھائی	صالحؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	نہیں ہے	تمہارے لیے

مِّنْ اِلٰہٍ	غَیْرُہٗ ؕ	قَدْ جَآءَتْکُمْ	بَیِّنَۃٌ	مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ	ھٰذِہٖ	نَاقَۃُ اللّٰہِ	لَکُمْ
کوئی بھی الٰہ	اس کے علاوہ	آ چکی ہے تمہارے پاس	ایک واضح (نشانی)	تمہارے رب (کی طرف) سے	یہ	اللہ کی اونٹنی ہے	تمہارے لیے

اٰیَۃً	فَذَرُوْھَا	تَاْکُلْ	فِیْٓ اَرْضِ اللّٰہِ	وَلَا تَمَسُّوْھَا	بِسُوْٓءٍ	فَیَاْخُذَکُمْ
ایک نشانی ہوتے ہوئے	پس تم لوگ چھوڑو اس کو	(تاکہ) وہ کھائے	اللہ کی زمین میں	اور تم لوگ مت چھونا اس کو	کسی برائی سے	ورنہ پکڑ لے گا تم لوگوں کو

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝	وَاذْکُرُوْٓا	اِذْ	جَعَلَکُمْ	خُلَفَآءَ	مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ	وَّ بَوَّاَکُمْ	فِی الْاَرْضِ
ایک دردناک عذاب	اور یاد کرو	جب	اس نے بنایا تم کو	خلیفہ	(قوم) عاد کے بعد	اور اس نے ٹھکانہ دیا تم کو	زمین میں

تَتَّخِذُوْنَ	مِنْ سُھُوْلِھَا	قُصُوْرًا	وَّ تَنْحِتُوْنَ	الْجِبَالَ	بُیُوْتًا ۚ	فَاذْکُرُوْٓا	اٰلَآءَ اللّٰہِ
تم لوگ بناتے ہو	اس کی نرم ہموار جگہ سے	محلات	اور تم لوگ تراشتے ہو	پہاڑوں کو	بطور گھر کے	پس یاد کرو	اللہ کی مہربانیوں کو

وَلَا تَعْثَوْا	فِی الْاَرْضِ	مُفْسِدِیْنَ ۝	قَالَ	الْمَلَاُ	الَّذِیْنَ	اسْتَکْبَرُوْا	مِنْ قَوْمِہٖ
اور دندناتے مت پھرو	زمین میں	فساد پھیلاتے ہوئے	کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	گھمنڈ کیا	انؑ کی قوم میں سے

لِلَّذِیْنَ	اسْتُضْعِفُوْا	لِمَنْ	اٰمَنَ	مِنْھُمْ	اَ	تَعْلَمُوْنَ	اَنَّ	صٰلِحًا	مُّرْسَلٌ
ان لوگوں سے جن کو	کمزور سمجھا گیا	ان سے جو	ایمان لائے	ان میں سے	کیا	تم لوگ جانتے ہو	کہ	صالحؑ	بھیجے ہوئے ہیں

مِّنْ رَّبِّہٖ ؕ	قَالُوْٓا	اِنَّا	بِمَآ	اُرْسِلَ	بِہٖ	مُؤْمِنُوْنَ ۝	قَالَ	الَّذِیْنَ
اپنے رب (کی طرف) سے	انہوں نے کہا	بیشک ہم	اس پر	وہ بھیجے گئے	جس کے ساتھ	ایمان لانے والے ہیں	کہا	انہوں نے جن لوگوں نے

اسْتَکْبَرُوْٓا	اِنَّا	بِالَّذِیْٓ	اٰمَنْتُمْ	بِہٖ	کٰفِرُوْنَ ۝	فَعَقَرُوا	النَّاقَۃَ	وَعَتَوْا
گھمنڈ کیا	بیشک ہم	اس کا	تم لوگ ایمان لائے	جس پر	انکار کرنے والے ہیں	پھر انہوں نے ٹانگیں کاٹیں	اس اونٹنی کی	اور انہوں نے نافرمانی کی

عَنْ اَمْرِ رَبِّھِمْ	وَقَالُوْا	یٰصٰلِحُ	ائْتِنَا	بِمَا	تَعِدُنَآ	اِنْ	کُنْتَ	مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝
اپنے رب کے حکم کی	اور کہا	اے صالحؑ	تو لے آ	اس کو جس کا	تو وعدہ کرتا ہے ہم سے	اگر	تو ہے	بھیجے ہوؤں میں سے

فَاَخَذَتْهُمُ	الرَّجْفَةُ	فَاَصْبَحُوْا	فِيْ دَارِهِمْ	جٰثِمِيْنَ ﴿٧٨﴾	فَتَوَلّٰى	عَنْهُمْ	وَقَالَ
تو پکڑا ان کو	زلزلہ نے	نتیجتاً وہ ہو گئے	اپنے (اپنے) گھر میں	اوندھے منہ گرے ہوئے	پس انہوںؑ نے رخ پھیرا	ان سے	اور کہا

يٰقَوْمِ	لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ	رِسَالَةَ رَبِّيْ	وَنَصَحْتُ	لَكُمْ	وَلٰكِنْ	لَّا تُحِبُّوْنَ	النّٰصِحِيْنَ ﴿٧٩﴾
اے میری قوم	میں پہنچا چکا ہوں تم کو	اپنے رب کا پیغام	اور میں نے خیر خواہی کی	تمہاری	اور لیکن	تم لوگ پسند نہیں کرتے	خیر خواہی کرنے والوں کو

نوٹ: 1 عرب کے قدیم ترین اقوام میں عاد کے بعد ثمود دوسری قوم ہے جو سب سے زیادہ مشہور معروف ہے۔ نزولِ قرآن سے پہلے اس کے قصے اہل عرب میں زبان زدعام تھے۔ اس قوم کا مسکن شمال مغربی عرب کا وہ علاقہ تھا جو آج بھی حجر کے نام سے موسوم ہے۔ اب تک وہاں ہزاروں ایکڑ رر قبے میں وہ عمارتیں موجود ہیں جن کو ثمود کے لوگوں نے پہاڑوں میں تراش کر بنایا تھا۔ نبی ﷺ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب ادھر سے گزرے تو آپؐ نے مسلمانوں کو آثارِ عبرت دکھائے۔ آپؐ نے ایک کنویں کی نشاندہی کر کے بتایا کہ اس سے حضرت صالحؑ کی اونٹنی پانی پیتی تھی اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ صرف اسی کنویں سے پانی لیں، جبکہ باقی کنوؤں سے پانی لینے سے منع کر دیا۔

سورۃ الشعراء آیات 154 تا 158 میں تصریح ہے کہ ثمود والوں نے خود ایک ایسی نشانی کا مطالبہ کیا تھا جس سے وہ واضح ہو جائے کہ حضرت صالحؑ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اس کے جواب میں انہوں نے اونٹنی کو پیش کیا تھا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اونٹنی کا ظہور معجزے کے طور پر ہوا تھا۔ مگر قرآن اس امر کی تصریح نہیں کرتا کہ یہ اونٹنی کس طرح وجود میں آئی۔ کسی حدیث میں بھی اس کے معجزے کے طور پر پیدا ہونے کی کیفیت بیان نہیں کی گئی۔ اس لیے ان روایات کو تسلیم کرنا ضروری نہیں ہے جو مفسرین نے اس کی کیفیتِ پیدائش کے متعلق نقل کی ہیں۔ (تفہیم القران)

آیت نمبر (80 تا 84)

غ ب ر

(ن) غُبُوْرًا: (۱) ٹھہر جانا۔ پیچھے رہ جانا۔ (۲) غبار آلود ہونا۔

غَابِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ پیچھے رہ جانے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 83

غَبَرَةٌ: اسم ذات ہے۔ گرد۔ غبار۔ ﴿ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ ﴾ (80/عبس:40) ''اور کچھ چہرے ہوں گے اس دن جن پر گرد ہوگی۔''

ترکیب ترکیب میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔

ترجمہ

وَلُوْطًا	اِذْ	قَالَ	لِقَوْمِهٖٓ	اَ	تَاْتُوْنَ	الْفَاحِشَةَ	مَا سَبَقَكُمْ
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) لوطؑ کو	جب	انہوں نے کہا	اپنی قوم سے	کیا	تم لوگ کرتے ہو	یہ بے حیائی	نہیں سبقت کی تم پر

بِهَا	مِنْ اَحَدٍ	مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾	اِنَّكُمْ	لَتَاْتُوْنَ	الرِّجَالَ	شَهْوَةً	مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ
جس میں	کسی ایک نے (بھی)	تمام جہانوں میں سے	بیشک تم لوگ	یقیناً آتے ہو	مردوں کے پاس	شہوت کرتے ہوئے	عورتوں کے علاوہ

بَلْ	اَنْتُمْ	قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾	وَمَا كَانَ	جَوَابَ قَوْمِهٖٓ	اِلَّآ اَنْ	قَالُوْٓا	اَخْرِجُوْهُمْ
بلکہ	تم لوگ	ایک حد سے تجاوز کرنے والی قوم ہو	اور نہیں تھا	انؑ کی قوم کا جواب	سوائے اس کے کہ	ان لوگوں نے کہا	نکالو ان کو

مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ	اِنَّهُمْ	اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾	فَاَنْجَيْنٰهُ	وَاَهْلَهٗٓ	اِلَّا	امْرَاَتَهٗ ۖ
اپنی بستی سے	یقیناً یہ سب	ایک بڑا پاک باز گروہ ہے	تو ہم نے نجات دی انؑ کو	اور ان کے گھر والوں کو	سوائے	ان کی عورت کے

كَانَتْ	مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾	وَاَمْطَرْنَا	عَلَيْهِمْ	مَّطَرًا ؕ	فَانْظُرْ	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾
وہ تھی	پیچھے رہ جانے والوں میں سے	اور ہم نے برسایا	ان پر	ایک برسنے والی چیز	تو دیکھو	کیسا	تھا	جرم کرنے والوں کا انجام

نوٹ: 1 حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے ہیں۔ ان کا وطن بصرہ کے قریب ارض بابل کا علاقہ تھا۔ اس میں بت پرستی عام تھی۔ ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو نبوت و رسالت عطا کی۔ قوم نے مخالفت کی اور انؑ کے گھرانہ میں سے صرف بی بی سارہ اور حضرت لوطؑ ایمان لائے۔ ان دونوں کو ساتھ لے کر حضرت ابراہیمؑ نے ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی اور کنعان کے علاقہ میں مقیم ہوئے جو بیت المقدس کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کو نبوت عطا فرما کر اردن اور بیت المقدس کے درمیان ایک مقام سدوم کے لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ یہ علاقہ پانچ بڑے شہروں پر مشتمل تھا اور سدوم کا شہر ان کا دارالحکومت تھا۔ شہروں کے اس مجموعہ کو قرآن کریم نے مؤتفکہ اور مؤتفکات کے الفاظ میں کئی جگہ بیان کیا ہے۔ یہ علاقہ سرسبز اور شاداب تھا۔ ہر طرح کے غلے اور پھلوں کی کثرت تھی۔ اللہ نے ان پر اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دیے تھے۔ عام انسانی عادت کے تحت دولت و ثروت کے نشہ میں مبتلا ہو کر عیش و عشرت کے اس کنارے پر پہنچ گئے کہ خلاف فطرت فواحش کو بھی اختیار کر لیا۔ حضرت لوطؑ کی نصیحتوں کا انکار کیا اور انہیں اپنی بستی سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا تو ان پر عذاب نازل ہوا۔

زیر مطالعہ آیت نمبر۔84 میں مختصراً صرف اتنا ذکر کیا گیا ہے کہ ان پر ایک قسم کی بارش بھیجی گئی۔ البتہ سورہ ہود کی آیات۔82۔83 میں عذاب کی وضاحت کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان پر پتھروں کی بارش بھی ہوئی تھی اور نیچے سے اس سرزمین کے طبقہ کو اوندھا پلٹ دیا گیا تھا۔ سورۃ الحجر کی آیات۔72۔73 سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب آنے سے پہلے آسمان سے کوئی سخت آواز چنگھاڑ کی صورت میں آئی تھی۔ یہ پانچوں الٹی ہوئی بستیاں آج بھی موجود ہیں۔ جو اب بحر میت (Dead Sea) کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی تہہ میں ان بستیوں کے کھنڈرات ہیں اور اس کے پانی میں کوئی بھی جاندار جیسے مچھلی، مینڈک وغیرہ زندہ نہیں رہ سکتے۔

آیت نمبر (85 تا 93)

م	د	ن

(ن) **مُدُوْنًا** شہر میں اقامت اختیار کرنا۔

مَدِيْنَةٌ ج: مَدَائِنُ۔ شہر، قصبہ۔ ﴿ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ ﴾ (7/ الاعراف:123) ’’بیشک یہ یقیناً ایک چالبازی ہے، تم لوگوں نے جو چال چلی ہے شہر میں۔‘‘ ﴿ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ ﴾ (26/ الشعراء:53) ’’تو بھیجا فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والوں کو۔‘‘

مَدْيَنُ　اسم علم ہے۔خاص نام۔زیر مطالعہ آیت۔85۔

[illegible]

ش ع ب

(ف)　شَعْبًا　(۱) جمع کرنا۔درست کرنا۔(۲) متفرق کرنا۔بگاڑنا۔

شَعْبٌ　ج: شُعُوْبٌ: بڑا قبیلہ۔قوم۔﴿وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ﴾ (49/ الحجرات: 13)
''اور اس نے بنایا تم لوگوں کو قومیں اور قبیلے باہمی تعارف کے لیے۔''

شُعْبَةٌ　ج: شُعَبٌ، فرقہ۔ درخت کی شاخ۔ ﴿اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِىْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لا﴾ (77/ المرسلٰت: 30) ''تم لوگ چلو ایک ایسے سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔''

شُعَيْبٌ　فُعَيْلٌ کے وزن پر اسم التصغیر ہے اور اسم علم ہے۔خاص نام۔

ترکیب

(آیت۔86) تُوْعِدُوْنَ، تَصُدُّوْنَ اور تَبْغُوْنَ، یہ تینوں لَا تَقْعُدُوْا کا حال ہیں۔(آیت۔89) اِنْ عُدْنَا شرط ہے اور قَدِ افْتَرَيْنَا جواب شرط مقدم ہے۔اس لیے ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ

وَاِلٰى مَدْيَنَ	اَخَاهُمْ	شُعَيْبًا ؕ	قَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) مدین والوں کی طرف	ان کے بھائی	شعیبؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی

مَا لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهٍ	غَيْرُهٗ ؕ	قَدْ جَآءَتْكُمْ	بَيِّنَةٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ	فَاَوْفُوا
نہیں ہے تمہارے لیے	کوئی بھی الٰہ	اس کے علاوہ	آ چکی ہے تمہارے پاس	ایک واضح (نشانی)	تمہارے رب (کی طرف) سے	پس تم لوگ پورا کرو

الْكَيْلَ	وَالْمِيْزَانَ	وَلَا تَبْخَسُوا	النَّاسَ	اَشْيَآءَهُمْ	وَلَا تُفْسِدُوْا	فِي الْاَرْضِ	بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ
ناپنے کو	اور ترازو کو	اور حق سے کم تم مت دو	لوگوں کو	ان کی چیزیں	فساد مت پھیلاؤ	زمین میں	اس کی اصلاح کیے جانے کے بعد

ذٰلِكُمْ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ ج	وَلَا تَقْعُدُوْا	بِكُلِّ صِرَاطٍ	تُوْعِدُوْنَ
یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے	تم لوگ مت بیٹھو	ہر ایک راہ پر	دھمکی دیتے ہوئے

وَتَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	مَنْ	اٰمَنَ	بِهٖ	وَتَبْغُوْنَهَا	عِوَجًا ج	وَاذْكُرُوْٓا	اِذْ	كُنْتُمْ
اور روکتے ہوئے	اللہ کی راہ سے	اس کو جو	ایمان لایا	اس پر	اور تلاش کرتے ہوئے اس میں	کوئی کجی	اور یاد کرو	جب	تم لوگ تھے

قَلِيْلًا	فَكَثَّرَكُمْ ص	وَانْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾	وَاِنْ	كَانَ	طَآئِفَةٌ
تھوڑے سے	پھر اس نے کثرت دی تم کو	اور غور کرو	کیسا	تھا	فساد کرنے والوں کا انجام	اور اگر	ہے	ایک ایسا گروہ

مِّنْكُمْ	اٰمَنُوْا	بِالَّذِيْٓ	اُرْسِلْتُ	بِهٖ	وَطَآئِفَةٌ	لَّمْ يُؤْمِنُوْا	فَاصْبِرُوْا	حَتّٰى
تم میں سے	جو ایمان لایا	اس پر	میں بھیجا گیا	جس کے ساتھ	ایک ایسا گروہ	جو ایمان نہیں لایا	تو صبر کرو	یہاں تک کہ

يَحْكُمَ	اللّٰهُ	بَيْنَنَا ج	وَهُوَ	خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٧﴾	قَالَ	الْمَلَاُ	الَّذِيْنَ	اسْتَكْبَرُوْا	مِنْ قَوْمِهٖ
فیصلہ کرے	اللہ	ہمارے مابین	اور وہ	فیصلہ کرنے والوں کا بہترین ہے	کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	گھمنڈ کیا	انؑ کی قوم میں سے

لَنُخْرِجَنَّكَ	يٰشُعَيْبُ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَكَ	مِنْ قَرْيَتِنَآ	اَوْ	لَتَعُوْدُنَّ
ہم لازماً نکال دیں گے آپؑ کو	اے شعیبؑ	اور ان کو جو	ایمان لائے	آپؑ کے ساتھ	اپنی بستی سے	یا	تم لوگ لازماً واپس ہو گے

فِيْ مِلَّتِنَا ط	قَالَ	اَوَلَوْ	كُنَّا	كٰرِهِيْنَ ﴿٨٨﴾ قف	قَدِ افْتَرَيْنَا	عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا
ہماری ملت میں	انہوںؑ نے کہا	اور کیا اگر	ہم ہوں	کراہیت کرنے والے (واپسی سے)	ہم گھڑ چکے ہوں گے	اللہ پر	ایک جھوٹ

اِنْ	عُدْنَا	فِيْ مِلَّتِكُمْ	بَعْدَ اِذْ	نَجّٰىنَا	اللّٰهُ	مِنْهَا ط	وَمَا يَكُوْنُ	لَنَآ	اَنْ
اگر	ہم واپس ہوں گے	تمہاری ملت میں	اس کے بعد کہ جب	نجات دی ہم کو	اللہ نے	اس سے	اور نہیں ہوگا (ممکن)	ہمارے لیے	کہ

نَّعُوْدَ	فِيْهَآ	اِلَّآ اَنْ	يَّشَآءَ	اللّٰهُ	رَبُّنَا ط	وَسِعَ	رَبُّنَا	كُلَّ شَيْءٍ	عِلْمًا ط	عَلَى اللّٰهِ
ہم واپس ہوں	اس میں	سوائے اس کے کہ	چاہے	اللہ	جو ہمارا رب ہے	وسیع ہوا	ہمارا رب	ہر چیز پر	بلحاظ علم کے	اللہ ہی پر

تَوَكَّلْنَا ط	رَبَّنَا	افْتَحْ	بَيْنَنَا	وَبَيْنَ قَوْمِنَا	بِالْحَقِّ	وَاَنْتَ	خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿٨٩﴾
ہم نے بھروسہ کیا	اے ہمارے رب	تو فیصلہ کردے	ہمارے درمیان	اور ہماری قوم کے درمیان	حق کے ساتھ	اور تو	سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

وَقَالَ	الْمَلَاُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ قَوْمِهٖ	لَئِنِ	اتَّبَعْتُمْ	شُعَيْبًا	اِنَّكُمْ	اِذًا
اور کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	انکار کیا	ان کی قوم میں سے	بیشک اگر	تم لوگوں نے پیروی کی	شعیبؑ کی	تو یقیناً تم لوگ	پھر تو

لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٩٠﴾	فَاَخَذَتْهُمُ	الرَّجْفَةُ	فَاَصْبَحُوْا	فِيْ دَارِهِمْ	جٰثِمِيْنَ ﴿٩١﴾ ج	الَّذِيْنَ
ضرور ہی خسارہ پانے والے ہو گے	پھر پکڑا ان کو	زلزلے نے	تو وہ ہو گئے	اپنے (اپنے) گھر میں	اوندھے منہ گرے ہوئے	وہ لوگ جنہوں نے

كَذَّبُوْا	شُعَيْبًا	كَاَنْ	لَّمْ يَغْنَوْا	فِيْهَا ج	اَلَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	شُعَيْبًا	كَانُوْا	هُمُ	الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٢﴾
جھٹلایا	شعیبؑ کو	تو گویا کہ	وہ رہتے ہی نہ تھے	اس میں	جنہوں نے	جھٹلایا	شعیبؑ کو	تھے	وہ لوگ ہی	خسارہ پانے والے

فَتَوَلّٰى	عَنْهُمْ	وَقَالَ	يٰقَوْمِ	لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ	رِسٰلٰتِ رَبِّيْ	وَنَصَحْتُ	لَكُمْ ج
تو انہوںؑ نے رخ پھیرا	ان سے	اور کہا	اے میری قوم	میں پہنچا چکا تم کو	اپنے رب کے پیغامات	اور میں نے خیر خواہی کی	تمہاری

فَكَيْفَ	اٰسٰى	عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٩٣﴾ ع
تو (اب) کیسے	میں افسوس کروں	ایک انکار کرنے والی قوم پر

نوٹ: 1 اہل مدین حضرت ابراہیمؑ کے صاحبزادے مِدیان کی طرف منسوب ہیں جو ان کی تیسری بیوی قطوراء کے بطن سے تھے۔ ان کا علاقہ حجاز کے شمال مشرق اور فلسطین کے جنوب میں تھا اور ان کے شہر کا نام بھی مدین ہے۔ یہ شہر آج بھی شرق اردن کی بندرگاہ معان کے قریب موجود ہے۔ یہ ایک بڑی تجارت پیشہ قوم تھی۔ اس زمانے کی دو بڑی تجارتی شاہراہوں کے عین چوراہے پر ان کی بستیاں تھیں۔

اس لیے عرب کا بچہ بچہ ان سے واقف تھا اور ان کے مٹ جانے کے بعد بھی عرب میں ان کی شہرت برقرار رہی کیونکہ عربوں کے تجارتی قافلے رات دن ان کے آثار قدیمہ سے گزرتے تھے۔

بنی اسرائیل کی طرح اہل مدین بھی مسلمان ہی تھے اور شعیبؑ کے ظہور کے وقت ان کی حالت ایک بگڑی ہوئی مسلمان قوم کی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد چھ سات سو سال تک مشرک اور بداخلاق قوموں سے روابط کی وجہ سے یہ لوگ شرک بھی سیکھ گئے اور بداخلاقیوں میں بھی مبتلا ہو گئے، مگر ایمان کا دعویٰ اور اس پر فخر برقرار تھا۔ حضرت شعیبؑ کا ان سے تقاضا یہی تھا کہ حضرت ابراہیمؑ انسانوں اور انسانی معاشرے کی جو اصلاح کر گئے ہیں اس کو مت بگاڑو۔ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ط کا یہی مطلب ہے۔

قرآن مجید نے ان کا ذکر کہیں اہل مدین اور اصحاب مدین کے نام سے کیا ہے اور کہیں اصحاب ایکہ کے نام سے۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ دونوں قومیں الگ الگ تھیں اور ان کی بستیاں بھی الگ تھیں۔ حضرت شعیبؑ پہلے ایک قوم کی طرف بھیجے گئے اور ان کی ہلاکت کے بعد دوسری قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔ دونوں قوموں پر جو عذاب آیا اس کے الفاظ مختلف ہیں۔ اصحاب مدین کے لیے کہیں صیحہ اور کہیں رَجفہ مذکور ہے اور اصحاب ایکہ کے لیے عذاب جمع ہوئے تھے۔ پہلے بادل سے آگ برسی پھر اس کے ساتھ سخت آواز چنگھاڑ کی شکل میں آئی پھر زلزلہ آیا۔ ابن کثیرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (تفہیم القرآن اور معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (94تا102)

ض ح ی

(س)	ضَحِیَ	سورج سے تکلیف اٹھانا۔ دھوپ لگنا۔ دھوپ کھانا۔ ﴿ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴾ (20/طٰہٰ:119) ''اور یہ کہ تجھ کو نہ پیاس لگے اس میں اور نہ تجھ کو دھوپ لگے۔''
	ضُحًى	دن چڑھے۔ چاشت کا وقت۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔98۔

ض ر ع

(ف)	ضَرَاعَةً	کمزور ہونا۔ بے فائدہ ہونا۔
	ضَرِيْعٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بے فائدہ خاردار درخت۔ ﴿ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴾ (88/الغاشیہ:6) ''نہیں ہوگا۔ ان کے لیے کوئی کھانا مگر ایک خاردار درخت میں سے۔''
تفعّل	تَضَرُّعًا	کمزوری اور عاجزی کا اظہار کرنا۔ گڑگڑانا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔94

ترکیب

(آیت۔95) میں فَاَخَذْنٰا کا مفعول هُمْ کی ضمیر ہے۔ جبکہ بَغْتَةً حال ہے۔ آیت نمبر۔97 میں بَيَاتًا اور 98 میں ضُحًى ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ آیت نمبر۔100 میں مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَا میں مِنْ بَعْدِ کے بعد ہلاکت کا لفظ محذوف ہے اور یہ پورا فقرہ لَمْ يَهْدِ کا فاعل ہے۔ آیت نمبر۔102 میں لَفٰسِقِيْنَ پر لام تاکید سے معلوم ہوا کہ اِنْ وَّجَدْنَا کا اِنْ نافیہ نہیں بلکہ اِنْ مخففہ ہے۔ جس کے معنی ہیں ''بے شک۔''

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا	فِیۡ قَرۡیَۃٍ	مِّنۡ نَّبِیٍّ	اِلَّآ	اَخَذۡنَآ	اَهۡلَهَا	بِالۡبَاۡسَآءِ	وَالضَّرَّآءِ	لَعَلَّهُمۡ
اور ہم نے نہیں بھیجا	کسی بستی میں	کوئی بھی نبی	مگر یہ کہ	ہم نے پکڑا	اس کے لوگوں کو	سختی سے	اور تکلیف سے	شائد وہ لوگ

يَضَّرَّعُوۡنَ ﴿۹۴﴾	ثُمَّ	بَدَّلۡنَا	مَكَانَ السَّيِّئَةِ	الۡحَسَنَةَ	حَتّٰى	عَفَوۡا	وَّقَالُوۡا	قَدۡ مَسَّ
گڑگڑائیں	پھر	ہم نے بدل دیا	برائی کی جگہ کو	بھلائی سے	یہاں تک کہ	وہ لوگ بڑھے (ترقی کی)	اور کہا	چھو چکی ہے

اٰبَآءَنَا	الضَّرَّآءُ	وَالسَّرَّآءُ	فَاَخَذۡنٰهُمۡ	بَغۡتَةً	وَّ	هُمۡ	لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۹۵﴾	وَلَوۡ
ہمارے باپ دادوں کو	تکلیف (بھی)	اور خوشی (بھی)	تو ہم نے پکڑا ان کو	اچانک	اس حال میں کہ	وہ لوگ	شعور نہیں رکھتے تھے	اور اگر

اَنَّ	اَهۡلَ الۡقُرٰٓى	اٰمَنُوۡا	وَاتَّقَوۡا	لَفَتَحۡنَا	عَلَيۡهِمۡ	بَرَكٰتٍ	مِّنَ السَّمَآءِ	وَالۡاَرۡضِ
یہ کہ	ان بستیوں والے	ایمان لاتے	اور تقویٰ اختیار کرتے	تو ہم ضرور کھول دیتے	ان پر	برکتیں	آسمان سے	اور زمین سے

وَلٰكِنۡ	كَذَّبُوۡا	فَاَخَذۡنٰهُمۡ	بِمَا	كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۹۶﴾	اَفَاَمِنَ	اَهۡلُ الۡقُرٰٓى	اَنۡ
اور لیکن	انہوں نے جھٹلایا	تو ہم نے پکڑا ان کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ کمائی کرتے تھے	تو کیا امن میں ہوئے	بستیوں والے	(اس سے) کہ

يَّاۡتِيَهُمۡ	بَاۡسُنَا	بَيَاتًا	وَّ	هُمۡ	نَآٮِٕمُوۡنَ ﴿۹۷﴾	اَوَ اَمِنَ	اَهۡلُ الۡقُرٰٓى	اَنۡ
پہنچے ان کو	ہماری سختی	رات کے وقت	اس حال میں کہ	وہ لوگ	سو رہے ہوں	اور کیا امن میں ہوئے	بستیوں والے	(اس سے) کہ

يَّاۡتِيَهُمۡ	بَاۡسُنَا	ضُحًى	وَّ	هُمۡ	يَلۡعَبُوۡنَ ﴿۹۸﴾	اَفَاَمِنُوۡا	مَكۡرَ اللّٰهِ
پہنچے ان کو	ہماری سختی	چاشت کے وقت	اس حال میں کہ	وہ لوگ	کھیلتے ہوں	تو کیا وہ لوگ امن میں ہوئے	اللہ کی خفیہ تدبیر سے

فَلَا يَاۡمَنُ	مَكۡرَ اللّٰهِ	اِلَّا	الۡقَوۡمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۹۹﴾	اَوَ	لَمۡ يَهۡدِ	لِلَّذِيۡنَ	يَرِثُوۡنَ
پس امن میں نہیں ہوتے	اللہ کی تدبیر سے	مگر	خسارہ پانے والے لوگ	اور کیا	رہنمائی نہیں کی	ان کے لیے جو	وارث ہوئے

الۡاَرۡضَ	مِنۡۢ بَعۡدِ اَهۡلِهَاۤ	اَنۡ	لَّوۡ	نَشَآءُ	اَصَبۡنٰهُمۡ	بِذُنُوۡبِهِمۡ
زمین کے	اس کے رہنے والوں (کی ہلاکت) کے بعد	کہ	اگر	ہم چاہیں	تو انہیں بھی مصیبت میں مبتلا کر دیتے	بسبب ان کے گناہوں کے

وَنَطۡبَعُ	عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ	فَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾	تِلۡكَ الۡقُرٰى	نَقُصُّ	عَلَيۡكَ	مِنۡ اَنۡۢبَآٮِٕهَا
اور ہم چھاپ لگا دیتے ہیں	ان کے دلوں پر	تو وہ لوگ نہیں سنتے	یہ بستیاں	ہم سناتے ہیں	آپ کو	جن کی خبروں میں سے

وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ	رُسُلُهُمۡ	بِالۡبَيِّنٰتِ	فَمَا كَانُوۡا	لِيُؤۡمِنُوۡا	بِمَا	كَذَّبُوۡا
اور آ چکے ہیں ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	تو وہ لوگ نہیں تھے	کہ ایمان لاتے	اس پر جس کو	انہوں نے جھٹلایا

مِنۡ قَبۡلُ	كَذٰلِكَ	يَطۡبَعُ	اللّٰهُ	عَلٰى قُلُوۡبِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۱۰۱﴾	وَمَا وَجَدۡنَا	لِاَكۡثَرِهِمۡ
اس سے پہلے	اس طرح	چھاپ لگاتا ہے	اللہ	انکار کرنے والوں کے دلوں پر	اور ہم نے نہیں پایا	ان کے اکثر کے لیے

مِّنۡ عَهۡدٍ	وَاِنۡ	وَّجَدۡنَاۤ	اَكۡثَرَهُمۡ	لَفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾
وعدہ کی کوئی پابندی	اور بیشک	ہم نے پایا	ان کے اکثر کو	یقیناً نافرمانی کرنے والے

نوٹ:1 ایک ایک قوم کا معاملہ الگ الگ بیان کر کے جو سبق انسانیت کو دیا گیا ہے۔ اسے اب ایک جامع ضابطہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس ضابطے کی ایک اہم شق انبیاء کی بعثت ہے۔ اور اب چونکہ نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اس لیے ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ آج کے دور میں اس ضابطہ کا اطلاق نہیں ہوگا اور ہمارا ان آیات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنا ضروری ہے۔

انبیاء کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ گم کردہ راہ انسانوں کو ہدایت اور راہنمائی فراہم کی جائے۔ لیکن ختم نبوت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسانیت کی رہنمائی کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا ہے، بلکہ اس کا مطالب یہ ہے کہ آخری نبی ﷺ جو ہدایت لائے تھے انہیں قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا گیا ہے، اس لیے اب کسی نئے نبی کو بھیجنے کی ضرورت باقی نہیں رہی اور اب قیامت تک قرآن و حدیث سے بعثت انبیاء کا مقصد پورا ہوتا رہے گا۔ اس لیے مذکورہ ضابطہ کا اطلاق آج بھی اسی طرح ہوگا۔ جیسے ماضی میں ہوا ہے اور قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا۔

ضابطہ یہ ہے کہ اقوام کو اچھے اور برے حالات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی فراہم کردہ رہنمائی کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ لیکن جب کسی قوم کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ نہ تو مصائب سے ان کا دل اللہ کے آگے جھکتا ہے، نہ ہی نعمتوں پر وہ شکر گزار رہتی ہے اور کسی حال میں بھی اصلاح قبول نہیں کرتی تو بربادی اس کا مقدر ہو جاتی ہے۔ اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی اس تقدیر کو ان کی قوت و اقتدار، دولت و ثروت اور ٹیکنالوجی تبدیل نہیں کر سکتی۔ گذشتہ آیات میں جن اقوام کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب اپنے اپنے وقت میں عروج و ترقی کی اس حد کو پہنچ چکی تھیں کہ دنیا میں ان کا کوئی مدمقابل نہیں رہا تھا۔ لیکن جب ان کے ہاتھوں کی کمائی ان کے سامنے آئی تو ان کی سائنس و ٹیکنالوجی ان کو نہ بچا سکی۔

آج کے دور میں مغربی تہذیب بھی اپنے عروج کی اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ اب دنیا میاں ان کا کوئی مقابل باقی نہیں رہا۔ ان لوگوں نے آثار قدیمہ پر بھی بہت تحقیقات کی ہیں۔ اقوام کے عروج و زوال پر بڑی سائنٹیفک ریسرچ ہوئی ہیں۔ لیکن اس ساری افلاطونیت اور ارسطونیت میں کہیں بھی نہ تو مسبب الاسباب ہستی کا ذکر ہے اور نہ ہی اس کے ضابطوں کا۔ ایسی صورت میں اصلاح کا امکان ختم ہو گیا ہے اور تہذیب کی تباہی اس کا مقدر ہو گئی ہے۔

آیت نمبر (103 تا 114)

ث	ع	ب

(ف) ثَعۡبًا　پانی کو جاری کرنا۔ پانی بہانا۔

ثُعۡبَانٌ　فُعۡلَانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ اژدھا۔ (کیونکہ یہ زمین پر ایسے چلتا ہے جیسے پانی بہتا ہے۔) یہ مذکر اور مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 107

ترکیب (آیت۔103) بِهَا کی ضمیر اٰيٰتِنَا کے لیے ہے۔ (آیت۔105) حَقِيۡقٌ عَلٰى گذشتہ آیت میں اِنِّىۡ پر عطف ہے۔ (آیت۔107) هِىَ کی ضمیر عَصَا کے لیے ہے جو مؤنث سماعی ہے۔ (آیت۔111) اَرۡجِهۡ میں ہائے سکت نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وَاَخَاهُ کا فقرہ بے معنی ہو جاتا ہے۔ یہ دراصل امر اَرۡجِ کی ضمیر مفعولی ہے۔ یہ قرآن مجید کی مخصوص قرأت اور املا ہے کہ اس کو اَرۡجِهٖ کے بجائے اَرۡجِهۡ پڑھتے اور لکھتے ہیں۔ (آیت۔112) يَاۡتُوۡكَ میں يَاۡتُوۡ مضارع مجزوم ہے، فعل امر اَرۡسِلۡ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے۔ (آیت۔113) اِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا جواب شرط مقدم ہے اور اِنۡ كُنَّا نَحۡنُ الۡغٰلِبِيۡنَ شرط ہے۔ اس لیے ان کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ

ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	مُّوْسٰى	بِاٰيٰتِنَآ	اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ	فَظَلَمُوْا	بِهَا ۚ
پھر	ہم نے بھیجا	ان کے بعد	موسیٰ کو	اپنی نشانیوں کے ساتھ	فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف	تو انہوں نے ظلم کیا	ان (نشانیوں) پر

فَانْظُرْ	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٠٣﴾	وَقَالَ	مُوْسٰى	يٰفِرْعَوْنُ	اِنِّيْ	رَسُوْلٌ
تو غور کرو	کیسا	تھا	فساد پھیلانے والوں کا انجام	اور کہا	موسیٰؑ نے	اے فرعون	بے شک میں	ایک رسول ہوں

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾	حَقِيْقٌ	اَنْ	لَّآ اَقُوْلَ	عَلَى اللّٰهِ	اِلَّا	الْحَقَّ ؕ	قَدْ جِئْتُكُمْ
تمام جہانوں کے رب (کی طرف) سے	(مجھ) پر لازم ہے	کہ	میں نہ کہوں	اللہ پر	مگر	حق	میں لایا ہوں تمہارے پاس

بِبَيِّنَةٍ	مِّنْ رَّبِّكُمْ	فَاَرْسِلْ	مَعِيَ	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٠٥﴾	قَالَ	اِنْ	كُنْتَ جِئْتَ
واضح (نشانیاں)	تمہارے رب (کی طرف) سے	پس تو بھیج	میرے پاس	بنی اسرائیل کو	اس نے کہا	اگر	تو لایا ہے

بِاٰيَةٍ	فَاْتِ	بِهَآ	اِنْ	كُنْتَ	مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٠٦﴾	فَاَلْقٰى	عَصَاهُ	فَاِذَا	هِيَ
کوئی نشانی	تو لے آ	اسے	اگر	تو ہے	سچ کہنے والوں میں سے	تو انہوں نے ڈالا	اپنا عصا	تو جب ہی	وہ

ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٧﴾	وَّنَزَعَ	يَدَهٗ	فَاِذَا	هِيَ	بَيْضَآءُ	لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾	قَالَ	الْمَلَاُ
ایک واضح (جیتا جاگتا) اژدھا تھا	اور انہوں نے کھینچ نکالا	اپنا ہاتھ	تو جب ہی	وہ	سفید تھا	دیکھنے والوں کے لیے	کہا	سرداروں نے

مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ	اِنَّ	هٰذَا	لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٩﴾	يُّرِيْدُ	اَنْ	يُّخْرِجَكُمْ	مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ
فرعون کی قوم میں سے	بیشک	یہ	یقیناً ایک علم والا جادوگر ہے	وہ ارادہ رکھتا ہے	کہ	وہ تم لوگوں کو نکالے	تمہاری زمین سے

فَمَاذَا	تَاْمُرُوْنَ ﴿١١٠﴾	قَالُوْٓا	اَرْجِهْ	وَاَخَاهُ	وَاَرْسِلْ	فِي الْمَدَآئِنِ	حٰشِرِيْنَ ﴿١١١﴾
(فرعون نے پوچھا) پھر کیا	تم لوگ مشورہ دیتے ہو	انہوں نے کہا	تو ٹال دے اس کو	اور اس کے بھائی کو	اور تو بھیج	شہروں میں	جمع کرنے والوں کو

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ	سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿١١٢﴾	وَجَآءَ	السَّحَرَةُ	فِرْعَوْنَ	قَالُوْٓا	اِنَّ	لَنَا
وہ لوگ لے آئیں گے تیرے پاس	ہر ایک جاننے والے جادوگر کو	اور آئے	جادوگر لوگ	فرعون کے پاس	انہوں نے کہا	بیشک	ہمارے لیے

لَاَجْرًا	اِنْ	كُنَّا	نَحْنُ	الْغٰلِبِيْنَ ﴿١١٣﴾	قَالَ	نَعَمْ	وَاِنَّكُمْ	لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿١١٤﴾
یقیناً کچھ اُجرت ہوگی	اگر	ہم ہوئے	کہ ہم ہی	غلبہ پانے والے ہوں	اس نے کہا	ہاں	اور بیشک تم لوگ	یقیناً قریب کیے ہوؤں میں سے ہوگے

نوٹ:1

یہ بات نوٹ کرلیں کہ قرآن مجید میں حضرت کے موسیٰؑ کے قصے میں دو فرعونوں کا ذکر آتا ہے۔ ایک وہ جس زمانے میں پیدا ہوئے اور اسی گھر میں پرورش پائی اس کا نام رعمسیس تھا۔ دوسرا اس کا بیٹا منفتاح ہے۔ یہ اس وقت حکمراں تھا جب موسیٰؑ اسلامی دعوت لے کر مصر پہنچے تھے اور یہی غرق ہوا تھا۔

نوٹ:2

چند قوموں اور ان کے پیغمروں کا حوالہ دینے کے بعد اب موسیٰؑ اور فرعون کا واقعہ قدرے تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے۔ اس میں متعدد مضامین اور اسباق ہیں۔ لیکن اس سارے قصے میں جو سب سے اہم سبق ہے وہ صحابہؓ کرامؓ کے لیے بھی تھا اور قیامت تک ہر اس اہل حق گروہ کے لیے رہے گا جو باطل سے پنجہ آزمائی کی ''حماقت'' کرتا ہے۔ا

اس قصے کے پیرائے میں یہ سمجھائے کی کوشش کی گئی ہے کہ دعوت حق کے ابتدائی مرحلوں میں حق اور باطل کی قوتوں کا جو تناسب بظاہر نظر آتا ہے' اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ حق کی تو پوری تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ وہ ایک معمولی اقلیت سے شروع ہوتا ہے اور بغیر کسی ساز و سامان کے اس باطل کے خلاف لڑائی چھیڑ دیتا ہے جس کی پشت پر بڑی بڑی قوموں اور سلطنتوں کی طاقت ہوتی ہے۔ پھر بھی آخر کار حق ہی غالب آ کر رہتا ہے۔ اس قصے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حق کے مقابلہ میں جو چالیں چلی جاتی ہیں۔ وہ کسی طرح الٹی پڑتی ہیں۔ اور اللہ تعالی باطل کی ہلاکت کا آخری فیصلہ کرنے سے پہلے اس کو کتنی طویل مدت تک سنبھلنے اور درست ہونے کے مواقع دیتا چلا جاتا ہے۔ اور جب کسی بات کا اثر قبول نہیں کرتا تو پھر اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے اور نشان عبرت بنا دیا جاتا ہے (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (115 تا 126)

ل ق ف

(س) لَقْفًا کسی چیز کو جلدی جلدی لینا۔ نگلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 117

ترکیب

(آیت۔115) اس آیت میں جو اِمَّا ہے یہ اِنْ اور ما کا مرکب نہیں ہے۔ (آیت 2/البقرہ:38، ترکیب) بلکہ یہ ایک لفظ ہے۔ یہ بھی شرطیہ ہے اور دو فعلوں پر آتا ہے۔ اس کا ترجمہ عام طور پر ''یا تو''......اور ''یا پھر'' کیا جاتا ہے۔ نَکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ میں نحنُ ضمیر فاصل ہے اور نَکُوْنَ کی خبر ہونے کی وجہ سے اَلْمُلْقِيْنَ حالت نصب میں آیا ہے۔

ترجمہ

قَالُوْا	يٰمُوْسٰٓى	اِمَّآ	اَنْ	تُلْقِيَ	وَاِمَّآ	اَنْ	نَّكُوْنَ	نَحْنُ	الْمُلْقِيْنَ ﴿١١٥﴾	قَالَ
(جادوگر) بولے	اے موسیٰؑ	یا تو	یہ کہ	آپؑ ڈالیں	اور یا پھر	یہ کہ	ہم ہوں	کہ ہم ہی	ڈالنے والے ہوں	انہوںؑ نے کہا

اَلْقُوْا ۚ	فَلَمَّآ	اَلْقَوْا	سَحَرُوْٓا	اَعْيُنَ النَّاسِ	وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ	وَجَآءُوْ	بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿١١٦﴾
تم لوگ ڈالو	پھر جب	انہوں نے پھینکا	تو انہوں نے جادو کیا	لوگوں کی آنکھوں پر	اور ان کو خوفزدہ کیا	اور وہ لائے	ایک عظیم جادو

وَاَوْحَيْنَآ	اِلٰى مُوْسٰٓى	اَنْ	اَلْقِ	عَصَاكَ ۚ	فَاِذَا	هِيَ	تَلْقَفُ	مَا	يَاْفِكُوْنَ ﴿١١٧﴾ ۚ
اور ہم نے وحی کیا	موسیٰؑ کی طرف	کہ	آپؑ ڈالیں	اپنا عصا	پھر جب ہی	وہ	نگلنے لگا	اس کو جو	وہ جھوٹی بناوٹ کر رہے تھے

فَوَقَعَ	الْحَقُّ	وَبَطَلَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٨﴾ ۚ	فَغُلِبُوْا	هُنَالِكَ	وَانْقَلَبُوْا	صٰغِرِيْنَ ﴿١١٩﴾ ۚ
پس واقع ہوا	حق	اور باطل ہوا	وہ جو	وہ لوگ کیا کرتے تھے	پس وہ مغلوب ہوئے	وہیں	اور وہ پلٹے	حقیر ہوتے ہوئے

وَاُلْقِيَ	السَّحَرَةُ	سٰجِدِيْنَ ۝١٢٠	قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٢١	رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝١٢٢
اور ڈالے گئے	جادوگر لوگ	سجدہ کرنے والوں کی حالت میں	انہوں نے کہا	ہم ایمان لائے	تمام جہانوں کے رب پر	جو ہارونؑ اور موسیٰؑ کا رب ہے

قَالَ	فِرْعَوْنُ	اٰمَنْتُمْ	بِهٖ	قَبْلَ اَنْ	اٰذَنَ	لَكُمْ	اِنَّ	هٰذَا	لَمَكْرٌ
کہا	فرعون نے	تم لوگ ایمان لے آئے	اس پر	اس کے پہلے کہ	میں اجازت دیتا	تم لوگوں کو	بیشک	یہ	یقیناً ایک چال ہے

مَّكَرْتُمُوْهُ	فِي الْمَدِيْنَةِ	لِتُخْرِجُوْا	مِنْهَآ	اَهْلَهَا	فَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ ۝١٢٣
تم لوگوں نے تدبیر کی جس کی	اس شہر میں	تاکہ تم لوگ نکالو	اس (شہر) سے	اس کے لوگوں کو	تو عنقریب	تم لوگ جان لوگے

لَاُقَطِّعَنَّ	اَيْدِيَكُمْ	وَاَرْجُلَكُمْ	مِّنْ خِلَافٍ	ثُمَّ	لَاُصَلِّبَنَّكُمْ	اَجْمَعِيْنَ ۝١٢٤
میں لازماً کاٹوں گا	تمہارے ہاتھوں کو	اور تمہارے پیروں کو	مخالف (طرف) سے	پھر	میں لازماً سولی چڑھاؤں گا تم کو	سب کے سب کو

قَالُوْٓا	اِنَّآ	اِلٰى رَبِّنَا	مُنْقَلِبُوْنَ ۝١٢٥	وَمَا تَنْقِمُ	مِنَّآ	اِلَّآ اَنْ	اٰمَنَّا
انہوں نے کہا	بیشک ہم	اپنے رب کی طرف ہی	لوٹنے والے ہیں	اور تو انتقام نہیں لیتا	ہم سے	سوائے اس کے کہ	ہم ایمان لائے

بِاٰيٰتِ رَبِّنَا	لَمَّا	جَآءَتْنَا	رَبَّنَآ	اَفْرِغْ	عَلَيْنَا	صَبْرًا	وَّتَوَفَّنَا	مُسْلِمِيْنَ ۝١٢٦
اپنے رب کی نشانیوں پر	جب	وہ آئیں ہمارے پاس	اے ہمارے رب	تو انڈیل دے	ہم پر	ثابت قدمی	اور تو موت دے ہم کو	اس حال میں کہ ہم فرمانبردار ہوں

نوٹ: 1 آیت۔120 میں اُلْقِيَ ماضی مجہول کا صیغہ آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جادوگروں کو سجدے میں گرایا گیا تھا۔ اس سے ذہن میں کچھ الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ البتہ اس واقعہ کے پس منظر کی چند باتیں اگر ذہن میں واضح ہوں تو پھر یہ الجھنیں دور ہوجاتی ہیں۔ اس لیے پس منظر کو سمجھ لیں۔

(1) اس زمانے میں مصر، عرب اور خود بنی اسرائیل میں بھی سجدۂ تعظیمی کا رواج عام تھا۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی ان کے سامنے سجدۂ تعظیمی ہی میں گرے تھے۔ اس لیے جادوگروں کے لیے سجدہ میں گرنا کوئی نامانوس بات نہیں تھی۔ (2) اس وقت مصر کے لوگ سورج پرست تھے۔ اور سورج ان کا مہادیو یعنی رب اعلیٰ تھا۔ اسی معاشرے میں ایک محکوم قوم کی حیثیت سے بنی اسرائیل بھی تھے جو توحید پرست تھے۔ یہ نظریاتی تصادم ہی ان کی محکومیت کا سبب تھا۔ اگر وہ سورج پرستی اختیار کر کے فرعون کو سورج مہادیو کا اوتار تسلیم کر لیتے تو ان کی محکومیت ختم ہوجاتی۔ جیسے کہ قارون فرعون کی حکومت کا ایک اہم رکن بن گیا تھا۔ حالانکہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ (28۔76)۔ (3) اس زمانے میں جادوگری ایک بہت معزز پیشہ تھا اور عام طور پر جادوگر لوگ اپنے فن کے علم کے ساتھ ساتھ دیگر علوم سے بھی بخوبی واقف ہوتے تھے۔ جیسے مسلمانوں کے عروج کے زمانے میں طبیب یعنی حکیم ہونا ایک بہت معزز پیشہ تھا اور عام طور پر حکیم لوگ حکمت کے ساتھ ساتھ اسلامی فقہ، شعر و ادب، فلکیات وغیرہ جیسے علوم سے بھی پوری واقفیت رکھتے تھے۔ اسی طرح جادوگر لوگ توحید اور سورج پرستی کے نظریاتی تصادم کے علمی مضمرات سے بخوبی واقف تھے۔ (4) جادوگری کے علم اور فن پر عبور حاصل ہونے کے وجہ سے ان میں ہی یہ صلاحیت سب سے زیادہ تھی کہ وہ جادو اور معجزے میں تمیز کرسکیں۔

یہ وہ عوامل ہیں جن کی بنیاد پر حضرت موسیٰؑ کے عصا کو اژدھا بنتے دیکھ کر ان پر حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ حضرت موسیٰؑ جادوگر نہیں ہیں بلکہ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ ان کا یہ احساس اتنا شدید تھا کہ وہ بے ساختہ سجدے میں گر پڑے، ان کے احساس کی شدت اور بے ساختگی کی کیفیت کو اجاگر کرنے کے لیے یہاں فعل اُلْقِيَ استعمال ہوا ہے۔

آیت نمبر (127 تا 132)

ترکیب

(آیت۔129) مِنۡ بَعۡدِ مَا جِئۡتَنَا میں مَا ظرفیہ ہے۔ اَنۡ یُّهۡلِكَ کے اَنۡ پر عطف ہونے کی وجہ سے یَسۡتَخۡلِفَ حالت نصب میں ہے۔ جبکہ فَيَنۡظُرَ کی نصب فاسیہ کی وجہ سے ہے۔ (آیت۔130) اَلسِّنِيۡنَ (مادہ ''س ن و'') کی لغت آیت نمبر 2/96 میں دی ہوئی ہے۔ سَنَةٌ (ایک سال) کی جمع سِنُوۡنَ عربی محاورے میں قحط سالی کے لیے بھی آتی ہے۔ (آیت۔132) مَهۡمَا، اُن جوازم مضارع میں سے ہے جو شرط اور جواب شرط میں آنے والے دونوں مضارع افعال کو جزم دیتا ہے۔ (آسان عربی گرامر، پیراگراف 43:2)۔ یہاں تَاۡتِنَا میں تَاۡتِ مجزوم ہے۔ جبکہ جواب شرط میں مضارع کی جگہ جملہ اسمیہ مَا نَحۡنُ لَكَ بِمُؤۡمِنِيۡنَ آیا ہے اور محلاً مجزوم ہے۔

ترجمہ

وَقَالَ	الۡمَلَاُ	مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ	اَ	تَذَرُ	مُوۡسٰى	وَقَوۡمَهٗ	لِيُفۡسِدُوۡا	فِى الۡاَرۡضِ
اور کہا	سرداروں نے	فرعون کی قوم میں سے	کیا	تو ہے چھوڑ رکھا ہے	موسیؑ کو	اور اس قوم کو	کہ فساد پھیلائیں	زمین میں

وَيَذَرَكَ	وَاٰلِهَتَكَ ؕ	قَالَ	سَنُقَتِّلُ	اَبۡنَآءَهُمۡ	وَنَسۡتَحۡىٖ	نِسَآءَهُمۡ ۚ	وَاِنَّا
اور (تا کہ) وہ چھوڑ دے تجھ کو	اور تیرے معبودوں کو	اس نے کہا	ہم قتل کرتے رہیں گے	ان کے بیٹوں کو	اور زندہ رکھیں گے	ان کی عورتوں کو	اور یقیناً ہم

فَوۡقَهُمۡ	قٰهِرُوۡنَ ﴿١٢٧﴾	قَالَ	مُوۡسٰى	لِقَوۡمِهِ	اسۡتَعِيۡنُوۡا	بِاللّٰهِ	وَاصۡبِرُوۡا ۚ	اِنَّ	الۡاَرۡضَ	لِلّٰهِ ۙ قف
ان کے اوپر	پوری طرح قابو یافتہ ہیں	کہا	موسیؑ نے	اپنی قوم سے	مدد مانگو	اللہ سے	اور ثابت قدم رہو	یقیناً	زمین	اللہ کی ہے

يُوۡرِثُهَا	مَنۡ	يَّشَآءُ	مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ	وَالۡعَاقِبَةُ	لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿١٢٨﴾	قَالُوۡۤا
وہ وارث بناتا ہے اس کا	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اس کے بندوں میں سے	اور (بھلا) انجام	تقویٰ کرنے والوں کے لیے ہے	انہوں نے کہا

اُوۡذِيۡنَا	مِنۡ قَبۡلِ	اَنۡ	تَاۡتِيَنَا	وَمِنۡۢ بَعۡدِ	مَا	جِئۡتَنَا ؕ	قَالَ	عَسٰى
اذیت دی گئی ہم کو	اس سے پہلے	کہ	آپؑ آئے ہمارے پاس	اور اس کے بعد	جب	آپؑ آئے ہمارے پاس	انہوںؑ نے کہا	امید ہے

رَبُّكُمۡ	اَنۡ	يُّهۡلِكَ	عَدُوَّكُمۡ	وَيَسۡتَخۡلِفَكُمۡ	فِى الۡاَرۡضِ	فَيَنۡظُرَ	كَيۡفَ
تمہارے رب (سے)	کہ	وہ ہلاک کرے	تمہارے دشمن کو	اور جانشین بنائے تم کو	زمین میں	تو پھر وہ دیکھے	کیسے

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿١٢٩﴾ ع	وَلَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ	اٰلَ فِرۡعَوۡنَ	بِالسِّنِيۡنَ	وَنَقۡصٍ	مِّنَ الثَّمَرٰتِ	لَعَلَّهُمۡ
تم لوگ عمل کرتے ہو	اور ہم پکڑ چکے ہیں	فرعون کے پیروکاروں کو	قحطوں سے	اور کچھ نقصان سے	پھلوں میں سے	شاید وہ لوگ

يَذَّكَّرُوۡنَ ﴿١٣٠﴾	فَاِذَا	جَآءَتۡهُمُ	الۡحَسَنَةُ	قَالُوۡا	لَنَا	هٰذِهٖ ۚ	وَاِنۡ	تُصِبۡهُمۡ
نصیحت حاصل کریں	پھر جب بھی	آتی ہے ان کے پاس	بھلائی	تو وہ لوگ کہتے ہیں	ہمارے لیے ہے	یہ	اور اگر	آن لگتی ہے ان کو

سَيِّئَةٌ	يَّطَّيَّرُوۡا	بِمُوۡسٰى	وَمَنۡ	مَّعَهٗ ؕ	اَلَاۤ	اِنَّمَا	طٰۤئِرُهُمۡ	عِنۡدَ اللّٰهِ
کوئی برائی	تو وہ لوگ منحوس گردانتے ہیں	موسیؑ کو	اور ان کو جو	ان کے ساتھ ہیں	سن لو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ان کی نحوست	اللہ کے پاس (سے) ہے

وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣١﴾	وَقَالُوْا	مَهْمَا	تَاْتِنَا بِهٖ	مِنْ اٰيَةٍ	لِّتَسْحَرَنَا
اورلیکن	ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں	اورانہوں نے کہا	جو کچھ	تولائے گا ہمارے پاس	کوئی بھی نشانی	تا کہ تو جادو کرے ہم پر

بِهَا ۙ	فَمَا نَحْنُ	لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾
اس سے	توہم نہیں ہیں	تیری بات ماننے والے

آیت نمبر(133 تا 137)

ج ر د

(ن) جَرْدًا کھال پر سے بال اتارنا۔ ننگا کرنا۔
جَرَادٌ اسم جنس ہے۔ ٹڈی (واحد جَرَادَةٌ) ٹڈی زمین کا سبزہ چاٹ کر اس کو ننگا کر دیتی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔133

ق م ل

ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔
قُمَّلٌ اسم جنس ہے۔ واحد قُمَّلَةٌ ۔ سر کے بالوں میں پڑنے والی جوں۔ گندگی پر بھنبھنانے والی باریک مکھیاں۔ پھنگے۔ زیر مطالعہ آیت۔133۔

ن ک ث

(ن) نَكْثًا کمبل کو ادھیڑنا۔ سوت کو ریشہ ریشہ کرنا۔ عہد شکنی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔135
نِكْثٌ ج: اَنْكَاثٌ۔ ادھیڑا ہوا کمبل یا سوت۔ ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ﴾ (16/ النحل:92) ''اور تم لوگ مت ہو اس عورت کی مانند جس نے توڑا اپنا کاتا ہوا سوت محنت کے بعد، ادھیڑا ہوا۔''

د م ر

(ن) دَمُوْرًا ہلاک ہونا۔
(تفعیل) تَدْمِيْرًا (1) ہلاک کرنا۔ اس کا مفعول بنفسہٖ آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔137۔(2) کسی پر ہلاکت ڈالنا۔ اس میں علیٰ کا صلہ آتا ہے۔ ﴿دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾﴾ (47/ محمد:10) ''ہلاکت ڈالی اللہ نے ان پر اور کافروں کے لیے اس کی جیسی ہیں۔''

ترکیب

(آیت۔137) اَوْرَثْنَا کا مفعول اول اَلْقَوْمَ ہے۔ مَشَارِقَ اور مَغَارِبَ اس کے مفعول ثانی ہیں۔ اَلْاَرْضِ پر لام تعریف ہے اور اَلَّتِيْ کا تعلق بھی اَلْاَرْضِ سے ہے۔ كَلِمَتُ مضاف ہے اس لیے اس کی صفت اَلْحُسْنٰى مضاف الیہ رَبِّكَ کے بعد آئی ہے۔

ترجمہ

فَاَرْسَلْنَا	عَلَيْهِمُ	الطُّوْفَانَ	وَالْجَرَادَ	وَالْقُمَّلَ	وَالضَّفَادِعَ	وَالدَّمَ	اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۣ
پھر ہم نے بھیجا	ان پر	طوفان	اور ٹڈی دل	اور جوئیں	اور مینڈک	اور خون	کھلی کھلی نشانیاں ہوتے ہوئے

فَاسْتَكْبَرُوْا	وَكَانُوْا	قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾	وَلَمَّا	وَقَعَ	عَلَيْهِمُ	الرِّجْزُ	قَالُوْا	يٰمُوْسَى
نتیجے میں انہوں نے گھمنڈ کیا	اور وہ تھے (ہی)	جرم کرنے والے لوگ	اور جب	واقع ہوتا	ان پر	عذاب	تو وہ کہتے	اے موسیٰؑ

ادْعُ	لَنَا	رَبَّكَ	بِمَا	عَهِدَ	عِنْدَكَ ج	لَئِنْ	كَشَفْتَ	عَنَّا	الرِّجْزَ
آپؑ پکاریے	ہمارے لیے	اپنے رب کو	اس کے ساتھ جس کا	اس نے وعدہ لیا	آپؑ سے	یقیناً اگر	آپؑ نے ہٹا دیا	ہم سے	اس عذاب کو

لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ	وَلَنُرْسِلَنَّ	مَعَكَ	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ ج	فَلَمَّا	كَشَفْنَا	عَنْهُمُ
تو ہم لازماً مان لیں گے آپؑ (کی بات) کو	اور ہم لازماً بھیج دیں گے	آپؑ کے ساتھ	بنی اسرائیل کو	پھر جب	ہم نے ہٹا دیا	ان سے

الرِّجْزَ	اِلٰٓى اَجَلٍ	هُمْ	بٰلِغُوْهُ	اِذَا	هُمْ	يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾	فَانْتَقَمْنَا	مِنْهُمْ
اس عذاب کو	ایک مدت تک	(کہ) وہ	پہنچنے والے تھے اس کو	جب ہی	وہ لوگ	عہد شکنی کرتے	پس ہم نے انتقام لیا	ان سے

فَاَغْرَقْنٰهُمْ	فِي الْيَمِّ	بِاَنَّهُمْ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَكَانُوْا	عَنْهَا	غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾	وَاَوْرَثْنَا
تو ہم نے غرق کیا ان کو	پانی میں	کیونکہ انہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور وہ تھے	ان سے	غفلت برتنے والے	اور ہم نے وارث بنایا

الْقَوْمَ الَّذِيْنَ	كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ	مَشَارِقَ الْاَرْضِ	وَمَغَارِبَهَا	الَّتِيْ	بٰرَكْنَا	فِيْهَا ط	وَتَمَّتْ
اس قوم کو جن کو	کمزور سمجھا جاتا تھا	اس زمین کے مشرقوں کا	اور اس کے مغربوں کا	وہ (زمین)	ہم نے برکت دی	جس میں	اور تمام ہوا

كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى	عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ	بِمَا	صَبَرُوْا ط	وَدَمَّرْنَا	مَا
آپؑ کے رب کا اچھا وعدہ	بنی اسرائیل پر	بسبب اس کے جو	وہ لوگ ثابت قدم رہے	اور ہم نے تباہ کیا	اس کو جو

كَانَ يَصْنَعُ	فِرْعَوْنُ	وَقَوْمُهٗ	وَمَا	كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾
بنایا تھا	فرعون	اور اس کی قوم نے	اور اس کو جو	اونچا کر کے چھایا تھا

نوٹ:1

فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰؑ سے ہارنے کے بعد انؑ پر ایمان لے آئے تھے۔ لیکن فرعون اور اس کی قوم اسی طرح اپنی سرکشی اور کفر پر جمی رہی۔ تاریخی روایات کے مطابق اس واقعہ کے بعد حضرت موسیٰؑ بیس سال مصر میں مقیم رہ کر ان لوگوں کا اللہ کا پیغام سناتے اور حق کی دعوت دیتے رہے، اس عرصہ میں ان لوگوں پر مختلف عذاب آتے رہے جن کے ذریعہ قوم فرعون کو متنبہ کرنا اور راہ راست پر لانا مقصود تھا۔ ان میں سے ہر عذاب ایک معین وقت تک رہتا، پھر موقوف ہوتا اور کچھ مہلت دی جاتی کہ غور وفکر کر کے سنبھل جائیں۔ اسی طرح وقفہ وقفہ سے متعدد عذاب آتے رہے۔ لیکن ان لوگوں نے ان سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ پھر جب ہر طرح اتمام حُجت ہوگئی تب ان کو غرق کیا گیا۔ (معارف القرآن)

نوٹ:2

زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 137 میں ارشاد ہے کہ ہم نے اس کو برباد کر دیا جو فرعون اور اس کے پیروکار بنایا کرتے تھے۔ یہاں بنانے کے لیے يَصْنَعُ کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی کسی کام کو مہارت سے کرنے کے ہیں۔ (مفردات القرآن)۔ بظاہر اس سے مراد ان کی عمارتیں ہیں کیونکہ یہ مصریوں کا خاص ذوق تھا اور انہوں نے فن تعمیر میں بڑی مہارت حاصل کر لی تھی۔ لیکن سورۃ الاعراف کی ان آیات

میں اور قرآن مجید کے دیگر مقامات پر جہاں قوم فرعون پر عذابوں کا ذکر ہے، وہاں زلزلہ یا کسی ایسے عذاب کا ذکر نہیں ہے۔ جس سے عمارتیں تباہ ہوں۔ اس لیے ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ غالباً یہاں یَصْنَعُ کا لفظ اپنے عموی مفہوم میں آیا ہے اور اس سے مراد حضرت موسیٰؑ کے خلاف وہ جھوٹے الزامات ہیں جو فرعون گھڑا کرتا تھا اور قوم اس کی ہاں میں ہاں ملاتی تھی۔ شاید اسی لیے یَصْنَعُ کے فاعل کے طور پر فرعون اور اس کی قوم کا الگ الگ ذکر آیا ہے۔ کیونکہ الزامات فرعون گھڑتا تھا اور قوم اس کی ہم نوا ہوتی تھی۔ مثلاً یہ کہ یہ جادوگر تم لوگوں کو تمہاری زمین سے نکالنا چاہتا ہے، تمہاری بے مثال تہذیب کو تباہ کرنا چاہتا ہے، جادوگروں کی شکست ان کی اور موسیٰؑ کی ملی بھگت کا نتیجہ تھی، موسیٰؑ کی دعا سے عذاب ٹل جانے پر وعدہ نہ پورا کرنے کے لیے حیلے بہانے تراشنا، وغیرہ وغیرہ۔ یَصْنَعُ کا اگر یہ مفہوم ہے تو پھر یَعْرِشُوْنَ کو بھی اس کے عمومی مفہوم پر محمول کرنا ہوگا کہ فرعون جو کچھ گھڑتا تھا، حکومت کی مشینری پروپیگنڈے کے ذریعے اسے لوگوں کے ذہنوں پر مسلط کر دیتی تھی تا کہ لوگوں کو موسیٰؑ کی رسالت اور بنو اسرائیل کی آزادی کے مطالبہ کی صداقت پر غور کرنے کا موقع نہ ملے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مفتی محمد شفیعؒ کی رائے ہے کہ یَصْنَعُ کے مفہوم میں فرعون اور قوم فرعون کی بنائی ہوئی چیزوں میں ان کے مکانات و عمارات اور گھریلو ضرورت کے سامان، نیز وہ مختلف قسم کی تدبیریں جو وہ موسیٰؑ کے مقابلہ کے لیے کرتے تھے، سب داخل ہیں۔ (معارف القرآن)

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول و منظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

923

آیت نمبر (138 تا 143)

ت ب ر

(س) — تَبَرًا — ہلاک ہونا۔ برباد ہونا۔

تَبَارٌ — اسم ذات ہے۔ تباہی۔ بربادی۔ ﴿وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا تَبَارًا﴾ (71/نوح:28) ’’اور تو زیادہ نہ کر ظالموں کو مگر تباہی میں۔‘‘

(تفعیل) — تَتۡبِیۡرًا — تباہ کرنا۔ برباد کرنا۔ ﴿وَ کُلًّا تَبَّرۡنَا تَتۡبِیۡرًا﴾ (25/الفرقان:39) ’’اور سب کو ہم نے برباد کیا جیسا برباد کرنے کا حق ہے۔‘‘

مُتَبَّرٌ — اسم المفعول ہے اور ظرف بھی (۱) برباد کیا ہوا۔ (۲) برباد شدہ جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔139۔

ج ل و

(ن) — جَلۡوًا — کسی چیز کو آشکار کرنا۔ نمایاں کرنا۔

جَلَاءً — کسی کو شہر سے نکالنا۔ جلاوطن کرنا۔ ﴿وَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمُ الۡجَلَآءَ لَعَذَّبَہُمۡ فِی الدُّنۡیَا﴾ (59/الحشر:3) ’’اگر نہ ہوتا کہ لکھا اللہ نے ان پر جلاوطن کرنا تو وہ ضرور عذاب دیتا ان کو دنیا میں۔‘‘

(تفعیل) — تَجۡلِیَۃً — کسی چیز کو خوب روشن کرنا۔ ﴿وَالنَّہَارِ اِذَا جَلّٰہَا﴾ (91/الشمس:3) ’’قسم ہے دن کی جب وہ خوب روشن کردے اس کو۔‘‘

(تفعل) — تَجَلِّیٌ — خوب روشن ہونا۔ جلوہ افروز ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔143۔

د ک ک

دَکًّا — کسی چیز کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کرنا۔ ہموار کرنا۔ ﴿وَّ حُمِلَتِ الۡاَرۡضُ وَ الۡجِبَالُ فَدُکَّتَا دَکَّۃً وَّاحِدَۃً﴾ (69/الحاقۃ:14) ’’اور اٹھائی جائے گی زمین اور پہاڑ پھر دونوں کو کوٹ کر ہموار کیا جائے گا یکبارگی ہموار کرنا۔‘‘

دَکٌّ — اسم ذات بھی ہے۔ ہموار زمین۔ زیر مطالعہ آیت۔143۔

دَکَّاءُ — نرم مٹی کا ٹیلہ۔ ﴿فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ رَبِّیۡ جَعَلَہٗ دَکَّآءَ﴾ (18/الکہف:98) ’’پھر جب آئے گا میرے رب کا وعدہ تو وہ بنادے گا اس کو ایک نرم مٹی کا ٹیلہ۔‘‘

خ ر ر

(ض) — خَرًّا — بلندی سے پستی میں گرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔143۔

ترکیب

(آیت۔138) جَاوَزَ (مفاعلہ) کے معنی ہیں دریا کو پار کرنا ’ب‘ کے صلہ کے ساتھ معنی ہوجاتے ہیں کسی کو پار کرانا۔ قَوۡمٍ نکرہ مخصوصہ ہے جبکہ یَعۡکُفُوۡنَ اس کی خصوصیت اور حال ہے۔ (آیت۔139) مَا ھُمۡ مبتدا مؤخر ہے، مُتَبَّرٌ اس کی خبر مقدم ہے اور فِیۡہِ متعلق خبر ہے۔ پھر یہ پورا جملہ اِنَّ ھٰۤؤُلَآءِ کی خبر ہے۔ اسی طرح مَا مبتدا مؤخر ہے۔ بٰطِلٌ اس کی خبر مقدم ہے اور جملہ فعلیہ کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ متعلق خبر ہے اس لیے اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت۔141) سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ مرکب اضافی ہے لیکن اس کا ترجمہ مرکب توصیفی میں ہوگا (دیکھیں

آیت-20/طٰہٰ:49،نوٹ-3) عَظِیْمٌ کی رفع بتا رہی ہے کہ یہ بَلَآءٌ کی صفت ہے اگر ربّ کی ہوتی تو عَظِیْمٍ آتی ہے۔
923

ترجمہ

وَجٰوَزْنَا	بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	الْبَحْرَ	فَاَتَوْا	عَلٰی قَوْمٍ	یَّعْكُفُوْنَ	عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ	قَالُوْا
اور ہم نے پار کرایا	بنی اسرائیل کو	سمندر کے	تو وہ پہنچے	ایک ایسی قوم پر	جو جھکے بیٹھے ہوئے تھے	اپنے کچھ بتوں پر	انہوں نے کہا

یٰمُوْسَی	اجْعَلْ	لَّنَآ	اِلٰهًا	كَمَا	لَهُمْ	اٰلِهَةٌ ؕ	قَالَ	اِنَّكُمْ	قَوْمٌ
اے موسیٰؑ	آپؑ بنادیں	ہمارے لیے	ایک الٰہ	جیسے کہ	ان کے لیے	کچھ الٰہ ہیں	(موسیٰؑ نے) کہا	بیشک تم لوگ	ایک ایسی قوم ہو

تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾	اِنَّ	هٰٓؤُلَآءِ	مُتَبَّرٌ	مَّا	هُمْ	فِیْهِ	وَبٰطِلٌ	مَّا	كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾
جو غلط عقائد رکھتی ہی	یقیناً	یہ!	برباد کیا ہوا ہے	وہ	یہ لوگ	جس میں ہیں	اور باطل ہے	وہ، جو	یہ لوگ کرتے ہیں

قَالَ	اَ	غَیْرَ اللّٰهِ	اَبْغِیْكُمْ	اِلٰهًا	وَّ	هُوَ	فَضَّلَكُمْ	عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾
(موسیٰؑ نے) کہا	کیا	اللہ کے علاوہ کو	میں چاہوں تمہارے لیے	بطور الٰہ	حالانکہ	اس نے	فضیلت دی ہے تم کو	تمام جہانوں پر

وَاِذْ	اَنْجَیْنٰكُمْ	مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ	یَسُوْمُوْنَكُمْ	سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ	یُقَتِّلُوْنَ	اَبْنَآءَكُمْ
اور جب	ہم نے نجات دی	فرعون کے پیروکاروں سے	وہ تکلیف دیتے تھے تم کو	بُرے عذاب کی	وہ قتل کرتے تھے	تمہارے بیٹوں کو

وَیَسْتَحْیُوْنَ	نِسَآءَكُمْ ؕ	وَفِیْ ذٰلِكُمْ	بَلَآءٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ	عَظِیْمٌ ﴿۱۴۱﴾ ع	وَوٰعَدْنَا
اور زندہ رکھتے تھے	تمہاری عورتوں کو	اور اس میں	ایک آزمائش تھی	تمہارے رب (کی طرف) سے	ایک بڑی (آزمائش)	اور ہم نے وعدہ کیا

مُوْسٰی	ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً	وَّاَتْمَمْنٰهَا	بِعَشْرٍ	فَتَمَّ	مِیْقَاتُ رَبِّهٖٓ	اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۚ	وَقَالَ
موسیٰؑ سے	تیس راتوں کا	اور ہم نے مکمل کیا انہیں	دس سے	تو پورا ہوا	انؑ کے رب کے طے شدہ وقت	چالیس راتوں کا	اور کہا

مُوْسٰی	لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ	اخْلُفْنِیْ	فِیْ قَوْمِیْ	وَاَصْلِحْ	وَلَا تَتَّبِعْ	سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴۲﴾
موسیٰؑ نے	اپنے بھائی ہارونؑ سے	تو میرے پیچھے رہ	میری قوم میں	اور اصلاح کر	اور پیروی مت کرنا	فساد کرنے والوں کے راستے کی

وَلَمَّا	جَآءَ	مُوْسٰی	لِمِیْقَاتِنَا	وَكَلَّمَهٗ	رَبُّهٗ ۙ	قَالَ	رَبِّ	اَرِنِیْٓ
اور جب	آئے	موسیٰؑ	ہماری طے شدہ جگہ پر	اور کلام کیا انؑ سے	انؑ کے رب نے	تو انہوںؑ نے کہا	اے میرے رب	تو مجھے دکھا

اَنْظُرْ	اِلَیْكَ ؕ	قَالَ	لَنْ تَرٰىنِیْ	وَلٰكِنِ	انْظُرْ	اِلَی الْجَبَلِ	فَاِنِ	اسْتَقَرَّ	مَكَانَهٗ
تو میں دیکھوں	تیری طرف	(اللہ نے) کہا	تو ہرگز نہیں دیکھے گا مجھ کو	اور لیکن	تو دیکھ	اس پہاڑ کی طرف	پھر اگر	وہ برقرار رہا	اپنی جگہ پر

فَسَوْفَ	تَرٰىنِیْ ۚ	فَلَمَّا	تَجَلّٰی	رَبُّهٗ	لِلْجَبَلِ	جَعَلَهٗ	دَكًّا	وَّخَرَّ	مُوْسٰی
تو عنقریب	تو دیکھے گا مجھ کو	پھر جب	تجلی کی	انؑ کے رب نے	اس پہاڑ کی طرف	تو اس نے کردیا اس کو	ہموار زمین	اور گر پڑے	موسیٰؑ

صَعِقًا	فَلَمَّآ	اَفَاقَ	قَالَ	سُبۡحٰنَكَ	تُبۡتُ اِلَيۡكَ	وَاَنَا	اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۴۳﴾
بیہوش ہوکر	پھر جب	افاقہ ہوا	تو انہوںؑ نے کہا	تیری پاکیزگی ہے	میں توبہ کرتا ہوں	اور میں	سب سے پہلے ایمان لایا

نوٹ:1 آیت۔142 میں تیس دن کے بجائے تیس راتوں کا ذکر فرمایا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاءؑ کی شریعتوں میں مہینے قمری ہوتے ہیں اور قمری مہینہ چاند دیکھنے سے شروع ہوتا ہے، جوکہ رات ہی میں ہوسکتا ہے۔اسلیے قمری مہینہ رات سے شروع ہوتا ہے۔پھر اس کی ہر تاریخ غروب آفتاب سے شمار ہوتی ہے۔جتنے آسمانی مذاہب ہیں ان سب کا حساب اسی طرح قمری مہینوں سے شروع ہوتا ہے اور تاریخ غروب آفتاب سے شمار کی جاتی ہے۔ابنِ عربی کا قول ہے کہ شمسی حساب دنیوی منافع کے لیے ہے اور قمری حساب اداءِ عبادات کے لیے ہے۔(معارف القرآن)

آیت نمبر (144 تا 147)

ل و ح

(ن) لَوۡحًا: کسی چیز کا نمایاں ہونا۔

لُوۡحًا: گرم ہونا۔پیاسا ہونا۔

لَوۡحٌ: ج: اَلۡوَاحٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ہر چوڑی چیز جیسے لکھنے کی تختی، کشتی کے تختے وغیرہ۔زیر مطالعہ آیت۔145 اور ﴿بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِيۡدٌ ﴿۲۱﴾ فِىۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ﴿۲۲﴾﴾ (85/البروج: 21-22) ''بلکہ وہ قرآن مجید ہے ایک محفوظ تختی میں۔'' ﴿وَحَمَلۡنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلۡوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾﴾ (54/القمر: 13) ''اور ہم نے سوار کیا اس کو کچھ تختیوں اور کیلوں والی پر۔''

لَوَّاحٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔بہت گرم ہونے والا۔جھلسنے والا۔ ﴿لَوَّاحَةٌ لِّلۡبَشَرِ ﴿۲۹﴾﴾ (74/المدثر: 29) ''جھلسنے والی ہے کھال کو۔''

ترکیب (آیت۔145) فعل امر وَاۡمُرۡ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے يَاۡخُذُوۡا مجزوم ہوا ہے۔اُورِيۡكُمۡ میں واؤ زائدہ ہے اور قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔(آیت۔147) بِاٰيٰتِنَا کی ب پر عطف ہونے کی وجہ سے لِقَاۗءِ حالت جر میں آیا ہے۔

ترجمہ

قَالَ	يٰمُوۡسٰٓى	اِنِّى اصۡطَفَيۡتُكَ	عَلَى النَّاسِ	بِرِسٰلٰتِىۡ	وَبِكَلَامِىۡ	فَخُذۡ	مَآ
(اللہ نے) کہا	اے موسیٰؑ	میں نے ترجیح دی تجھ کو	لوگوں پر	اپنے پیغام کے لیے	اور اپنے کلام کے لیے	پس تو پکڑ	اس کو جو

اٰتَيۡتُكَ	وَكُنۡ	مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾	وَكَتَبۡنَا	لَهٗ	فِى الۡاَلۡوَاحِ	مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ
میں نے دیا تجھ کو	اور تو ہوجا	شکر کرنے والوں میں سے	اور ہم نے لکھا	اس کے لیے	تختیوں میں	سب چیزوں میں سے

مَّوۡعِظَةً	وَّتَفۡصِيۡلًا	لِّكُلِّ شَىۡءٍ	فَخُذۡهَا	بِقُوَّةٍ	وَّاۡمُرۡ	قَوۡمَكَ	يَاۡخُذُوۡا
نصیحت ہوتے ہوئے	اور تفصیل ہوتے ہوئے	ہر چیز کے لیے	پس تو پکڑ اس کو	قوت سے	اور تو حکم دے	اپنی قوم کو	کہ وہ لوگ پکڑیں

بِاَحۡسَنِهَا	سَاُورِيۡكُمۡ	دَارَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿١٤٥﴾	سَاَصۡرِفُ	عَنۡ اٰيٰتِيَ	الَّذِيۡنَ	923 يَتَكَبَّرُوۡنَ
اس کے بہترین کو	میں دکھاؤں گا تم لوگوں کو	نافرمانی کرنے والوں کا گھر	میں پھیر دوں گا	اپنی نشانیوں سے	ان لوگوں کو جو	بڑے بنتے ہیں

فِي الۡاَرۡضِ	بِغَيۡرِ الۡحَقِّ	وَاِنۡ	يَّرَوۡا	كُلَّ اٰيَةٍ	لَّا يُؤۡمِنُوۡا	بِهَا	وَاِنۡ	يَّرَوۡا
زمین میں	حق کے بغیر	اور اگر	وہ لوگ دیکھیں	ساری نشانیاں	تو (بھی) ایمان نہیں لائیں گے	ان پر	اور اگر	وہ دیکھیں

سَبِيۡلَ الرُّشۡدِ	لَا يَتَّخِذُوۡهُ	سَبِيۡلًا	وَاِنۡ	يَّرَوۡا	سَبِيۡلَ الۡغَيِّ	يَتَّخِذُوۡهُ	سَبِيۡلًا
ہدایت کے راستے کو	تو نہیں پکڑیں گے اس کو	بطور راستے کے	اور اگر	وہ دیکھیں	گمراہی کے راستے کو	تو پکڑیں گے اس کو	بطور راستے کے

ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمۡ	كَذَّبُوۡا	بِاٰيٰتِنَا	وَكَانُوۡا	عَنۡهَا	غٰفِلِيۡنَ ﴿١٤٦﴾	وَالَّذِيۡنَ	كَذَّبُوۡا
یہ ہے	بسبب اس کے کہ انہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور وہ لوگ تھے	ان سے	غفلت برتنے والے	اور جنہوں نے	جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَا	وَلِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ	حَبِطَتۡ	اَعۡمَالُهُمۡ	هَلۡ يُجۡزَوۡنَ	اِلَّا	مَا	كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿١٤٧﴾
ہماری نشانیوں کو	اور آخرت کی ملاقات کو	اکارت ہوئے	ان کے اعمال	انہیں کیا بدلہ دیا جائے گا	سوائے اس کے	جو	وہ لوگ کرتے تھے

نوٹ:1

آیت۔145 میں بِاَحۡسَنِهَا سے مراد احکام الٰہی کا وہ صاف اور سیدھا مفہوم ہے جو عقلِ عام سے ہر وہ شخص سمجھ لے گا جس کی نیت میں فساد اور دل میں کجی نہ ہو۔ اور دَارَ الۡفٰسِقِيۡنَ دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ ان قوموں کے آثارِ قدیمہ پر سے گزرو گے جنہوں نے اللہ کی بندگی اور اطاعت سے منہ موڑا۔ انہیں دیکھ کر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ایسی روش اختیار کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2

آیت۔147 میں حبطِ اعمال کا مطلب ہے کہ اعمال ضائع ہو گئے، بارآور نہ ہوئے اور لاحاصل رہے۔ (یعنی زندگی میں اگر کچھ نیکیاں کی بھی تھیں تو آخرت میں ان کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملا۔ مرتب)۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانی سعی و عمل کے بارآور ہونے کا انحصار کلیتاً دو امور پر ہے۔ ایک یہ کہ وہ سعی و عمل اللہ کے قانونِ شرعی کی اپبندی میں ہو۔ دوسرے یہ کہ اس سعی و عمل میں دنیا کے بجائے آخرت کی کامیابی پیشِ نظر ہو۔ یہ دو شرطیں جہاں پوری نہ ہوں گی وہاں لازماً حبطِ عمل واقع ہو گا۔ جس نے اللہ کی ہدایت سے منہ موڑ کر، باغیانہ انداز میں دنیا میں کام کیا، ظاہر ہے کہ وہ اللہ سے کسی اجر کی توقع رکھنے کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ اور جس نی سب کچھ دنیا ہی کے لیے کیا اور آخرت کے لیے کچھ نہ کیا وہ کس طرح آخرت میں پھل پائے گا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (148 تا 154)

ح ل ی

(س) حَلۡيًا: عورت کا زیور پہننا۔

حِلۡيَةٌ: ج: حُلِيٌّ۔ زیور۔ ﴿وَتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً﴾ (16/النحل: 14) ''اور تاکہ تم لوگ نکالو اس سے کوئی زیور۔'' اور زیر مطالعہ آیت۔148۔

(تفعیل) تَحْلِیَۃً زیور پہنانا۔ آراستہ کرنا۔ ﴿ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ ﴾ (18/ الکھف: 31) ''وہ لوگ آراستہ کیے جائیں گے اس میں سونے کے کنگنوں سے۔'' 923

ج س د

(س) جَسَدًا خون کا چپکنا۔ چمٹنا۔

جَسَدٌ اسم ذات بھی ہے۔ بے جان جسم۔ دھڑ۔ ڈھانچا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 148

خ و ر

(ن) خُوَارًا گائے کا ڈکارنا۔ آواز کرنا۔

خُوَارٌ اسم ذات بھی ہے۔ گائے کی آواز۔ زیر مطالعہ آیت۔ 148

ء س ف

(س) اَسَفًا افسوس کرنا۔ غمگین ہونا۔

اَسِفٌ صفت ہے۔ افسوسناک۔ غمگین۔ زیر مطالعہ آیت۔ 150۔

اَسَفٰی اسم ذات ہے۔ افسوس۔ غم۔ ﴿ یٰٓاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ ﴾ (12/ یوسف: 84) ''اے افسوس! یوسفؑ (کی جدائی) پر۔''

(افعال) اِیْسَافًا غمگین کرنا۔ غصہ دلانا۔ ﴿ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ﴾ (43/ الزخرف: 55) ''پھر جب انہوں نے غصہ دلایا ہم کو تو ہم نے انتقام لیا ان سے۔''

ج ر ر

(ن) جَرًّا کھینچنا۔ گھسیٹنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 150۔

ش م ت

(س) شَمَاتًا کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔

(افعال) اِشْمَاتًا کسی کو تکلیف دے کر دوسروں کو خوش کرنا۔ دشمن کو خوش کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 150

س ک ت

(ن) سَکْتًا تھم جانا۔ ساکت ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 154

ترکیب

(آیت۔ 148) وَاتَّخَذَ کا فاعل قَوْمُ مُوْسٰی ہے۔ اس کا مفعول عِجْلًا ہے جبکہ جَسَدًا بدل ہے عِجْلًا کا۔ خُوَارٌ مبتدا مؤخر نکرہ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور لَهٗ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ (آیت۔ 150) جب منادیٰ کے طور پر آتا ہے تو اِبْنَ اُمَّ ایک لفظ کے طور پر آتا ہے۔ اس لیے اُمَّ پر بھی نصب آئی ہے۔ اس کا مضاف الیہ یائے متکلم ہے جو گری ہوئی ہے۔

ترجمہ

وَاتَّخَذَ	قَوْمُ مُوْسٰی	مِنْۢ بَعْدِهٖ	مِنْ حُلِیِّهِمْ	عِجْلًا	جَسَدًا	لَّهٗ	خُوَارٌ
اور بنایا	موسیٰؑ کی قوم نے	ان کے بعد	اپنے زیورات سے	ایک بچھڑا	جو ایک ڈھانچا تھا	اس کے لیے	گائے کی ایک آواز تھی

923

أَلَمْ يَرَوْا	أَنَّهٗ	لَا يُكَلِّمُهُمْ	وَلَا يَهْدِيْهِمْ	سَبِيْلًا	اِتَّخَذُوْهُ	وَكَانُوْا
کیا انہوں نے دیکھا ہی نہیں	کہ وہ	کلام نہیں کرتا ان سے	اور نہ ہی وہ ہدایت دیتا ہے ان کو	کسی راستے کی	انہوں نے بنایا اس کو (معبود)	اور وہ لوگ تھے

ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾	وَلَمَّا	سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ	وَرَاَوْا	اَنَّهُمْ	قَدْ ضَلُّوْا	قَالُوْا	لَئِنْ
ظلم کرنے والے	اور جب	وہ لوگ پچھتائے	اور انہوں نے دیکھا	کہ وہ	گمراہ ہو گئے ہیں	تو انہوں نے کہا	یقیناً اگر

لَّمْ يَرْحَمْنَا	رَبُّنَا	وَيَغْفِرْ لَنَا	لَنَكُوْنَنَّ	مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾	وَلَمَّا	رَجَعَ	مُوْسٰٓى
رحم نہ کیا ہم پر	ہمارے رب نے	اور نہ بخشا ہم کو	تو ہم لازماً ہو جائیں گے	خسارہ پانے والوں میں سے	اور جب	لوٹے	موسیٰ

اِلٰى قَوْمِهٖ	غَضْبَانَ	اَسِفًا	قَالَ	بِئْسَمَا	خَلَفْتُمُوْنِيْ	مِنْۢ بَعْدِيْ
اپنی قوم کی طرف	غضبناک ہوتے ہوئے	غمگین ہوتے ہوئے	تو انہوں نے کہا	کتنی بری ہے وہ، جو	تم لوگوں نے جانشینی کی میری	میرے بعد

اَ	عَجِلْتُمْ	اَمْرَ رَبِّكُمْ	وَاَلْقَى	الْاَلْوَاحَ	وَاَخَذَ	بِرَاْسِ اَخِيْهِ	يَجُرُّهٗٓ
کیا	جلد بازی کی تم لوگوں نے	اپنے رب کے حکم سے (پہلے)	اور انہوں نے ڈالا	تختیوں کو	اور پکڑا	اپنے بھائی کو سر سے	کھینچتے ہوئے اس کو

اِلَيْهِ	قَالَ	ابْنَ اُمَّ	اِنَّ الْقَوْمَ	اسْتَضْعَفُوْنِيْ	وَكَادُوْا	يَقْتُلُوْنَنِيْ
اپنی طرف	(ہارونؑ نے) کہا	اے میری ماں کے بیٹے	بیشک قوم نے	کمزور سمجھا مجھ کو	اور قریب تھا کہ وہ لوگ	قتل کرتے مجھ کو

فَلَا تُشْمِتْ	بِيَ	الْاَعْدَاۗءَ	وَلَا تَجْعَلْنِيْ	مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾	قَالَ	رَبِّ
پس تو خوش مت کر	مجھ سے	دشمنوں کو	اور تو مت بنا مجھ کو	ظلم کرنے والوں لوگوں کے ساتھ	(موسیٰ نے) کہا	اے میرے رب

اغْفِرْ لِيْ	وَلِاَخِيْ	وَاَدْخِلْنَا	فِيْ رَحْمَتِكَ	وَاَنْتَ	اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾	اِنَّ
تو بخش دے مجھ کو	اور میرے بھائی کو	اور تو داخل کر ہم دونوں کو	اپنی رحمت میں	اور تو	رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے	بیشک

الَّذِيْنَ	اتَّخَذُوا	الْعِجْلَ	سَيَنَالُهُمْ	غَضَبٌ	مِّنْ رَّبِّهِمْ	وَذِلَّةٌ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
جن لوگوں نے	بنایا	بچھڑے کو (معبود)	ان کو پہنچے گا	غضب	ان کے رب (طرف) سے	اور ذلت	دنیا کی زندگی میں

وَكَذٰلِكَ	نَجْزِي	الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾	وَالَّذِيْنَ	عَمِلُوا	السَّيِّاٰتِ	ثُمَّ	تَابُوْا	مِنْۢ بَعْدِهَا
اور اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	گھڑنے والوں کو	اور جنہوں نے	عمل کیے	برائیوں کے	پھر	انہوں نے توبہ کی	اس کے بعد

وَاٰمَنُوْٓا	اِنَّ	رَبَّكَ	مِنْۢ بَعْدِهَا	لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾	وَلَمَّا
اور ایمان لائے	تو بیشک	آپ کا رب	اس کے بعد (یعنی باوجود)	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور جب

سَكَتَ	عَنْ مُّوْسَى	الْغَضَبُ	اَخَذَ	الْاَلْوَاحَ	وَفِيْ نُسْخَتِهَا	هُدًى	وَّرَحْمَةٌ
تھم گیا	موسیٰ سے	غصہ	تو انہوں نے پکڑا	تختیوں کو	اور ان کی تحریر میں	ہدایت تھی	اور رحمت تھی

لِّلَّذِيْنَ	هُمْ لِرَبِّهِمْ	يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾
ان کے لیے جو	اپنے رب سے ہی	ڈرتے ہیں

نوٹ:1

آیت۔150 میں ایک بہت بڑے الزام سے حضرت ہارونؑ کو بری کیا گیا ہے۔ جو یہودیوں نے ان پر لگایا ہے۔ بائبل میں ہے کہ بنی اسرائیل کی فرمائش پر حضرت ہارونؑ نے سونے کا ایک بچھڑا بنا کر دیا اور اس کے لیے قربان گاہ بنائی۔ (خروج۔ باب۔32۔ آیت۔1۔6)

923

عجیب بات ہے کہ بنی اسرائیل جن کو اللہ کا پیغمبر مانتے ہیں، ان میں سے کسی کی بھی سیرت کو انہوں نے داغدار کیے بغیر نہیں چھوڑا اور الزام بھی ایسے سخت لگائے جو اخلاق و شریعت کی نگاہ میں بدترین جرائم شمار ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ قوم جو ب اخلاقی پستیوں میں گری اور ان کے علماء و مشائخ بھی ان میں ملوث ہوئے، تو انہوں نے ان تمام جرائم کو انبیاء کی طرف منسوب کر ڈالا۔ جن کا وہ خود ارتکاب کرتے تھے، تا کہ یہ کہا جا سکے کہ جب نبی تک ان چیزوں کو نہ بچ سکے تو پھر کون بچ سکتا ہے، اس معاملہ میں یہودیوں کا حال ہندوؤں سے ملتا جلتا ہے۔ انہوں نے بھی اپنے دیوتاؤں اور اوتاؤں کی زندگیاں بداخلاقی کے انسانوں سے سیاہ کی ہوئی ہیں تا کہ پنڈتوں اور پروہتوں کی اخلاقی پستیوں کا جواز رہے (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (155 تا 157)

ترکیب

(آیت۔155) اِخۡتَارَ کا مفعول قَوۡمَهٗ ہے، جبکہ سَبۡعِيۡنَ رَجُلًا اس کا بدل البعض ہے۔ (آیت۔157) اَلنَّبِیَّ اور اَلۡاُمِّیَّ یہ دونوں اَلرَّسُوۡلَ کی صفت ہیں لیکن ترجمہ بدل کے طور پر بہتر ہوگا۔

ترجمہ

وَاخۡتَارَ	مُوۡسٰى	قَوۡمَهٗ	سَبۡعِيۡنَ رَجُلًا	لِّمِيۡقَاتِنَا ۚ	فَلَمَّاۤ	اَخَذَتۡهُمُ	الرَّجۡفَةُ	قَالَ
اور چُنا	موسیٰؑ نے	اپنی قوم سے	ستر مرد	ہماری مقرر کردہ جگہ کے لیے	پھر جب	پکڑا ان کو	زلزلے نے	تو (موسیٰؑ نے) کہا

رَبِّ	لَوۡ شِئۡتَ	اَهۡلَكۡتَهُمۡ	مِّنۡ قَبۡلُ	وَاِيَّايَ ؕ	اَ	تُهۡلِكُنَا	بِمَا	فَعَلَ
اے میرے رب	اگر تو چاہتا تو	تو ہلاک کر دیتا ان کو	اس سے پہلے	اور مجھ کو بھی	کیا	تو ہلاک کرتا ہے ہم کو	بسبب اس کے جو	کیا

السُّفَهَآءُ	مِنَّا ۚ	اِنۡ	هِيَ	اِلَّا	فِتۡنَتُكَ ؕ	تُضِلُّ	بِهَا	مَنۡ	تَشَآءُ	وَتَهۡدِيۡ	مَنۡ
بیوقوفوں نے	ہم میں سے	نہیں ہے	یہ	مگر	تیری آزمائش	تو بھٹکاتا ہے	اس سے	اس کو، جس کو	تو چاہتا ہی	اور تو ہدایت دیتا ہے (اس سے)	اس کو، جس کو

تَشَآءُ ؕ	اَنۡتَ	وَلِيُّنَا	فَاغۡفِرۡ لَنَا	وَارۡحَمۡنَا	وَاَنۡتَ	خَيۡرُ الۡغٰفِرِيۡنَ ﴿۱۵۵﴾	وَاكۡتُبۡ	لَنَا
تو چاہتا ہے	تو	ہمارا کارساز ہے	پس تو بخش دے ہم کو	اور تو رحم کر ہم پر	اور تو	بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے	اور تو لکھ دے	ہمارے لیے

فِيۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا	حَسَنَةً	وَّفِي الۡاٰخِرَةِ	اِنَّا هُدۡنَاۤ	اِلَيۡكَ ؕ	قَالَ	عَذَابِيۡۤ	اُصِيۡبُ
اس دنیا میں	بھلائی	اور آخرت میں (بھی)	بیشک ہم نے رجوع کیا	تیری طرف	(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا	میرا عذاب،	میں پہنچتا ہوں

بِهٖ	مَنۡ	اَشَآءُ ۚ	وَرَحۡمَتِيۡ	وَسِعَتۡ	كُلَّ شَيۡءٍ ؕ	فَسَاَكۡتُبُهَا	لِلَّذِيۡنَ	يَتَّقُوۡنَ
اس کے ساتھ	جس پر	میں چاہتا ہوں	اور میری رحمت	وہ وسیع ہوئی	ہر چیز پر	پس میں لکھوں گا اس کو	ان کے لیے جو	تقویٰ کرتے ہیں

وَ يُؤْتُوْنَ	الزَّكٰوةَ	وَالَّذِيْنَ	هُمْ بِاٰيٰتِنَا	يُؤْمِنُوْنَ ۝١٥٦	اَلَّذِيْنَ	يَتَّبِعُوْنَ	923 الرَّسُوْلَ
اور پہنچاتے ہیں	زکوٰۃ کو	اور وہ، جو	ہماری نشانیوں پر ہی	ایمان لاتے ہیں	وہ لوگ جو	پیروی کرتے ہیں	اِن رسولؐ کی

النَّبِيَّ	الْاُمِّيَّ	الَّذِيْ	يَجِدُوْنَهٗ	مَكْتُوْبًا	عِنْدَهُمْ	فِي التَّوْرٰىةِ	وَالْاِنْجِيْلِ	يَاْمُرُهُمْ
جو نبی ہیں	اُمّی ہیں	جن کو	یہ لوگ پاتے ہیں	لکھا ہوا	اپنے پاس	تورات میں	اور انجیل میں	وہ حکم دیتے ہیں ان کو

بِالْمَعْرُوْفِ	وَيَنْهٰىهُمْ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَيُحِلُّ	لَهُمُ	الطَّيِّبٰتِ	وَيُحَرِّمُ
نیکی کا	اور منع کرتے ہیں ان کو	برائی سے	اور وہ حلال کرتے ہیں	ان کے لیے	پاکیزہ (چیزوں) کو	اور حرام کرتے ہیں

عَلَيْهِمُ	الْخَبٰٓئِثَ	وَيَضَعُ	عَنْهُمْ	اِصْرَهُمْ	وَالْاَغْلٰلَ	الَّتِيْ	كَانَتْ	عَلَيْهِمْ ؕ	فَالَّذِيْنَ
ان پر	ناپاک (چیزوں) کو	اور اتارتے ہیں	ان سے	ان کے بوجھ کو	اور ان طوقوں کو	جو کہ	تھے	ان پر	پس جو لوگ

اٰمَنُوْا	بِهٖ	وَعَزَّرُوْهُ	وَنَصَرُوْهُ	وَاتَّبَعُوا	النُّوْرَ	الَّذِيْٓ	اُنْزِلَ	مَعَهٗٓ ۙ
ایمان لائے	انؐ پر	اور تقویت دی انؐ کو	اور مدد کی انؐ کی	اور پیروی کی	اس نور کی	جو کہ	اتارا گیا	انؐ کے ساتھ

اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝١٥٧ ع
تو وہ لوگ	ہی مراد پانے والے ہیں

نوٹ:1

آیت نمبر۔157 میں فلاح پانے کے لیے چار شرطیں ذکر کی گئی ہیں۔ اول رسول اللہ ﷺ پر ایمان۔ دوم آپؐ کی تکریم۔ سوم آپؐ کی امداد۔ چہارم قرآن کریم کی اتباع۔ زمانۂ نبوت میں تو یہ تائید و نصرت آپؐ کی ذات کے متعلق تھی اور آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے دین کی تائید و نصرت ہی رسول اللہ ﷺ کی تائید و نصرت ہے۔ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ آیت کے شروع میں اَلنَّبِيَّ الْاُمِّيَّ کی اتباع کا ذکر ہے اور آیت کے آخر میں اس نور کی اتباع کا ذکر ہے جو آپؐ کے ساتھ اتارا گیا یعنی قرآن مجید۔ اس سے ثابت ہوا کہ نجاتِ آخرت قرآن وسنت دونوں کے اتباع پر موقوف ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (158 تا 162)

ب ج س

(ن۔ض) بَجْسًا زخم چیرنا۔ کسی تنگ جگہ سے پانی جاری کرنا۔

(انفعال) اِنْبِجَاسًا کسی تنگ جگہ سے پانی جاری ہونا۔ پھوٹ بہنا۔ زیر مطالعہ آیت۔160

ترکیب

(آیت۔160) قَطَّعْنَا کا مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ حالت نصب میں آیا ہے۔ اَسْبَاطًا اور اُمَمًا اس کے معدود یعنی تمیز نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ جمع کے الفاظ ہیں۔ اس لیے اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ کا معدود محذوف ہے۔ جو کہ قَبِيْلَةً ہوسکتا ہے۔ جبکہ اَسْبَاطًا اور اُمَمًا حال ہیں۔ (آیت۔160) اِنْبَجَسَتْ کا فاعل ہونے کی وجہ سے اِثْنَتَا عَشْرَةَ حالت رفع میں ہے اور عَيْنًا اس کا معدود یعنی تمیز ہے۔ (آیت۔161) زَادَ۔ يَزِيْدُ کی عموماً ایک تمیز آتی ہے۔ یہاں سَنَزِيْدُ کی تمیز محذوف ہے اور اَلْمُحْسِنِيْنَ اس کا مفعول ہے۔

923

ترجمہ

قُلْ	یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ	اِنِّیْ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	اِلَیْكُمْ	جَمِیْعَا	اِۨلَّذِیْ لَهٗ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
آپ کہیے	اے لوگو	بیشک میں	اللہ کا رسول ہوں	تم لوگوں کی طرف	سب کی طرف	اس (اللہ) کا جس کی	زمین اور آسمانوں کی حکومت ہے

لَاۤ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ	یُحْیٖ	وَیُمِیْتُ ۖ	فَاٰمِنُوْا	بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهِ
کوئی اِلٰہ نہیں ہے	مگر	وہی	وہ زندگی دیتا ہے	اور وہ (ہی) موت دیتا ہے	پس تم لوگ ایمان لاؤ	اللہ پر	اور اس کے رسول پر

النَّبِیِّ	الْاُمِّیِّ	الَّذِیْ	یُؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَكَلِمٰتِهٖ	وَاتَّبِعُوْهُ	لَعَلَّكُمْ	تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾
جو نبی ہیں	امی ہیں	جو	ایمان رکھتے ہیں	اللہ پر	اور اس کے فرمانوں پر	اور تم لوگ پیروی کرو انؐ کی	شائد کہ تم لوگ	ہدایت پاؤ

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤی	اُمَّةٌ	یَّهْدُوْنَ	بِالْحَقِّ	وَبِهٖ	یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾	وَقَطَّعْنٰهُمُ
اور موسیٰؑ کی قوم میں سے	ایک ایسا گروہ ہے	جو ہدایت دیتا ہے	حق کے ساتھ	اور اس کے ساتھ	عدل کرتا ہے	اور ہم نے تقسیم کیا ان کو

اثْنَتَیْ عَشْرَةَ	اَسْبَاطًا	اُمَمًا ۭ	وَاَوْحَیْنَاۤ	اِلٰی مُوْسٰۤی	اِذِ	اسْتَسْقٰىهُ	قَوْمُهٗۤ
بارہ (قبیلوں) میں	نسلیں ہوتے ہوئے	گروہ در گروہ ہوتے ہوئے	اور ہم نے وحی کیا	موسیٰؑ کی طرف	جب	پانی مانگا انؑ سے	انؑ کی قوم نے

اَنِ	اضْرِبْ	بِّعَصَاكَ	الْحَجَرَ ۚ	فَانْۢبَجَسَتْ	مِنْهُ	اثْنَتَا عَشْرَةَ	عَیْنًا ۭ	قَدْ عَلِمَ	كُلُّ اُنَاسٍ
کہ	آپؑ ماریے	اپنی لاٹھی سے	اس پتھر کو	تو پھوٹ بہے	اس سے	بارہ	چشمے	جان لیا	سب لوگ نے

مَّشْرَبَهُمْ ۭ	وَظَلَّلْنَا	عَلَیْهِمُ	الْغَمَامَ	وَاَنْزَلْنَا	عَلَیْهِمُ	الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی ۭ	كُلُوْا	مِنْ طَیِّبٰتِ مَا
اپنی پینے کی جگہ کو	اور ہم نے سایہ کیا	ان پر	بادل کا	اور ہم نے اتارا	ان پر	من وسلوٰی	کھاؤ	اسکی پاکیزہ (چیزوں) میں سے

رَزَقْنٰكُمْ ۭ	وَمَا ظَلَمُوْنَا	وَلٰكِنْ	كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾	وَاِذْ	قِیْلَ	لَهُمُ
ہم نے عطا کیا تم کو	اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا	اور لیکن (یعنی بلکہ)	وہ لوگ ظلم کرتے تھے اپنے آپ پر	اور جب	کہا گیا	ان سے

اسْكُنُوْا	هٰذِهِ الْقَرْیَةَ	وَكُلُوْا	مِنْهَا	حَیْثُ	شِئْتُمْ	وَقُوْلُوْا	حِطَّةٌ	وَّادْخُلُوا	الْبَابَ
تم لوگ سکونت اختیار کرو	اس بستی میں	اور کھاؤ	اس میں	جہاں سے	تم لوگ چاہو	اور کہو	معافی ہو	اور داخل ہو	دروازے میں

سُجَّدًا	نَّغْفِرْ	لَكُمْ	خَطِیْٓـٰٔتِكُمْ ۭ	سَنَزِیْدُ	الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶۱﴾
سجدہ کرنے والوں کی حالت میں	تو ہم بخش دیں گے	تمہارے لیے	تمہاری خطاؤں کو	ہم زیادہ کریں گے (بلحاظ درجہ)	بھلائی کرنے والوں کو

فَبَدَّلَ	الَّذِیْنَ	ظَلَمُوْا	مِنْهُمْ	قَوْلًا	غَیْرَ الَّذِیْ	قِیْلَ	لَهُمْ	فَاَرْسَلْنَا	عَلَیْهِمْ
تو بدل دیا	ان لوگوں نے جنہوں نے	ظلم کیا	ان میں سے	بات کو	اس کے علاوہ جو	کہا گیا	ان سے	پھر ہم نے بھیجا	ان پر

رِجْزًا	مِّنَ السَّمَآءِ	بِمَا	كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع
ایک عذاب	آسمان سے	بسبب اس کے جو	وہ ظلم کرتے تھے

نوٹ: 1

آیت۔158 اس بات کی دلیل ہے کہ نبوت رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی اور آپؐ قیامت تک ساری دنیا کے پیغمبر ہیں 923 غزوہ تبوک میں آپؐ تہجد کی نماز کے لیے اٹھے تو کچھ صحابہ کرامؓ آپؐ کی حفاظت کرنے لگے۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں خصوصیت کے ساتھ مجھے دی گئی ہیں۔ مجھ سے پہلے یے ح ژغا یتیں کسی دوسرے پیغمبر کو نہیں دی گئیں۔ (۱) میں دنیا جہان کے لوگوں کی طرف پیغمبر بن کر آیا ہوں۔ اس سے پہلے کوئی رسول صرا پنی قوم کی طرف ہی رسول ہوکر آتا رہا ہے۔ (۲) مجھے صرف رعب سے ہی دشمن پر نصرت حاصل ہوجاتی ہے۔ (۳) مال غنیمت میرے اور میری امت کے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے مال غنیمت کھانا گناہ کبیرہ تھا۔ (۴) ساری زمین میرے لیے پاک ہے اور مسجد ہے۔ جہاں کہیں نماز کا وقت آیا اسی مٹی سے مسح یعنی تیمم کیا اور اسی مٹی پر نماز پڑھ لی۔ مجھ سے پہلے لوگ صرف اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کرتے تھے۔ (۵) مجھ سے کہا گیا کہ ایک درخواست کی اجازت ہے، مانگ لو۔ میں نے اپنا سوال یوم قیامت پر اٹھا رکھا ہے۔ وہ تمہارے لیے ہے اور قائلِ توحید کے لیے ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی یہودی یا نصرانی نے میری امت سے میرے آنے کی خبر سن لی مگر مجھ پر ایمان نہیں لایا تو وہ جنت میں نہیں جاسکتا۔ (ابن کثیر)۔

آیت نمبر (163 تا 166)

ح و ت

(ن)	حَوْتًا	چکر کاٹنا۔ منڈلانا۔
	حُوْتٌ	ج: حِیْتَانٌ۔ مچھلی (زیادہ تر بڑی مچھلی کے لیے آتا ہے) ﴿فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ﴾ (37/الصافات:142) ''پھر نگل لیا انؑ کو مچھلی نے''۔ زیر مطالعہ آیت۔163۔

ع ذ ر

(ض۔ن)	مَعْذِرَۃً	(۱) کسی کو الزام سے بری کرنا۔ عذر قبول کرنا۔ (عَلٰی کے صلہ کے ساتھ) (۲) خود کو الزام سے بَری کرنا۔ عذر پیش کرنا۔ (اِلٰی کے صلہ کے ساتھ) زیر مطالعہ آیت۔164۔
	عُذْرٌ	اسم ذات ہے۔ وہ حجت یا دلیل جس سے الزام کا انکار ہو۔ مجبوری۔ عذر۔ ﴿قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا﴾ (18/الکہف:76) ''آپ پہنچ چکے میرے پاس سے عذر کو۔''
	مِعْذَارٌ	ج: مَعَاذِیْرُ۔ مِفْعَالٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ الزام سے بری ہونے کا اوزار۔ عذر، بہانہ۔ ﴿وَّ لَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ﴾ (75/القیامۃ:15) ''اور خواہ وہ ڈالے یعنی پیش کرے اپنے بہانے۔''
(تفعیل)	تَعْذِیْرًا	مجبوری بیان کرنے یا بہانے بنانے میں مبالغہ کرنا۔
	مُعَذِّرٌ	اسم الفاعل ہے۔ مجبوریاں بیان کرنے والا۔ بہانے بنانے والا۔ ﴿وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ﴾ (9/التوبۃ:90) ''اور آئے بہانے بنانے والے دیہاتوں سے۔''
(افتعال)	اِعْتِذَارًا	اہتمام سے عذر پیش کرنا۔ ﴿یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْکُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَیْهِمْ﴾ (9/التوبۃ:94) ''وہ لوگ عذر پیش کریں گے تمہاری طرف جب تم لوگ واپس ہوگے ان کی طرف۔''

ترکیب

(آیت۔163) کَانَتْ کی خبر ہونے کی وجہ سے حَاضِرَۃَ حالت نصب میں ہے اور اَلْبَحْرِ کا مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی

ہے، (آیت۔164) مَعْذِرَةً کو فعلِ محذوف کا مفعول مطلق بھی مانا جاسکتا ہے اور مفعول لَهٗ بھی۔ ہم مفعول لَهٗ کے لحاظ سے ترجمہ کریں گے۔
923

ترجمہ

وَسْـَٔلْهُمْ	عَنِ الْقَرْيَةِ	الَّتِيْ	كَانَتْ	حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ	اِذْ	يَعْدُوْنَ	فِي السَّبْتِ
اور آپ ؐ پوچھئے ان سے	اس بستی کے بارے میں	جو	تھی	سمندر کی بستی	جب	وہ لوگ حد سے بڑھتے	ہفتہ (کے حکم) میں

اِذْ	تَاْتِيْهِمْ	حِيْتَانُهُمْ	يَوْمَ سَبْتِهِمْ	شُرَّعًا	وَّيَوْمَ	لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ	لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ
جب	پہنچتی تھیں ان کے پاس	ان کی مچھلیاں	ان کے ہفتہ کے دن	تیرتی ہوئی	اور جس دن	ہفتہ کا دن نہ ہوتا	وہ نہیں آتی تھیں ان کے پاس

كَذٰلِكَ ۚ	نَبْلُوْهُمْ	بِمَا	كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۱۶۳	وَاِذْ	قَالَتْ	اُمَّةٌ	مِّنْهُمْ	لِمَ
اس طرح	ہم نے آزمایا ان کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ نافرمانی کرتے تھے	اور جب	کہا	ایک گروہ نے	ان میں سے	کیوں

تَعِظُوْنَ	قَوْمَا ۙ	اللّٰهُ	مُهْلِكُهُمْ	اَوْ	مُعَذِّبُهُمْ	عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ	قَالُوْا
تم لوگ وعظ کرتے ہو	ایک ایسی قوم کو،	اللہ	ہلاک کرنے والا ہے جن کو	یا	عذاب دینے والا ہے ان کو	ایک شدید عذاب	انہوں نے کہا

مَعْذِرَةً	اِلٰى رَبِّكُمْ	وَلَعَلَّهُمْ	يَتَّقُوْنَ ۝۱۶۴	فَلَمَّا	نَسُوْا	مَا	ذُكِّرُوْا	بِهٖٓ
عذر پیش کرنے کے لیے	تمہارے رب کی طرف	اور شاید وہ لوگ	تقویٰ اختیار کریں	پھر جب	وہ لوگ بھولے	اس کو	انہیں یاد دلایا گیا	جس سے

اَنْجَيْنَا	الَّذِيْنَ	يَنْهَوْنَ	عَنِ السُّوْۗءِ وَ	اَخَذْنَا	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	بِعَذَابٍۢ بَىِٕيْسٍۢ
تو ہم نے نجات دی	ان کو جو	منع کرتے تھے	برائی سے	اور ہم نے پکڑا	ان کو جنہوں نے	ظلم کیا	ایک سخت عذاب سے

بِمَا	كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۱۶۵	فَلَمَّا	عَتَوْا	عَنْ مَّا	نُهُوْا	عَنْهُ
بسبب اس کے جو	وہ لوگ نافرمانی کرتے تھے	پھر جب	انہوں نے سرکشی کی	اس سے	انہیں منع کیا گیا	جس سے

قُلْنَا	لَهُمْ	كُوْنُوْا	قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝۱۶۶
تو ہم نے کہا	ان سے	تم لوگ ہو جاؤ	دھتکارے جانے والے بندر

نوٹ: 1

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس بستی میں علانیہ احکام الٰہی کی خلاف ورزی ہو رہی ہو وہ ساری بستی قابلِ مواخذہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کا کوئی باشندہ محض اس بنا پر بری نہیں ہوسکتا کہ اس نے خود خلاف ورزی نہیں کی، بلکہ اسے اللہ کے سامنے اس کا ثبوت فراہم کرنا ہوگا کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اصلاح کی کوشش کرتا رہا تھا۔ قرآن وحدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ''ڈرو اس فتنہ سے جس کے وبال میں خصوصیت کے ساتھ صرف وہی لوگ گرفتار نہیں ہوں گے جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا ہو۔'' (8/ الانفال: 25)۔ اس کی تشریح میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے جرائم پر عام لوگوں کو سزا نہیں دیتا۔ جب تک عام لوگوں کی حالت یہ نہ ہو جائے کہ وہ بُرے کام ہوتے دیکھیں اور وہ ان کاموں کے خلاف اظہار ناراضی کرنے پر قادر ہوں اور پھر بھی اظہار ناراضی نہ کریں۔ پس جب لوگوں کا یہ حال ہو جاتا ہے تو اللہ خاص وعام سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (167 تا 171)

923

ن	ت	ق

(ن۔ض) نَتۡقًا کسی چیز کو کھینچ کر پھیلانا۔ اونچا کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔171۔

ترکیب

(آیت۔167) اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ کا تقاضہ ہے کہ لَيَبۡعَثَنَّ کا ترجمہ مستقبل استمراری سے کیا جائے۔ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ مرکب اضافی ہے لیکن اردو میں اس کا استعمال مرکب توصیفی میں ہوتا ہے۔ (آیت۔169) خَلۡفٌ مصدر ہے اور اسم جمع کے طور پر بھی آتا ہے۔ جیسے کہ یہاں ہے۔ کیونکہ آگے فعل وَرِثُوا جمع کے صیغے میں آیا ہے۔ اور خَلۡفٌ نکرہ مخصوصہ بھی ہے۔ اَنۡ لَّا يَقُوۡلُوۡا کی دو ترکیبیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ لَا يَقُوۡلُوۡا دراصل فعل نفی لَا يَقُوۡلُوۡنَ تھا جو اَنۡ کی وجہ سے حالتِ نصب میں آیا ہے۔ دوسرے یہ کہ لَا يَقُوۡلُوۡا فعل نہی غائب ہے۔ ترجمہ میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔

ترجمہ

وَاِذۡ	تَاَذَّنَ	رَبُّكَ	لَيَبۡعَثَنَّ	عَلَيۡهِمۡ	اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ	مَنۡ	يَّسُوۡمُهُمۡ
جب	سنا دیا	آپؐ کے رب نے	(کہ) وہ لازماً بھیجتا رہے گا	ان پر	قیامت کے دن تک	اس کو جو	تکلیف دے گا ان کو

سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ ؕ	اِنَّ	رَبَّكَ	لَسَرِيۡعُ الۡعِقَابِ ۖۚ	وَاِنَّهٗ	لَغَفُوۡرٌ	رَّحِيۡمٌ ﴿۱۶۷﴾
برے عذاب کی	بیشک	آپؐ کا رب	یقیناً پکڑنے کا تیز ہے	اور بیشک وہ	وہ یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

وَقَطَّعۡنٰهُمۡ	فِى الۡاَرۡضِ	اُمَمًا ۚ	مِنۡهُمُ	الصّٰلِحُوۡنَ	وَمِنۡهُمۡ	دُوۡنَ ذٰلِكَ ۚ	وَبَلَوۡنٰهُمۡ
اور ہم نے تقسیم کیا ان کو	زمین میں	گروہوں میں	ان میں سے	نیک (بھی) ہیں	اور ان میں سے	اس کے علاوہ (بھی) ہیں	اور ہم نے ان کو آزمایا

بِالۡحَسَنٰتِ	وَالسَّيِّاٰتِ	لَعَلَّهُمۡ	يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۶۸﴾	فَخَلَفَ	مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ	خَلۡفٌ	وَّرِثُوا
بھلائیوں سے	اور برائیوں سے	شاید وہ لوگ	لوٹ آئیں	پھر جانشین ہوئے	ان کے بعد سے	کچھ ایسے جانشین	جو وارث ہوئے

الۡكِتٰبَ	يَاۡخُذُوۡنَ	عَرَضَ هٰذَا الۡاَدۡنٰى	وَيَقُوۡلُوۡنَ	سَيُغۡفَرُ لَنَا ۚ	وَاِنۡ	يَّاۡتِهِمۡ
اس کتاب کے	جو پکڑتے ہیں	اس نزدیک (زندگی) کے عارضی سامان کو	اور کہتے ہیں	ہم بخش دیے جائیں گے	اور اگر	پہنچتا ہے ان کے پاس

عَرَضٌ	مِّثۡلُهٗ	يَاۡخُذُوۡهُ ؕ	اَلَمۡ يُؤۡخَذۡ	عَلَيۡهِمۡ	مِّيۡثَاقُ الۡكِتٰبِ	اَنۡ	لَّا يَقُوۡلُوۡا
کچھ (اور) عارضی سامان	اس کے جیسا	تو وہ پکڑتے ہیں اس کو (بھی)	کیا نہیں لیا گیا	ان سے	کتاب کا عہد	کہ	وہ لوگ مت کہیں

عَلَى اللّٰهِ	اِلَّا	الۡحَقَّ	وَدَرَسُوۡا	مَا	فِيۡهِ ؕ	وَالدَّارُ الۡاٰخِرَةُ	خَيۡرٌ	لِّلَّذِيۡنَ
اللہ پر	مگر	حق	اور انہوں نے مطالعہ کیا	اس کا جو	اس میں ہے	اور آخری گھر	بہتر ہے	ان کے لیے جو

يَتَّقُوۡنَ ؕ	اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾	وَالَّذِيۡنَ	يُمَسِّكُوۡنَ	بِالۡكِتٰبِ	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ ؕ
تقویٰ اختیار کرتے ہیں	تو کیا تم لوگ عقل استعمال نہیں کرتے	اور جو لوگ	مضبوطی سے تھامتے ہیں	کتاب کو	اور قائم رکھتے ہیں	نماز کو

اِنَّا	لَا نُضِيۡعُ	اَجۡرَ الۡمُصۡلِحِيۡنَ ﴿۱۷۰﴾	وَاِذۡ	نَتَقۡنَا	الۡجَبَلَ	فَوۡقَهُمۡ 923	كَاَنَّهٗ
(تو) بیشک ہم	ضائع نہیں کرتے	اصلاح کرنے والوں کے اجر کو	اور جب	کھینچ کر اونچا کیا ہم نے	پہاڑ کو	ان کے اوپر	گویا کہ وہ

ظُلَّةٌ	وَّظَنُّوۡۤا	اَنَّهٗ	وَاقِعٌۢ	بِهِمۡ ۚ	خُذُوۡا	مَاۤ	اٰتَيۡنٰكُمۡ
ایک سائبان ہے	اور انہوں نے گمان کیا	کہ وہ	پڑنے والا ہے	ان پر	(تب ہم نے کہا) تم لوگ پکڑو	اس کو جو	ہم نے دیا تم کو

بِقُوَّةٍ	وَّاذۡكُرُوۡا	مَا	فِيۡهِ	لَعَلَّكُمۡ	تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۱﴾
مضبوطی سے	اور یاد رکھو	اس کو جو	اس میں ہے	شاید تم لوگ	تقویٰ اختیار کرو

آیت نمبر (172 تا 174)

ترجمہ

وَاِذۡ	اَخَذَ	رَبُّكَ	مِنۡۢ بَنِىۡۤ اٰدَمَ	مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ	ذُرِّيَّتَهُمۡ	وَاَشۡهَدَهُمۡ	عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ
اور جب	پکڑا (یعنی نکالا)	آپؐ کے رب نے	آدمؑ کے بیٹوں سے	ان کی پیٹھوں سے	ان کی اولاد کو	اور اس نے گواہ بنایا ان کو	اپنے آپ پر

اَلَسۡتُ	بِرَبِّكُمۡ ؕ	قَالُوۡا	بَلٰى ۛۚ	شَهِدۡنَا ۛۚ	اَنۡ	تَقُوۡلُوۡا	يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ	اِنَّا كُنَّا
(پھر پوچھا) کیا میں نہیں ہوں	تمہارا رب	انہوں نے کہا	کیوں نہیں	ہم نے گواہی دی	کہیں	تم لوگ کہو	قیامت کے دن	کہ ہم تھے

عَنۡ هٰذَا	غٰفِلِيۡنَ ۙ﴿۱۷۲﴾	اَوۡ	تَقُوۡلُوۡۤا	اِنَّمَاۤ	اَشۡرَكَ	اٰبَآؤُنَا	مِنۡ قَبۡلُ	وَكُنَّا
اس سے	بے خبر	یا	کہیں تم لوگ کہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	شرک کیا	ہمارے آباواجداد نے	پہلے سے	اور ہم تھے

ذُرِّيَّةً	مِّنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ۚ	اَفَتُهۡلِكُنَا	بِمَا	فَعَلَ	الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۱۷۳﴾	وَكَذٰلِكَ
اولاد	ان کے بعد	تو کیا ہلاک کرے گا ہم کو	بسبب اس کے جو	کیا	ناحق کرنے والوں نے	اور اس طرح

نُفَصِّلُ	الۡاٰيٰتِ	وَلَعَلَّهُمۡ	يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۷۴﴾
ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں	نشانیوں کو	اور شاید وہ لوگ	لوٹ آئیں

نوٹ:1 مذکورہ آیت میں جس واقعہ کا ذکر ہے اسے عہد الست کہتے ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لیے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ یہ دنیا ہماری امتحان گاہ ہے۔ مختلف پیرائے میں قرآن مجید میں تین مقامات پر یہ حقیقت واضح کی گئی ہے۔ (11/7۔ 18/7۔ 67/2)۔ اصول یہ ہے کہ کسی کا امتحان لینے سے پہلے اسے کچھ سکھاتے پڑھاتے ہیں پھر امتحان لیتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ انسان کو کچھ سکھا پڑھا کر امتحان گاہ میں بھیجا جاتا ہے یا ویسے ہی بھیج دیا جاتا ہے۔ اس سوال کا جواب پہلے ہم اپنے مشاہدہ کی مدد سے حاصل کریں گے، پھر قرآن مجید سے۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی غذا کہاں ہے۔ ماں کے سینے سے دودھ چوسنے کے لیے ایک خاص ٹیکنیک کی ضرورت ہے، ورنہ دودھ منہ میں نہیں آئے گا۔ بچہ اس ٹیکنیک سے واقف ہوتا ہے۔ دودھ پینے کے لیے ایک خاص احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ حلق کے نیچے غذا کی نالی کے ساتھ ہوا کی نالی بھی ہوتی ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے دودھ ہوا کی نالی میں جا سکتا ہے۔ بچے کو یہ احتیاط

بھی آتی ہے۔ بچے کو نہ صرف رونا آتا ہے بلکہ ضروریات کے لیے رونے کے فن کو استعمال کرنا بھی جانتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ[923] کب رونا اور کب ہنسنا چاہیے۔ اس انداز میں مشاہدے کو کام میں لاکر ہم معلوم کرسکتے ہیں کہ انسان بہت کچھ سیکھ کر اپنے کمرۂ امتحان میں داخل ہوتا ہے۔

قرآن مجید ایسی تمام باتوں کا ذکر نہیں کرتا۔ البتہ انسان جن باتوں کا علم لے کر دنیا میں آتا ہے، ان میں سے دو علوم بنیادی ہیں کیونکہ اصلاً انہیں کا امتحان اسے دینا ہے۔ ان کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔ اولاً صحیح عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا علم جس کا ذکر آیات زیر مطالعہ میں ہے اور ثانیاً صحیح عمل یعنی نیکی اور بدی کا شعور، جس کا ذکر سورۃ الشّمس کی آیت نمبر۔8 میں ہے۔

اب آیات زیر مطالعہ کے ضمن میں یہ بات خاص طور سے نوٹ کریں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے وجود کا اور اس کے رب ہونے کا علم شعور حالت میں دیا گیا تھا، جس کی وضاحت وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ کے الفاظ سے کی گئی۔ اور صرف علم دینے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ساتھ میں دو وارننگ بھی دی گئی تھیں۔ اولاً یہ کہ ہم یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا انکار کر بیٹھیں کہ ہم تو بے خبر تھے۔ ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کا اقرار تو کریں لیکن اس کی ربوبیت میں دوسروں کو شریک کر بیٹھیں۔ اس کے ساتھ ہی جتا دیا گیا کہ قیامت کے دن یہ بہانہ نہیں چلے گا کہ غلطی تو ہمارے باپ دادا نے کی تھی اس لیے ہمیں کچھ نہ کہو۔ اس طرح عہدِ الست کی تعلیمات میں تین باتیں شامل ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا وجود۔ (۲) اس کا تنہا حاجت روا، مشکل کشا ہونا۔ دوسرے الفاظ میں رب ہونا یعنی توحید۔ (۳) ہر شخص کا خود ذمہ دار اور جواب دہ ہونا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ عہدِ الست ہم میں سے کسی کو بھی یاد نہیں ہے۔ تو پھر ہم امتحان کیسے دیں اور پاس کیسے ہوں۔ قرآن تسلیم کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یاددہانی کا پورا نظام قائم کرکے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے انسان کو ضروری استعداد دے کر بھیجا ہے۔ جو بھی اپنی استعداد کو استعمال کرے گا اسے پورا واقعہ تو یاد نہیں آئے گا لیکن اس کی تعلیمات یاد آجائیں گی۔ اور زندگی کے امتحان کا پہلا پرچہ یہی ہے کہ انسان اپنا بھولا ہوا سبق یاد کرے۔ پھر یاد کی ہوئی تعلیمات کی روشنی میں اسے اگلے پرچے حل کرنے ہیں۔

یاددہانی کا نظام کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے ایک لفظ کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔ وہ لفظ آیت ہے، جس کے معنی ہیں نشانی۔ یہ نوٹ کرلیں کہ نشانی کسی بات کا علم نہیں دیتی۔ اس کا کام یہ ہے کہ بھولا ہوا علم یاد دلا دے۔ مثلاً میرا کوئی دوست تحفہ میں مجھے ایک قلم دیتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ میں اپنے دوست کو بھول گیا۔ ایک دن پرانی چیزوں میں سے وہ قلم نکل آیا۔ اس پر نظر پڑتے ہی وہ دوست مجھے یاد آگیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوست کی یاد میرے شعور سے تو محو ہوگئی تھی لیکن تحت الشعور میں موجود تھی۔ نشانی اسے وہاں سے ابھار کر شعور کی سطح پر لے آئی۔

یاددہانی کے نظام کے سلسلہ میں اب یہ سمجھ لیں کہ یہ کائنات ہی یاددہانی کا نظام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمانوں کو، سورج اور چاند کو، رات اور دن کے الٹ پھیر کو، زمین اور اس کی تمام چیزوں کو، خود انسان کے وجود کو، غرض یہ کہ اس کائنات کی ہر چیز کو نشانیاں کہا گیا ہے اور ان پر غور و فکر کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن میں اس ضمن میں تقریباً سات سو آیات ہیں، جبکہ انسان کی پیدائش اور اس کے وجود پر غور کرنے کے متعلق آیات اس کے علاوہ ہیں۔ ان نشانیوں پر غور کرنے سے بھولا ہوا سبق کیسے یاد آئے گا۔ اس بات کو ایک مثال کی مدد سے سمجھ لیں۔ اگر آپ کسی باغ میں جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہاں کی گھاس اور پودوں کے اُگنے اور ان کی تراش و خراش میں ایک ترتیب، نظم اور حسن ہے، تو آپ تسلیم کریں گے کہ اس باغ کا ایک مالی ہے، چاہے وہ مالی وہاں موجود نہ ہو اور کہیں نظر نہ آرہا ہو۔ اس کے برعکس اگر وہاں پر گھاس اور پودے بے ترتیبی کے ساتھ جھاڑ جھنکار کی طرح اُگے ہیں تو آپ یہی کہیں گے کہ یہ خودرو ہیں اور ان کا کوئی مالی نہیں ہے۔

اس بات کو ذہن میں رکھ کر اب ذرا اس کائنات پر ایک نظر ڈالیں۔ ایک حقیر سے ذرہ ایٹم کے اندر الیکٹران سے لے کر زمین، چاند، سورج، سیارے، یہ سب کے سب گردش کر رہے ہیں۔ ان سب کی گردش دائیں سے بائیں جانب (Anticlockwise)

ہے۔ ہر ایک کی گردش کا ایک مقررہ راستہ یعنی مدار ہے۔کوئی بھی چیز اپنے مدار سے ذرا سا بھی اِدھر اُدھر نہیں کھسکتی۔ ہر ایک کے مدار کی شکل بیضوی ہے۔ 923 اب ذرا سوچیں! خود بخود وجود میں آنے والی اتنی مختلف اشیاء میں کیا یہ ترتیب، یہ نظم، یہ ضابطہ ممکن ہے؟ آپ کا دل گواہی دے گا کہ ایسا ممکن نہیں، بلکہ ان سب کا کوئی ڈیزائنر یعنی مصور ہے۔جس نے انہیں پیدا کیا ہے اور وہی ان کو کنٹرول کیے ہوئے ہے۔اللہ تعالیٰ کی یاد کو تازہ کرنے کا یہ وہ طریقہ ہے جس کی جانب قرآن انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ زمین گول ہے۔لیکن ہمارے لیے یہ فرش کی مانند ہے، ورنہ ہم اِدھر اُدھر لڑھکتے پھرتے۔ زمین کی ایک نہیں بلکہ دو گردشیں ہیں لیکن ہمیں یہ ساکت لگتی ہیں۔ اگر اس کی حرکت کو ہم محسوس کرتے تو ہمیں چکر آتے۔ یہ اس کائنات کے مصور اور خالق کے توازن و تناسب (Sense of Proportion) کا کمال ہے۔(87/ الاعلیٰ:2-3)۔اس پہلو سے کائنات کی کسی بھی چیز پر جو بھی غور کرے گا اس کا دل گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی اکمل (Perfect) ہے۔ یعنی اس کی ذات وصفات ہر قسم کی کمی، کمزوری یا خامی سے پاک ہے۔ سبحان اللہ کا یہی مطلب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ سائنسی معلومات تو انسان نے آج حاصل کی ہیں۔اس سے پہلے کے انسان کے لیے کائنات میں کیا نشانیاں تھیں۔تو ایسی نشانیوں کے ذکر سے تو قرآن مجید بھرا پڑا ہے، جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ہر دور کا انسان اپنی ذہنی سطح کے مطابق کائنات پر غور کر کے اپنا بھولا ہوا سبق یاد کر سکتا تھا۔مثلاً زمین میں بیج تو ہم ڈالتے ہیں۔لیکن اسے درخت بنانے والا اور اس میں پھل لانے والا کون ہے؟ (67/ الملک:60)۔سر سبز درخت سے آگ کون نکالتا ہے؟ (36/ یٰسین:80)۔انگور اور کھجور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، ان سب کو پانی تو ایک ہی دیا جاتا ہے۔لیکن پھل مختلف آتے ہیں اور ذائقہ میں ایک سے بڑھ کر ایک۔ یہ کس کا کمال ہے؟ (13/ الرعد:4)۔دودھ دینے والے جانور چارہ کھاتے ہیں۔اسی سے خون بھی بنتا ہے اور گوبر بھی۔ پھر اسی خون اور گوبر کے درمیان سے خالص دودھ نکلتا ہے۔یہ کس کا نظام ہے؟ (16/ النحل:6)۔علیٰ ہٰذا القیاس۔

کوئی ہٹ دھرم ہوجائے تو اور بات ہے ورنہ یہ حقیقت بہت واضح ہے کہ کائنات کی ایک ایک چیز میں ایسی نشانیاں موجود ہیں کہ انسان ان میں سے کسی ایک پر بھی غور کرلے تو عہد الست کی تعلیمات کو اس کے تحت الشعور سے ابھار کر اس کے شعور کی سطح پر لے آئے گی اور انسان کو اپنا بھولا سبق یاد آجائے گا۔

نوٹ:2 جہاں تک توحید اور بدیہیات فطرت کا تعلق ہے، ان کے باب میں قیامت کے دن مواخذہ ہر شخص سے مجرد اس اقرار کی بنا پر ہوگا جو ان آیات میں مذکور ہے، قطع نظر اس سے کہ اس کو کسی نبی کی دعوت پہنچی یا نہیں۔ اگر کسی نبی کی دعوت اس کو پہنچی ہے تو ایک مزید حجت اس پر قائم ہوگئی ہے۔لیکن کسی نبی کی دعوت اگر نہیں پہنچی ہے تو یہ بدیہیات فطرت کے معاملہ میں کوئی عذر نہ بن سکے گی۔ان پر مواخذہ کے لیے عہدِ الست کافی ہے۔(تدبر قرآن)

نوٹ:3 اس عہد کا نقش اگر انسان کے شعور اور حافظہ میں تازہ رہنے دیا جاتا تو انسان کا اس امتحان گاہ میں بھیجا جانا فضول ہوجاتا کیونکہ اس کے بعد آزمائش اور امتحان کے کوئی معنی باقی نہیں رہتے۔لہٰذا اس کو حافظہ میں تروتازہ نہیں رکھا گیا لیکن وہ تحت الشعور میں یقیناً محفوظ ہے۔(تفہیم القرآن)

923

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (175 تا 178)

س ل خ

(ف) سَلْخًا کسی چیز کی کھال کھینچنا۔ کسی چیز میں سے کسی چیز کو کھینچ کر نکالنا۔ ﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ﴾ (36/یٰس: 37) ”اور ایک نشانی ان کے لیے رات ہے۔ ہم کھینچ لیتے ہیں اس سے دن کو۔“

(انفعال) اِنْسِلَاخًا (1) کسی کا کسی چیز سے نکل جانا۔ سٹک جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔175

(2) کسی چیز کا گزر جانا۔ ﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ﴾ (9/التوبہ: 5) ”پھر جب گزر جائیں محترم مہینے۔“

ل ہ ث

(س) لَهْثًا پیاس یا تھکان کی وجہ سے ہانپ کر زبان نکالنا۔ زیر مطالعہ آیت۔176

ترجمہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ	نَبَاَ الَّذِيْٓ	اٰتَيْنٰهُ	اٰيٰتِنَا	فَانْسَلَخَ	مِنْهَا	فَاَتْبَعَهُ	الشَّيْطٰنُ	فَكَانَ
اور آپؐ پڑھ کر سنائیں ان کو	اس کی خبر	ہم نے دیں جس کو	اپنی نشانیاں	پھر وہ نکل گیا	ان سے	پھر پیچھے لگا اس کے	شیطان	تو وہ ہو گیا

مِنَ الْغٰوِيْنَ	وَلَوْ	شِئْنَا	لَرَفَعْنٰهُ	بِهَا	وَلٰكِنَّهٗٓ	اَخْلَدَ	اِلَى الْاَرْضِ
گمراہوں میں سے	اور اگر	ہم چاہتے	تو ہم ضرور بلند کرتے اس کو	ان سے (یعنی آیات کے علم سے)	اور لیکن	وہ ہمیشہ کے لیے مائل ہوا	زمین کی طرف

وَاتَّبَعَ	هَوٰىهُ ۚ	فَمَثَلُهٗ	كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ	اِنْ	تَحْمِلْ	عَلَيْهِ	يَلْهَثْ	اَوْ	تَتْرُكْهُ
اور اس نے پیروی کی	اپنی خواہش کی	تو اس کی مثال	کتے کی مثال کی مانند ہے	اگر	تو بوجھ ڈالے	اس پر	تو وہ ہانپے گا	یا	اگر تو چھوڑ دے اس کو

يَلْهَثْ ؕ	ذٰلِكَ	مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا ۚ	فَاقْصُصِ	الْقَصَصَ	لَعَلَّهُمْ
تو (بھی) ہانپے گا	یہ	ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	پس آپؐ بیان کریں	اس قصے کو	شائد وہ لوگ

يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾	سَآءَ	مَثَلَا	اِۨلْقَوْمُ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَاَنْفُسَهُمْ	كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾
غور و فکر کریں	کتنی بری ہے	مثال	اس قوم کی جس نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور اپنے آپ پر (ہی)	وہ لوگ ظلم کرتے تھے

مَنْ	يَّهْدِ	اللّٰهُ	فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ	وَمَنْ	يُّضْلِلْ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾
جس کو	ہدایت دے	اللہ	تو وہ ہی ہدایت پانے والا ہے	اور جس کو	وہ گمراہ کرے	تو وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں

نوٹ: 1 آیت۔175 کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص شخص کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن نہ تو قرآن مجید میں اور نہ ہی کسی حدیث میں یہ بتایا گیا کہ وہ شخص کون تھا۔ مفسرین نے مختلف نام لئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ خاص شخص تو پردہ میں ہے، البتہ یہ مثال

ہراس شخص پر چسپاں ہوتی ہے جس میں یہ صفات پائی جاتی ہوں (تفہیم القرآن)۔اس لیے کسی شخص کوتلاش کرنے کے بجائے ہمیں اس کردار کو پہچاننے اوراس سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ یہ کردار ہر معاشرے اور ہر دور میں پایا جاتا ہے۔اس پہلو سے جب ہم آیات زیر مطالعہ پرغور کرتے ہیں تو مذکورہ کردار کوسمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

923

اللہ تعالیٰ کاکسی انسان کوآیات دینے کا مطلب ہے نشانیوں کاعلم عطا کرنا۔جن کی مدد سے انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے اورجس کامنطقی تقاضہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اورخوشنودی حاصل کرنے کی جستجو کرے اوراس کی ناراضگی سے بچنے کی سعی کرے۔کوئی شخص اگراس تقاضے کو پورا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی شخصیت اور کردار کو بلندی عطا کرتا ہے۔لیکن جواس تقاضے کو پورا نہیں کرتا اور اپنی خواہشات کوہی ترجیح دیتا ہے تو گویا وہ اپنے علم اور معرفت کے دائرے سے نکل گیا۔اسی کو فَانۡسَلَخَ کہا گیا ہے،اس رویہ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان ہمیشہ کے لیے زمین ہی کی طرف مائل ہوجائے یعنی دنیا کے سازوسامان اورعیش وآرام کی ہی جستجو کرتا رہے۔ایسے شخص کو کتے کی مانند کہا گیا ہے کیونکہ کتے کے نظام تنفس کی یہ خصوصیت ہے کہ جب وہ تازہ ہوا اندر کھینچتا ہے تواس میں موجود آکسیجن سے اسے تسکین نہیں ہوتی۔اس لیے وہ جلدی سے ہوا باہر نکال کر دوبارہ تازہ ہوا کھینچتا ہے۔اس عمل کے تسلسل سے اس پر ہانپنے کی کیفیت طاری رہتی ہے۔اسی طرح جب کوئی شخص دنیا کا ہی ہوکر رہ جاتا ہے تو اسے دنیاوی سازوسامان سے تسکین حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ ھل من مزید کی ہوس میں گرفتار ہوکر ہر وقت ہانپنے کی کیفیت کا شکار رہتا ہے۔

دنیا کا ہی ہورہنے یعنی اَخۡلَدَ اِلَى الۡاَرۡضِ میں اصل خرابی کا ذہن میں واضح ہونا ضروری ہے کیونکہ اسلام تارکِ دنیا ہونے سے منع کرتا ہے اوراس کے برعکس دنیاوی سازوسامان کواستعمال کرنے کی تاکید کرتا ہے۔مثلاً آیات 57/الحدید:27، 7/الاعراف:31تا33، 67/الملک:15وغیرہ۔حقیقت یہ ہے کہ گنتی کی چندحرام چیزوں کوچھوڑ کرباقی اشیاء نہ توبذات خود بری ہیں اور نہ ان کے استعمال میں کوئی برائی ہے۔ برائی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ان کوزندگی کے ذریعہ کے طور پر استعمال کرنے کی بجائے ہم ان کوزندگی کا مقصد بنا بیٹھتے ہیں۔اس بات کی اہمیت کے پیش نظر اسے مزید سمجھ لیں۔

کھانا پینا، سونا جاگنا، بچے پیدا کرنا اور پھر مرجانا، یہ وہ سطح ہے جس پر جانور زندگی بسر کرتے ہیں۔انسانوں کے لیے زندگی گزارنے کا یہ انداز انسانیت کی توہین ہے۔ عقل وفہم کی صلاحیتوں کی بنیاد پر انسان کواشرف المخلوقات کا رتبہ ملا ہے،اس کا تقاضا ہے کہ انسان کسی نصب العین کو اپنا مقصد زندگی بنائے اور دنیا کے سازوسامان کواس کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ بلندترین نصب العین یہ ہے کہ انسان اپنے حاجت روا،مشکل کشا اور روزی رساں کو پہچانے اوراس کی رضا وخوشنودی کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے۔اس مقصد کوحاصل کرنے کے لیے زندگی کو برقرار رکھنا اور جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا انسان کی ضرورت ہے۔اس ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے جب وہ دنیا کی اشیاء کواستعمال کرتا ہے تو ان میں غذا کی تاثیر ہوتی ہے، یعنی ان کے استعمال سے تسکین بھی حاصل ہوتی ہے اور صلاحیتیں بھی پروان چڑھتی ہیں۔آیت۔176 میں اسی حقیقت کی طرف ہماری رہنمائی کی گئی ہے۔لیکن جب انسان ذرائع زندگی کوہی اپنا مقصد زندگی بنا بیٹھتا ہے تو پھر انہیں اشیاء میں نشہ کی تاثیر پیدا ہوجاتی ہے، یعنی ان کے استعمال سے نہ تو تسکین حاصل ہوتی ہے اور نہ صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں۔ بلکہ ان میں انحطاط کا عمل شروع ہوجاتا ہے، اس بات کو یوں سمجھیں کہ انگور ایک خوش ذائقہ اور صحت بخش غذا ہے۔لیکن یہی انگور جب گل سڑ جاتا ہے تو اس میں نشہ پیدا ہوجاتا ہے۔یعنی نہ اس میں تسکین رہتی ہے اور نہ یہ صحت بخش رہتا ہے۔یہی مثال دنیا کے باقی سازوسامان کی ہے۔

بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ دنیا کو مقصد زندگی بنانے والوں کی صلاحیتیں تو خوب پروان چڑھتی ہیں اور لوگ دنیا میں تو بڑے کامیاب ہوتے ہیں۔لیکن تھوڑا سا غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ بلڈ پریشر، شوگر، ہارٹ بائی پاس، اعصابی امراض اور نفسیاتی پیچیدگیوں وغیرہ کے امراض میں مبتلا ہونے والوں کی غالب اکثریت ایسے ہی کامیاب لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ پھر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایسے لوگوں کے جسمانی انحطاط کا آغاز تو بہت پہلے ہوجاتا ہے البتہ اس کا نتیجہ ظاہر ہونے میں ایک وقفہ حائل ہوتا ہے۔ان کے

ذہنی انحطاط کی علامت یہ ہے کہ آج کے ماہرین انسانوں کے کسی مسئلہ کو جب حل کرتے ہیں تو اس سے نئے مسائل جنم لیتے ہیں۔ پھر ان کے حل سے مزید مسائل وجود میں آتے ہیں۔ یہ وہ کیفیت ہے جس پر کتے کے نظام تنفس کی مثال پوری طرح چسپاں ہوتی ہے۔اور 923 ان کے کردار کے انحطاط پر بات کرنا حد ادب ہے۔

آج اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ یعنی حُبِ دنیا نے انسانوں کی اکثریت کو تسکین سے محرومی اور ھل من مزید کی ہوس میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس مشاہدے نے معاشیات کے اس اصول کو جنم دیا ہے کہ Human Wants Are Insatiable (انسانی ضروریات قابل تسکین نہیں ہیں) ماہرین معاشیات کا کہنا ہے کہ انسانی ضرورت پوری ہوتی ہے تو کوئی دوسری ضرورت جنم لے لیتی ہے اور یہ ایک سلسلۂ لامتناہی ہے۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اصول میں لفظ Wants دودھاری تلوار ہے۔ ایک طرف تو اس کا اطلاق Human Needs (انسانی ضروریات) پر ہوتا ہے اور دوسری طرف یہ Human Desires (انسانی خواہشات) پر بھی منطبق ہوتا ہے۔ اس وجہ سے انسانی ضروریات اور خواہشات آپس میں گڈمڈ ہو کر ایک ہی چیز نظر آنے لگتی ہیں، جبکہ یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں۔ اس لیے لفظ Wants کو نکال کر اگر یہی اصول اس طرح بیان کیا جائے کہ انسانی خواہشات قابل تسکین نہیں ہیں تو یہ بات درست ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ انسانی ضروریات قابل تسکین نہیں ہیں تو یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ ایک لفظ Wants نے کیا قیامت ڈھائی ہے اور انسانوں کو کیسی سنگین غلط فہمی میں مبتلا کر رکھا ہے، جس کی وجہ سے آج انسانیت کیسے کیسے دکھ جھیل رہی ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ انسان اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْض یعنی حُب دنیا کی حقیقت کو پہچاننے اور اس سے بچنے کے لیے شعوری طور پر اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے کیونکہ اس کا انجام بڑا حسرتناک ہے۔ ایک مقولے میں تھوڑی سی ترمیم کر کے اس کی حقیقت کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

"Hub-Be-Dunya" is Just Like a Cigarette,

Which Burns With Flame And Ends In Ashes.

(از لطف الرحمٰن خان)

آیت نمبر (179 تا 186)

ل ح د

(ف) لَحْدًا (1) بغلی قبر کھودنا۔ کسی طرف مائل ہونا۔ (2) عقیدے یا مذہب سے پھر جانا۔

(افعال) اِلْحَادًا عقیدے یا مذہب میں شک پیدا کرنا۔ کجروی کرنا۔ جھگڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 180

(افتعال) اِلْتِحَادًا اہتمام سے کسی طرف مائل ہونا۔

مُلْتَحَدٌ اسم المفعول ہے جو اسم ظرف کے طور پر آتا ہے۔ پناہ گاہ۔

م ت ن

(ک) مَتَانَةً مضبوط وقوی ہونا۔

مَتِيْنٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ پختہ۔ مضبوط۔ زیر مطالعہ آیت۔ 183

ترجمہ

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا	لِجَهَنَّمَ	كَثِيْرًا	مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ	لَهُمْ	قُلُوْبٌ	لَا يَفْقَهُوْنَ
اور بیشک ہم نے پیدا کیا	جہنم کے لیے	بہتوں کو	انسانوں اور جنوں میں سے	ان کے لیے	دل ہیں	(لیکن) وہ لوگ سوچتے سمجھتے نہیں

بِهَا	وَلَهُمْ	اَعْيُنٌ	لَّا يُبْصِرُوْنَ	بِهَا	وَلَهُمْ	اٰذَانٌ	لَّا يَسْمَعُوْنَ
ان سے	اوران کی	آنکھیں ہیں	(لیکن) وہ لوگ دیکھتے نہیں	ان سے	اوران کے	کان ہیں	(لیکن) وہ لوگ سنتے نہیں

بِهَا ؕ	اُولٰٓئِكَ	كَالْاَنْعَامِ	بَلْ	هُمْ	اَضَلُّ ؕ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾	وَلِلّٰهِ
ان سے	وہ لوگ	مویشیوں کی مانند ہیں	بلکہ	وہ لوگ	زیادہ گمراہ ہیں	یہ لوگ	ہی غفلت برتنے والے ہیں	اوراللہ کے لیے ہی ہیں

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى	فَادْعُوْهُ	بِهَا ۪	وَذَرُوا	الَّذِيْنَ	يُلْحِدُوْنَ	فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ
تمام خوبصورت نام	توتم لوگ پکارواس کو	ان سے	اور چھوڑ دو	ان کو جو	کجروی اختیار کرتے ہیں	اس کے ناموں میں

سَيُجْزَوْنَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾	وَمِمَّنْ	خَلَقْنَآ	اُمَّةٌ	يَّهْدُوْنَ
ان کو بدلہ دیا جائے گا	اس کا جو	وہ لوگ کرتے تھے	اوران میں سے جن کو	ہم نے پیدا کیا	کچھ ایسے لوگ ہیں	جو ہدایت دیتے ہیں

بِالْحَقِّ	وَبِهٖ	يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع	وَالَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	سَنَسْتَدْرِجُهُمْ	مِّنْ حَيْثُ
حق کی	اوراس ہی سے	وہ انصاف کرتے ہیں	اور جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے	وہاں سے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ ۚۖ	وَاُمْلِيْ	لَهُمْ ؕ	اِنَّ	كَيْدِيْ	مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾	اَوَ	لَمْ يَتَفَكَّرُوْا	مَا
وہ لوگ نہیں جانتے (جس کو)	اور میں ڈھیل دیتا ہوں	ان کو	بیشک	میری تدبیر	پختہ ہے	کیا	انہوں نے غور نہیں کیا	(کہ) نہیں ہے

بِصَاحِبِهِمْ	مِّنْ جِنَّةٍ ؕ	اِنْ	هُوَ	اِلَّا	نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾	اَوَ	لَمْ يَنْظُرُوْا
ان کے ساتھی کو	کسی قسم کا کوئی جنون	نہیں ہے	وہ	مگر	ایک واضح خبردار کرنے والا	کیا	انہوں نے نظر نہیں ڈالی

فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	خَلَقَ	اللّٰهُ	مِنْ شَيْءٍ ۙ	وَّاَنْ	عَسٰٓى	اَنْ	يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ
زمین اور آسمانوں کی بادشاہت میں	اوراس میں جو	پیدا کیا	اللہ نے	کسی چیز سے	اور یہ کہ	ہوسکتا ہے	کہ	قریب آچکا ہو

اَجَلُهُمْ ۚ	فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ	بَعْدَهٗ	يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾	مَنْ	يُّضْلِلِ	اللّٰهُ	فَلَا هَادِيَ
ان کے خاتمے کا وقت	توکون سی بات پر	اس کے بعد	وہ لوگ ایمان لائیں گے	جس کو	گمراہ کرے	اللہ	توکوئی بھی ہدایت دینے والا نہیں ہے

لَهٗ ؕ	وَيَذَرُهُمْ	فِيْ طُغْيَانِهِمْ	يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾
اس کو	اور وہ چھوڑ دیتا ہے ان کو	ان کی سرکشی میں	بھٹکتے ہوئے

نوٹ: 1

آیت نمبر۔179 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنوں اور انسانوں میں سے بہتوں کو ہم نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان میں سے کن کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے؟ اس کا جواب آگے دے دیا ہے کہ ان لوگوں کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے جو اپنی صلاحیتوں کا صحیح استعمال نہیں کریں گے۔ اور دنیا کے کمرۂ امتحان میں چونکہ اللہ نے انسان کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو جس مقصد کے لیے چاہے استعمال کرے، جو عقیدہ اور نظریہ چاہے اختیار کرے اور جیسا چاہے عمل کرے، اس لیے یہ بات ہر انسان کے اپنے اختیار میں ہے کہ وہ چاہے تو اپنا نام پاس ہونے والوں یعنی جنت میں جانے والوں میں لکھوائے اور چاہے تو فیل ہونے والوں یعنی جہنم میں جانے والوں میں لکھوائے۔ انسان کے اس اختیار کو۔ اللہ تعالیٰ خود سلب کرتا ہے۔ اور نہ ہی دوسرے کو اس کی اجازت دیتا ہے۔ اسی

لیے فرمادیا کہ لَآ اِکْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (ضابطہ حیات کے ضمن میں کسی قسم کا کوئی جبر نہیں ہے)(2/256)۔دوسرے الفاظ923 میں اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ضابطہ حیات کے ضمن میں انسانوں کو مکمل اختیار حاصل ہے۔(از لطف الرحمٰن خان)

نوٹ:1

آیت نمبر۔2/7 کے نوٹ۔3 میں ہم سماعت اور بصارت کی وضاحت کر چکے ہیں۔لیکن مناسب ہے کہ اس مقام پر ہم اس بات کو ذرا وضاحت سے سمجھ لیں کیونکہ آیت۔179 میں اس Process کی نشاندہی کی گئی ہے جس سے گزر کر انسان فیصلہ کرتا ہے اور اپنے اختیار کو استعمال کرتا ہے۔مذکورہ نوٹ۔3 میں ہم سمجھ چکے ہیں کہ جب آنکھ اپنی حاصل کردہ معلومات کو ذہن تک پہنچاتی ہے تو اس کی اس صلاحیت کو بصارت کہتے ہیں۔اسی طرح جب کان اپنی حاصل کردہ معلومات کو ذہن تک پہنچاتا ہے تو اس کی صلاحیت سماعت کہلاتی ہے۔اب سمجھنے والی بات یہ ہے کہ آیت زیر مطالعہ میں بصارت اور سماعت کا ذکر کس حوالہ سے کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں یہ بات پھر یاد کرلیں کہ قرآن مجید کا یہ ایک خاص انداز ہے کہ کبھی وہ کسی چیز کے جز کی طرف اشارہ کر کے پوری چیز مراد لیتا ہے۔(آیت۔2/البقرۃ:112،نوٹ۔1)اس بات کو ذہن میں رکھ کر مذکورہ آیت پر غور کریں تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ یہاں دراصل ہمارے حواس خمسہ اور ان کی ذہن تک معلومات پہنچانے کی صلاحیت کی بات ہو رہی ہے۔پھر انسانی ذہن حاصل شدہ معلومات کو ذخیرہ (Store) کرنے سے پہلے ان کا تجزیہ کر کے کوئی فیصلہ کرتا ہے، جسے ہم عقل کہتے ہیں۔اس طرح یہاں بصارت اور سماعت کے ذکر میں عقل کا استعمال از خود شامل ہے۔

عقل کے ضمن میں قرآن مجید کے طالب علم اور جدید تعلیم یافتہ افراد کے نکتۂ نظر میں فرق ہے۔کیونکہ کچھ عرصہ پہلے تک ماہرین نفسیات کا کہنا تھا کہ حاصل شدہ معلومات سے ذہن کوئی نتیجہ اخذ کرتا ہے اور انسانی جسم میں موجود موٹر سنٹر کو حکم دیتا ہے، تو انسان کا عمل اس کے مطابق ہوتا ہے۔لیکن قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ بات ہمارے علم میں آتی ہے کہ ذہن کے فیصلے اور عمل کے درمیان میں ایک مرحلہ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ ذہن کے فیصلے کو انسان کا دل یا تو قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے۔پھر انسان کا عمل عقل کے نہیں بلکہ اس کے دل کے فیصلے کے مطابق ہوتا ہے۔مثلاً ہم کہتے ہیں کہ بات تو ٹھیک ہے، پر کیا کریں دل نہیں مانتا۔یعنی ذہن اس بات کو قبول کر رہا ہے اور اس کا فیصلہ ہے کہ یہ کام کیا جائے لیکن دل قبول نہیں کر رہا ہے۔اس لیے میں یہ کام نہیں کر سکتا۔اس کے برعکس جب کسی بات پر ہمارا دل ٹھک جاتا ہے تو وہ کام ہم کتنے شوق اور لگن سے کرتے ہیں، یہ بات سب لوگ خوب جانتے ہیں۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آخر میں فیصلہ دل کا ہوتا ہے۔اور اب تو ماہرین نے بھی اپنی اصلاح کر لی ہے۔جدید مینجمنٹ سائنس کا اصول یہ ہے کہ عمل کے لیے تنہا Conviction (ذہن کا قائل ہونا) کافی نہیں ہے۔بلکہ اس کے ساتھ Motivation (شوق اور لگن) کا ہونا بھی ضروری ہے۔اب یہ بات بہت واضح ہے کہ Motivation کا تعلق عقل سے نہیں ہے بلکہ جذبہ سے ہے۔جس کا مقام دل ہے، اور دل کے فیصلہ کرنے کو قرآن تفقہہ کہتا ہے۔اسی لیے آیت زیر مطالعہ میں فرمایا کہ ان کے دل ہیں لیکن ان سے وہ تفقہہ نہیں کرتے۔

اب سوال یہ ہے کہ عقل کا فیصلہ تو حواس خمسہ کی فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر ہوتا ہے لیکن دل کے فیصلے کی بنیاد کیا ہے؟ تو یہ بات نوٹ کرلیں کہ دل کا فیصلہ اُن ''معلومات'' کی بنیاد پر ہوتا ہے جنہیں انسان کی فطرت میں ڈال کر اُسے کمرۂ امتحان میں بھیجا جاتا ہے، جس میں سرفہرست اللہ کی معرفت اور نیکی و بدی کا شعور ہے اور جس کی وضاحت آیت 7۔172 کے نوٹ۔1 میں کی جا چکی ہے۔جب تک دل یہ کام کرتا رہتا ہے کہ عقل کے فیصلے کو اگر وہ اپنی فطرت کے مطابق پائے تو اسے قبول کرلے، ورنہ رد کر دے، تو اس کا مطلب ہے کہ وہ تفقہہ کر رہا ہے۔اور جب دل یہ کام شروع کر دیتا ہے کہ عقل کے فیصلے کو اپنی خواہشات اور امنگوں کے مطابق پائے تو قبول کرے ورنہ رد کر دے اور اپنی فطرت کی پکار کا گلا گھوٹتا رہے، تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے تفقہہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔اسی کو گزشتہ آیت نمبر۔176 میں اپنی خواہشات کی پیروی کرنا کہا گیا ہے اور اس کا سبب اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ کا مرض بتایا گیا ہے۔ایسے لوگ اس دنیا میں خود کو اس عذاب میں مبتلا کر لیتے جس میں ایک کتا مبتلا ہوتا ہے اور آخرت کے لیے اپنا نام جہنم میں جانے والوں کی فہرست میں لکھوا لیتے ہیں۔

اس نوٹ کے شروع میں ہم نے فیصلہ کرنے کے Process کی بات کی تھی۔اس کی فطری ترتیب یہ ہے کہ اس کی ابتدا حواس خمسہ سے ہوتی ہے اور اختتام دل پر ہوتا ہے لیکن اس Process کے معطل ہونے یا منقطع ہونے کی ابتدا دل سے ہوتی ہے [923] اور اختتام حواس خمسہ پر ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آیت زیر مطالعہ میں پہلے یہ فرمایا کہ ان کے دل ہیں لیکن وہ اس سے تفقہ نہیں کرتے۔اس کے بعد فرمایا کہ ان کی آنکھیں ہیں لیکن ان سے بصارت نہیں کرتے اور کان سے سماعت نہیں کرتے۔ (از لطف الرحمن خان)

آیت نمبر (187 تا 188)

ر س و

(ن) رَسْوًا: ٹھہرنا۔جم جانا۔

رَاسِيَةٌ: ج: رَاسِيَاتٌ اور رَوَاسِیُ۔اسم الفاعل ہے۔ٹھہرنے یا جم جانے والی۔اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔قرآن میں رَوَاسِیُ پہاڑوں کے لیے آیا ہے۔﴿ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ﴾ (34/السبا:13)''اور جم جانے والی دیگیں۔''﴿ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ ﴾ (13/الرعد:3) اور اس نے بنایا اس میں پہاڑوں کو۔''

(افعال) اِرْسَاءً: ٹھہرانا۔جمانا۔﴿ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴾ (79/النّٰزعٰت:32) اور پہاڑوں کو، اس نے جمایا ان کو

مُرْسًى: اسم المفعول ہے اور ظرف کے طور پر بھی آتا ہے۔ٹھہرایا یا جمایا ہوا۔ٹھہرانے یا جمانے کی جگہ یا وقت۔ زیر مطالعہ آیت۔187

ح ف و

(ن) حَفْوًا: (1) کسی کو کوئی چیز دینا۔(2) عزت دینا۔مہربان وشفیق ہونا۔

(س) حَفًا: (1) زیادہ سفر کرنے کی وجہ سے جانور کا گھسے ہوئے کُھر والا ہونا۔(2) انسان کا کسی چیز کے متعلق پورا پورا علم رکھنے والا ہونا۔

حَفِيٌّ: فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔(1) مہربان۔شفیق۔﴿ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴾ (19/مریم:47) بیشک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔''(2) پورا پورا علم رکھنے والا۔زیر مطالعہ آیت 187

(افعال) اِحْفَاءً: کسی سے کوئی چیز مانگنے میں اصرار کرنا۔﴿ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ ﴾ (47/محمد:37) اگر وہ مانگے تم لوگوں سے اسے پھر وہ اصرار کرے تم سے۔''

ترجمہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ السَّاعَةِ	اَيَّانَ	مُرْسٰىهَا	قُلْ	اِنَّمَا	عِلْمُهَا
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	قیامت کے بارے میں	کب ہے	اس کے قائم ہونے کا وقت	آپؐ کہہ دیجیے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اس کا علم

عِنْدَ رَبِّيْ	لَا يُجَلِّيْهَا	لِوَقْتِهَآ	اِلَّا	هُوَ	ثَقُلَتْ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
میرے رب کے پاس ہے	ظاہر نہیں کرے گا (کوئی) اس کو	اس کے وقت پر	مگر	وہی	وہ بھاری ہوئی (یعنی ہوگی)	زمین اور آسمانوں میں

لَا تَاْتِيْكُمْ	اِلَّا	بَغْتَةً	يَسْـَٔلُوْنَكَ	كَاَنَّكَ	حَفِيٌّ	عَنْهَا	قُلْ
وہ نہیں پہنچے گی تم لوگوں کو	مگر	اچانک	وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے	جیسے آپؐ	پورا علم رکھنے والے ہیں	اس کے بارے میں	آپؐ کہہ دیجیے

اِنَّمَا عِلۡمُهَا	عِنۡدَ اللّٰهِ	وَلٰكِنَّ	اَكۡثَرَ النَّاسِ	لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝	قُلۡ	923 لَّاۤ اَمۡلِكُ
اس کا علم تو بس	اللہ کے پاس ہے	اور لیکن	لوگوں کی اکثریت	جانتی نہیں ہے	آپ کہہ دیجیے	میں مالک نہیں ہوں

لِنَفۡسِىۡ	نَفۡعًا	وَّلَا ضَرًّا	اِلَّا	مَا	شَآءَ	اللّٰهُ ؕ	وَلَوۡ	كُنۡتُ اَعۡلَمُ	الۡغَيۡبَ	لَاسۡتَكۡثَرۡتُ
اپنی جان کے لیے	کسی نفع کا	اور نہ ہی کسی تکلیف کا	مگر	وہ، جو	چاہا	اللہ نے	اور اگر	میں جانتا ہوتا	غیب کو	تو میں ضرور جمع کرتا

مِنَ الۡخَيۡرِ ۛۚ	وَمَا مَسَّنِىَ	السُّوۡٓءُ ۛۚ	اِنۡ	اَنَا	اِلَّا	نَذِيۡرٌ	وَّبَشِيۡرٌ
بھلائی میں سے	اور نہ چھوتی مجھ کو	برائی	نہیں	ہوں میں	مگر	ایک خبردار کرنے والا	اور بشارت دینے والا

لِّقَوۡمٍ	يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝ ع
ایسی قوم کے لیے	جو ایمان لاتی ہے

نوٹ:1

بعض اسلامی کتابوں میں دنیا کی عمر سات ہزار سال بتائی گئی ہے۔ یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اسرائیلی روایات سے لیا ہوا مضمون ہے۔ اسلامی روایات میں ایسی بے سند باتوں کو داخل کر دینے کا مقصد شائد اسلام کے خلاف بدگمانیاں پیدا کرنا ہو۔ علماء طبقات الارض نے دنیا کی عمر لاکھوں سال بتائی ہے یہ بات نہ کسی قرآنی آیت سے ٹکراتی ہے اور نہ کسی حدیث سے۔ حافظ ابن حزم اندلسی نے فرمایا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کی عمر کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا صحیح علم صرف پیدا کرنے والے ہی کو ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ:2

آیت۔188 میں اس غلط عقیدے کی تردید ہے جو مشرکین نے انبیاء کرامؑ کے بارے میں قائم کر رکھا تھا کہ وہ غیب داں ہوتے ہیں اور ان کا علم اللہ تعالیٰ کی طرح تمام کائنات پر حاوی ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ وہ ہر نفع نقصان کے مالک ہوتے ہیں۔ اور جس کو چاہیں نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس آیت میں واضح کر دیا گیا کہ انبیاء کرامؑ نہ قادر مطلق ہوتے ہیں اور نہ عالم الغیب، بلکہ ان کو علم و قدرت کا اتنا ہی حصہ حاصل ہوتا ہے جتنا من جانب اللہ ان کو دیا جائے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ جو حصہ علم ان کو عطا ہوتا ہے وہ ساری مخلوقات سے زیادہ ہوتا ہے۔ خصوصاً ہمارے رسول کریم ﷺ کو جو علم عطا کیا گیا تھا وہ سب سے زیادہ تھا۔ چنانچہ آپؐ نے ہزاروں غیب کی خبریں دیں جن کی سچائی کا لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ (تدبر قرآن) آیت نمبر (7/الاعراف: 189 تا 196)

ص م ت

(ن) صَمۡتًا خاموش رہنا۔

صَامِتٌ اسم الفاعل ہے۔ خاموش رہنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔193

ب ط ش

(ن) بَطۡشًا پکڑنا۔ گرفت کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔195

بَطۡشٌ اسم ذات بھی ہے۔ پکڑ۔ گرفت۔ ﴿اِنَّ بَطۡشَ رَبِّكَ لَشَدِيۡدٌ ۝ ؕ﴾ (85/البروج: 12) ”بیشک آپؐ کے رب کی پکڑ یقیناً شدید ہے۔“

ترکیب

(آیت ۔193) وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ میں نوٹ کرلیں کہ یہ واحد نہیں بلکہ جمع کا صیغہ ہے۔ واحد تَدْعُوْ ہے۔ اس پر اِنْ [923] داخل ہوتا تو واو گر جاتی اور اِنْ تَدْعُهُمْ آتا۔ لیکن یہ تَدْعُوْنَ تھا۔ اِنْ کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے تو اِنْ تَدْعُوْهُمْ آیا ہے۔ اسی طرح سے آیت ۔194 میں فعل امر فَادْعُوْهُمْ بھی جمع کا صیغہ ہے۔ یہ اُدْعُوْا تھا۔ ضمیر مفعولی آنے کی وجہ سے الف گرا ہوا ہے۔ (آیت ۔196) وَلِیِّۦَ قرآن کا خصوصی املا ہے۔ یہ دراصل وَلِیِّیَ ہے یعنی وَلِیَّ پر مضاف الیہ کے طور پر یائے متکلم لگی ہوئی ہے۔

ترجمہ

هُوَ	الَّذِیْ	خَلَقَکُمْ	مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ	وَّجَعَلَ	مِنْهَا	زَوْجَهَا	لِیَسْکُنَ
وہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیا تم لوگوں کو	ایک جان سے	اور اس نے بنایا	اس (جان) سے	اس کا جوڑا	تاکہ وہ سکون پکڑے

اِلَیْهَا ۚ	فَلَمَّا	تَغَشّٰىهَا	حَمَلَتْ	حَمْلًا خَفِیْفًا	فَمَرَّتْ	بِهٖ ۚ	فَلَمَّآ
اس سے	پھر جب	اس (مذکر) نے ڈھانپ لیا اس (مونث) کو	تو اس (مونث) نے اٹھایا	ایک ہلکا بوجھ	پھر وہ چلی	اس کے ساتھ	پھر جب

اَثْقَلَتْ	دَّعَوَا	اللّٰهَ	رَبَّهُمَا	لَىِٕنْ	اٰتَیْتَنَا	صَالِحًا	لَّنَکُوْنَنَّ
اس نے بوجھ لادا	تو دونوں نے پکارا	اللہ کو	جو دونوں کا رب ہے	بیشک اگر	تو دے گا ہم کو	ایک نیک (اولاد)	تو ہم لازماً ہوں گے

مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ﴿۱۸۹﴾	فَلَمَّآ	اٰتٰىهُمَا	صَالِحًا	جَعَلَا	لَهٗ	شُرَکَآءَ	فِیْمَآ
شکر کرنے والوں میں سے	پھر جب	اس نے دی انہیں	ایک نیک (اولاد)	تو دونوں نے بنایا	اس کے لیے	کچھ شریک	اس میں جو

اٰتٰىهُمَا ۚ	فَتَعٰلَى	اللّٰهُ	عَمَّا	یُشْرِکُوْنَ ﴿۱۹۰﴾	اَیُشْرِکُوْنَ	مَا	لَا یَخْلُقُ	شَیْـًٔا
اس نے دیا ان کو	تو بلند ہے	اللہ	اس سے جو	یہ لوگ شریک بناتے ہیں	کیا یہ لوگ شریک بناتے ہیں	اس کو جو	تخلیق نہیں کرتا ہے	کوئی چیز

وَّهُمْ	یُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾	وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ	لَهُمْ	نَصْرًا	وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ	یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾
اور وہ (خود بھی)	پیدا کیے جاتے ہیں	اور وہ لوگ استطاعت نہیں رکھتے	ان کیلئے	کسی مدد کی	اور نہ ہی اپنے آپ کی	وہ لوگ مدد کرتے ہیں

وَاِنْ	تَدْعُوْهُمْ	اِلَى الْهُدٰى	لَا یَتَّبِعُوْکُمْ ۭ	سَوَآءٌ	عَلَیْکُمْ	اَدَعَوْتُمُوْهُمْ	اَمْ	اَنْتُمْ
اور اگر	تم لوگ پکارو گے ان کو	ہدایت کی طرف	تو وہ پیروی نہیں کریں گے تمہاری	برابر ہے	تم لوگوں پر	خواہ تم لوگ پکارو ان کو	یا	تم لوگ

صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾	اِنَّ	الَّذِیْنَ	تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	عِبَادٌ	اَمْثَالُکُمْ	فَادْعُوْهُمْ
خاموش رہنے والے ہو	بیشک	وہ لوگ جن کو	تم لوگ پکارتے ہو	اللہ کے علاوہ	(وہ) بندے ہیں	تمہارے جیسے	پس تم لوگ (ذرا) پکارو تو ان کو

فَلْیَسْتَجِیْبُوْا	لَکُمْ	اِنْ	کُنْتُمْ	صٰدِقِیْنَ ﴿۱۹۴﴾	اَ	لَهُمْ	اَرْجُلٌ	یَّمْشُوْنَ	بِهَآ ۡ
تو انہیں چاہیے کہ وہ جواب دیں	تم کو	اگر	تم لوگ ہو	سچ کہنے والے	کیا	ان کے	پیر ہیں	وہ چلتے ہیں	جن سے

اَمْ	لَهُمْ	اَیْدٍ	یَّبْطِشُوْنَ	بِهَآ ۡ	اَمْ	لَهُمْ	اَعْیُنٌ	یُّبْصِرُوْنَ	بِهَآ ۡ	اَمْ	لَهُمْ	اٰذَانٌ
یا	ان کے	ہاتھ ہیں	وہ پکڑتے ہیں	جن سے	یا	ان کی	آنکھیں ہیں	وہ دیکھتے ہیں	جن سے	یا	ان کے	کان ہیں

يَسْمَعُوْنَ	بِهَا	قُلِ	ادْعُوْا	شُرَكَآءَكُمْ	ثُمَّ	كِيْدُوْنِ	فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿١٩٥﴾
وہ سنتے ہیں	جن سے	آپ کہہ دیجیے	تم لوگ پکارو	اپنے شریکوں کو	پھر	تدبیر کرو میرے خلاف	پھر تم لوگ مہلت نہ دو مجھ کو

اِنَّ	وَلِيِّ	اللّٰهُ الَّذِيْ	نَزَّلَ	الْكِتٰبَ	وَهُوَ	يَتَوَلَّى	الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩٦﴾
بیشک	میرا کارساز	وہ اللہ ہے جس نے	اتارا	کتاب کو	اور وہ	دوست رکھتا ہے	نیک لوگوں کو

نوٹ: 1

جَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا پر غور کرتے ہوئے سائنس کے انکشاف کو بھی ذہن میں رکھیے، جس کا ذکر ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم نے اپنی کتاب قرآن اور علم جدید، میں کیا ہے، کہ زندگی کے آغاز میں جسد انسانی کی اولین صورت ایک جونک کی طرح ایک ہی خلیہ پر مشتمل تھی اور ایک خلیہ سے جاندار کے توالد کا طریق یہ ہے کہ وہ بڑھ کر خود بخود دو خصوں میں تقسیم ہوجاتا ہے، جن میں سے ہر ایک حصہ ایک مکمل جاندار ہے۔ پھر بدنی ارتقا کے اگلے مراحل پر ایک حصہ مادہ کے فرائض کے لیے اور دوسرا حصہ نر کے فرائض کے لیے موزوں بن جاتا ہے (تدبر قرآن) بی بی حوا کو حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا کیے جانے کا ذکر قرآن یا حدیث میں کہیں نہیں ملتا۔ اسرائیلی روایات میں اس کا ذکر ہے (ترجمہ قرآن کیسٹ۔ حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

نوٹ: 2

آیت نمبر۔189۔190 میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ نوع انسانی کا پہلا جوڑا، جس سے آفرینش کی ابتدا ہوئی، اس کا خالق بھی اللہ ہی تھا، کوئی دوسرا اس کار تخلیق میں شریک نہیں تھا۔ پھر ہر مرد وعورت کے ملاپ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے، اس کا خالق بھی اللہ ہی ہے۔ اس کا اقرار تمہارے دلوں میں موجود ہے۔ اسی لیے امید وبیم کی حالت میں جب دعا مانگتے ہو تو اللہ ہی سے مانگتے ہو۔ پھر جب امیدیں پوری ہوجاتی ہیں تو تمہیں شریک کی سوجھتی ہے۔ یہاں ایک اور بات قابل توجہ ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عرب کے مشرکین کی مذمت کی ہے۔ ان کا قصور یہ تھا کہ وہ اولاد تو اللہ ہی سے مانگتے تھے مگر جب بچہ پیدا ہوجاتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے شکرانے میں دوسروں کو حصہ دار ٹھہرا لیتے تھے۔ لیکن ہم لوگ اولاد بھی غیروں سے مانگتے ہیں منتیں بھی غیروں کے نام کی ہی مانتے ہیں اور نیاز بھی ان ہی کے آستانوں پر چڑھاتے ہیں۔ پھر بھی موحد ہی رہتے ہیں (تفہیم القرآن)

نوٹ: 3

آیت 196 میں بتایا گیا ہے کہ انبیاء کرام کی تو بڑی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ تو عام صالح اور نیک مسلمانوں کا بھی کارساز اور مددگار رہتا ہے۔ اس لیے مخالفین کی مخالفت اسے نقصان نہیں پہنچا پاتی۔ اور اگر کبھی بتقاضائے حکمت اس کو کوئی نقصان پہنچ بھی جائے تو بھی اس کے اصل مقصد میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ مومن صالح کا اصل مقصد اللہ کی رضا ہے۔ اگر وہ دنیا میں کسی وجہ سے ناکام بھی ہوجائے تو بھی رضائے الٰہی کا اصل مقصد اسے حاصل ہوجاتا ہے (معارف القران)

امام حسینؓ کا مقصد اگر خلافت کا حصول تھا تو اس میں تو وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ یہ ان کا مقصد نہیں تھا۔ ان کا مقصد تو بس ایک تھا۔ اللہ کی رضا جوئی اور اس پر استقامت۔ اس مقصد کے حصول میں وہ ایسا کامیاب ہوئے کہ دنیا تو دنیا، فرشتے بھی حیرت سے تکتے ہی رہ گئے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

آیت نمبر (197 تا 206)

923

ن ز غ

(ف) **نَزْغًا** — بگاڑ پیدا کرنا۔ (۱) کسی کو کسی کے خلاف ابھارنا۔ ناچاقی پیدا کرنا۔ ﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ﴾ (17/بنی اسرائیل:53) ''بیشک شیطان ناچاقی ڈالتا ہے ان کے مابین۔'' (۲) کسی غلط کام پر اُکسانا۔ زیر مطالعہ آیت۔200۔

نَزْغٌ — اسم ذات بھی ہے۔ ناچاقی۔ اکساہٹ۔ وسوسہ زیر مطالعہ آیت۔200۔

ن ص ت

(ض) **نَصْتًا** — چپ ہو کر سننا۔ چپ چاپ سننا۔

اِنْصِتْ — فعل امر ہے۔ چپ چاپ سن۔

(افعال) **اِنْصَاتًا** — ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔204۔

ء ص ل

(ک) **اَصَالَةً** — جڑ والا ہونا۔ جڑ پکڑنا۔

اَصْلٌ — ج: اُصُوْلٌ۔ اسم ذات ہے۔ جڑ۔ بنیاد۔ ﴿اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ ۶۴﴾ (37/الصافات:64) ''بیشک وہ ایک ایسا درخت ہے جو نکلتا ہے دوزخ کی جڑ سے۔'' ﴿اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا﴾ (59/الحشر:5) ''یا تم لوگوں نے چھوڑا اس کو کھڑا ہوا اپنی جڑوں پر۔''

(س) **اَصْلًا** — متغیر ہونا۔ کمزور ہونا۔

اَصِیْلٌ — ج: اٰصَالٌ۔ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ متغیر۔ کمزور۔ پھر اس مفہوم میں عصر اور مغرب کا درمیانی وقت لیتے ہیں۔ شام کا وقت۔ ﴿وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ۴۲﴾ (33/الاحزاب:42) ''اور تم لوگ تسبیح کرو اس کی صبح کے وقت اور شام کے وقت۔''۔ اور زیر مطالعہ آیت۔205۔

ترجمہ

وَالَّذِیْنَ	تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖ	لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ	نَصْرَكُمْ	وَلَآ اَنْفُسَهُمْ	یَنْصُرُوْنَ ۱۹۷
اور وہ لوگ جن کو	تم لوگ پکارتے ہو	اس کے علاوہ	وہ استطاعت نہیں رکھتے	تمہاری مدد کی	اور نہ ہی اپنے آپ کی	وہ مدد کرتے ہیں

وَاِنْ	تَدْعُوْهُمْ	اِلَى الْهُدٰى	لَا یَسْمَعُوْا ؕ	وَتَرٰىهُمْ	یَنْظُرُوْنَ	اِلَیْكَ	وَ
اور اگر	تم لوگ پکارو ان کو	ہدایت کی طرف	تو وہ لوگ نہیں سنتے	اور آپؐ دیکھتے ہیں ان کو	(کہ) وہ تکتے ہیں	آپؐ کی طرف	اس حال میں کہ

هُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۱۹۸	خُذِ	الْعَفْوَ	وَاْمُرْ	بِالْعُرْفِ	وَاَعْرِضْ	عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ۱۹۹	وَاِمَّا
وہ دیکھ کر سمجھتے نہیں ہیں	آپؐ پکڑیں	درگزر کو	اور حکم دیں	نیکی کا	اور کنارہ کشی کریں	جاہلوں سے	اور اگر

یَنْزَغَنَّكَ	مِنَ الشَّیْطٰنِ	نَزْغٌ	فَاسْتَعِذْ	بِاللّٰهِ ؕ	اِنَّهٗ	سَمِیْعٌ	عَلِیْمٌ ۲۰۰	اِنَّ
اکسائے ہی آپؐ کو	شیطان سے	کوئی وسوسہ	تو آپؐ پناہ مانگیں	اللہ سے	یقیناً وہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	یقیناً

الَّذِیْنَ	اتَّقَوْا	اِذَا	مَسَّهُمْ	طٰٓئِفٌ	مِّنَ الشَّیْطٰنِ	تَذَكَّرُوْا	فَاِذَا	هُمْ
جو لوگ	تقویٰ کرتے ہیں،	جب بھی	چھوتا ہے ان کو	کوئی وسوسہ	شیطان سے	تو وہ (یادِ الٰہی) میں لگ جاتے ہیں	پھر فوراً ہی	انہیں

مُّبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۰۱﴾	وَاِخۡوَانُهُمۡ	يَمُدُّوۡنَهُمۡ	فِى الۡغَىِّ	ثُمَّ	لَا يُقۡصِرُوۡنَ ﴿۲۰۲﴾	وَاِذَا	لَمۡ تَاۡتِهِمۡ
سوجھ آجاتی ہے	اور ان کے بھائی	کھینچتے ہیں ان کو	گمراہی میں	پھر	وہ لوگ کمی نہیں کرتے	اور جب	آپ نہیں لاتے ان کے پاس

بِاٰيَةٍ	قَالُوۡا	لَوۡلَا	اجۡتَبَيۡتَهَا ؕ	قُلۡ	اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ	مَا	يُوۡحٰۤى	اِلَىَّ
کوئی آیت	تو وہ کہتے ہیں	کیوں نہیں	تصنیف کیا آپؐ نے اس کو	آپؐ کہہ دیجیے	میں تو بس پیروی کرتا ہوں	اس کی جو	وحی کیا گیا	میری طرف

مِنۡ رَّبِّىۡ ؕ	هٰذَا	بَصَآئِرُ	مِنۡ رَّبِّكُمۡ	وَهُدًى	وَّرَحۡمَةٌ	لِّقَوۡمٍ	يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۰۳﴾
میرے رب کی طرف سے	یہ	دلیلیں ہیں	تمہارے رب کی طرف سے	اور ہدایت ہے	اور رحمت ہے	ایسے لوگوں کے لیے	جو ایمان رکھتے ہیں

وَاِذَا	قُرِئَ	الۡقُرۡاٰنُ	فَاسۡتَمِعُوۡا	لَهٗ	وَاَنۡصِتُوۡا	لَعَلَّكُمۡ	تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۲۰۴﴾	وَاذۡكُرۡ
اور جب بھی	پڑھا جائے	قرآن	تو تم لوگ کان لگا کر سنو	اس کو	اور چپ چاپ سنو	شاید تم لوگوں پر	رحم کیا جائے	اور آپؐ یاد رکھیں

رَّبَّكَ	فِىۡ نَفۡسِكَ	تَضَرُّعًا	وَّخِيۡفَةً	وَّدُوۡنَ الۡجَـهۡرِ	مِنَ الۡقَوۡلِ	بِالۡغُدُوِّ	وَالۡاٰصَالِ
اپنے رب کو	اپنے جی میں	گڑگڑاتے ہوئے	اور ڈرتے ہوئے	اور نمایاں کیے بغیر	قول میں سے (کچھ)	صبح کے وقت	اور شام کے وقت

وَلَا تَكُنۡ	مِّنَ الۡغٰفِلِيۡنَ ﴿۲۰۵﴾	اِنَّ	الَّذِيۡنَ	عِنۡدَ رَبِّكَ	لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ	عَنۡ عِبَادَتِهٖ
اور آپؐ مت ہوں	غافلوں میں سے	بیشک	وہ لوگ جو	آپؐ کے رب کے نزدیک ہیں	وہ بڑائی نہیں چاہتے	اس کی عبادت سے

وَيُسَبِّحُوۡنَهٗ	وَلَهٗ	يَسۡجُدُوۡنَ ۩ ﴿۲۰۶﴾
اور وہ تسبیح کرتے ہیں اس کی	اور اس کے لیے ہی	وہ سجدہ کرتے ہیں

نوٹ: 1

جب آیت نمبر۔199 اتری تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا کہ اس سے کیا مقصد ہوا تو جبریلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ جو تمہاری ذات پر کوئی زیادتی کرے تو اس کو معاف کر دیا کرو، جو تم کو نہ دے اس کو دو، جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے تعلق جوڑو۔ (ابن کثیرؒ)

لفظ عفو کے کئی معنی ہیں اور اس موقع پر ہر معنی کی گنجائش ہے۔ اسی لیے علماء تفسیر نے مختلف معنی لیے ہیں، جمہور مفسرین کی رائے میں اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ آپؐ اس چیز کو قبول کر لیا کریں جو لوگ آسانی سے کر سکیں یعنی واجبات شرعیہ میں آپؐ لوگوں سے اعلیٰ معیار کا مطالبہ نہ کریں بلکہ وہ جس پیمانہ پر آسانی سے عمل پیرا ہو سکیں اتنے ہی درجہ کو قبول کر لیا کریں۔ (معارف القرآن)۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی خدا کے حقوق واجبی میں قصور کرے تو بھی اعراض کر جاؤ یا اللہ سے کفر کرے تو بھی درگزر کرو یا مسلمانوں سے لڑے تو بھی خاموش رہو۔ ایسی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ (ابن کثیرؒ)

انڈیکس برائے لغت (حصہ دوم)

مادہ	آیت نمبر
ء	
1۔ ء ب ل	6/الانعام:144
2۔ ء ث ر	5/المائدہ:46
3۔ ء خ و	4/النساء:11
4۔ ء ز ر	6/الانعام:74
5۔ ء س ف	7/الاعراف:150
6۔ ء س و	5/المائدہ::26
7۔ ء ص ل	7/الاعراف:205
8۔ ء ف ك	5/المائدہ::75
9۔ ء ف ل	6/الانعام:76
10۔ ء ل ی	7/الاعراف:69
11۔ ء ن ف	5/المائدہ:45
ب	
1۔ ب ت ك	4/النساء:119
2۔ ب ج س	7/الاعراف:160
3۔ ب ح ث	5/المائدہ:31
4۔ ب د ء	7/الاعراف:29
5۔ ب د ر	4/النساء:6
6۔ ب ر ج	4/النساء:78
7۔ ب ز غ	6/النساء:77
8۔ ب س ل	6/الانعام:70
9۔ ب ط ء	4/النساء:72
10۔ ب ط ش	7/الاعراف:195
11۔ ب غ ت	6/الانعام:31
12۔ ب ھ م	5/المائدہ:1
ت	
1۔ ت ب ر	7/الاعراف:139
2۔ ت ی ھ	5/المائدہ:26

مادہ	آیت نمبر
ث	
1۔ ث ب ر	4/النساء:71
2۔ ث ی ھ	7/الاعراف:107
3۔ ث ق ل	4/النساء:40
4۔ ث ل ث	4/النساء:11
5۔ ث ن ی	4/النساء:11
ج	
1۔ ج ب ت	4/النساء:51
2۔ ج ب ر	5/المائدہ:22
3۔ ج ث م	7/الاعراف:78
4۔ ج ح د	6/الانعام:33
5۔ ج ر ح	5/المائدہ:4
6۔ ج ر د	7/الاعراف:133
7۔ ج ر ر	7/الاعراف:150
8۔ ج ر م	5/المائدہ:2
9۔ ج س د	7/الاعراف:148
10۔ ج ل د	4/النساء:56
11۔ ج ل و	7/الاعراف:143
12۔ ج م ل	7/الاعراف:40
13۔ ج ھ د	5/المائدہ:54
14۔ ج و ر	4/النساء:36
ح	
1۔ ح ب ر	5/المائدہ:44
2۔ ح ب س	5/المائدہ:106
3۔ ح ث ث	7/الاعراف:54
4۔ ح ج ب	7/الاعراف:46
5۔ ح ر ج	4/النساء:65
6۔ ح ر ض	4/النساء:84

مادہ	آیت نمبر
7۔ ح ز ب	5/المائدہ:56
8۔ ح ص د	6/الانعام:141
9۔ ح ص ن	4/النساء:24
10۔ ح ف و	7/الاعراف:187
11۔ ح ل ف	4/النساء:62
12۔ ح ل ی	7/الاعراف:148
13۔ ح م م	6/الانعام:70
14۔ ح م ی	5/المائدہ:103
15۔ ح و ب	4/النساء:2
16۔ ح و ت	7/الاعراف:163
17۔ ح و ذ	4/النساء:142
18۔ ح و ر	5/المائدہ:111
19۔ ح و ی	6/الانعام:146
20۔ ح ی ر	6/الانعام:71
21۔ ح ی ص	4/النساء:121
22۔ ح ی ق	6/الانعام:10
خ	
1۔ خ د ن	4/المائدہ:25
2۔ خ ر ر	7/الاعراف:143
3۔ خ ر ص	6/الانعام:161
4۔ خ ر ق	6/الانعام:100
5۔ خ ص ف	7/الاعراف:22
6۔ خ ض ر	6/الاعراف:99
7۔ خ م ص	5/المائدہ:3
8۔ خ ن ق	5/المائدہ:3
9۔ خ و ر	7/الاعراف:148
10۔ خ و ض	4/النساء:104

ماده	آیت نمبر
11- خ و ل	4/النساء:23

د

ماده	آیت نمبر
1- د ح ر	7/الاعراف:18
2- د ر ر	6/الانعام:6
3- د ر ك	4/النساء:78
4- د ر ی	4/النساء:11
5- د ك ك	7/الاعراف:143
6- د م ر	7/الاعراف:137
7- د م ع	5/المائده:83

ذ

ماده	آیت نمبر
1- ذ ء م	7/الاعراف:18
2- ذ ب ذ ب	4/النساء:143
3- ذ ر ء	6/الانعام:136
4- ذ ك و	5/المائده:3
5- ذ ی ع	4/النساء:83

ر

ماده	آیت نمبر
1- ر ب ع	4/النساء:12
2- ر ج س	5/المائده:90
3- ر ج ف	7/الاعراف:78
4- ر د ی	5/المائده:3
5- ر س و	7/الاعراف:187
6- ر ط ب	6/الانعام:59
7- ر غ م	4/النساء:100
8- ر ف ق	4/النساء:69
9- ر ك س	4/النساء:88

ماده	آیت نمبر
10- ر م ح	5/المائدة:94
11- ر م ی	4/النساء:112
12- ر ی ش	7/الاعراف:26

ز

ماده	آیت نمبر
1- ز خ ر ف	6/الانعام:112
2- ز ر ع	6/الانعام:141
3- ز ع م	4/النساء:60
4- ز ل م	5/المائدة:3
5- ز ی ت	6/الانعام:99

س

ماده	آیت نمبر
1- س ح ت	5/المائدة:42
2- س د د	4/النساء:9
3- س د س	4/النساء:11
4- س ر ق	5/المائدة:387
5- س ط ر	6/الانعام:25
6- س ع ر	4/النساء:10
7- س ف ح	4/النساء:24
8- س ف ل	4/النساء:145
9- س ق ط	6/الانعام:59
10- س ك ت	7/الاعراف:154
11- س ك ر	4/النساء:43
12- س ل ح	4/النساء:102
13- س ل خ	7/الاعراف:175

ماده	آیت نمبر
14- س م م	7/الاعراف:40
15- س ه ل	7/الاعراف:74
16- س و ق	7/الاعراف:57
17- س ی ب	5/المائدة:103

ش

ماده	آیت نمبر
1- ش ح ح	4/النساء:128
2- ش ح م	6/الانعام:146
3- ش ر ح	6/الانعام:125
4- ش ر ع	5/المائدة:48
5- ش ع ب	7/الاعراف:85
6- ش م ت	7/الاعراف:150
7- ش م ل	6/الانعام:143
8- ش ن ء	5/المائدة:2
9- ش ی د	4/النساء:78
10- ش ی ع	6/الانعام:65

ص

ماده	آیت نمبر
1- ص ب ح	6/الانعام:96
2- ص د ف	6/الانعام:46
3- ص غ ر	6/الانعام:124
4- ص غ و	6/الانعام:113
5- ص ل ب	4/النساء:23
6- ص ل ی	4/النساء:10
7- ص م ت	7/الاعراف:193
8- ص ن ع	5/المائدة:14
9- ص ن م	6/الانعام:74

مادہ	آیت نمبر
10۔ ص ی د	5/المائدۃ:1

ض

مادہ	آیت نمبر
1۔ ض ء ن	6/الانعام:143
2۔ ض ح ی	7/الاعراف:98
3۔ ض ر ع	7/الاعراف:94
4۔ ض ی ق	6/الانعام:125

ط

مادہ	آیت نمبر
1۔ ط ب ع	4/النساء:155
2۔ ط ر د	6/الانعام:52
3۔ ط ر ق	4/النساء:168
4۔ ط ع ن	4/النساء:46
5۔ ط ف ء	5/المائدۃ:64
6۔ ط ف ق	7/الاعراف:22
7۔ ط ل ب	7/الاعراف:54
8۔ ط م س	4/النساء:47
9۔ ط و ل	4/النساء:25

ظ

مادہ	آیت نمبر
1۔ ظ ف ر	6/الانعام:146

ع

مادہ	آیت نمبر
1۔ ع ت د	4/النساء:18
2۔ ع ت و	7/الاعراف:77
3۔ ع ث ر	5/المائدۃ:107
4۔ ع ج ز	5/المائدۃ:31
5۔ ع ذ ر	7/الاعراف:164
6۔ ع ز ر	5/المائدۃ:12

مادہ	آیت نمبر
7۔ ع ش ر	4/النساء:19
8۔ ع ل ق	4/النساء:129
9۔ ع م د	4/النساء:93
10۔ ع م ر	4/النساء:23
11۔ ع و ل	4/النساء:3
12۔ ع ی ش	7/الاعراف:10

غ

مادہ	آیت نمبر
1۔ غ ب ر	7/الاعراف:83
2۔ غ ر و	5/المائدۃ:14
3۔ غ س ل	5/المائدۃ:43
4۔ غ ل و	4/النساء:171
5۔ غ م ر	6/الانعام:93
6۔ غ ن م	4/النساء:94
7۔ غ و ط	4/النساء:43
8۔ غ ی ر	4/النساء:119

ف

مادہ	آیت نمبر
1۔ ف ء د	4/النساء:110
2۔ ف ت ر	5/المائدۃ:19
3۔ ف ت ل	4/النساء:49
4۔ ف ت ی	4/النساء:25
5۔ ف خ ر	4/النساء:36
6۔ ف ر د	6/الانعام:94
7۔ ف ر ط	6/الانعام:31
8۔ ف ض و	4/النساء:21
9۔ ف ط ر	6/الانعام:14

مادہ	آیت نمبر
10۔ ف ق ہ	4/النساء:74
11۔ ف ل ق	6/الانعام:95

ق

مادہ	آیت نمبر
1۔ ق د و	6/الانعام:90
2۔ ق ر ط س	6/الانعام:7
3۔ ق ر ف	6/الانعام:113
4۔ ق ر ن	4/النساء:38
5۔ ق س س	5/المائدۃ:82
6۔ ق س م	4/النساء:8
7۔ ق ص د	5/المائدۃ:66
8۔ ق ص ر	4/النساء:101
9۔ ق ل د	5/المائدۃ:2
10۔ ق م ل	7/الاعراف:133
11۔ ق ن و	6/الانعام:99
12۔ ق ہ ر	6/الانعام:18
13۔ ق و ت	4/النساء:85
14۔ ق ی ل	7/الاعراف:4

ک

مادہ	آیت نمبر
1۔ ک ر ب	6/الانعام:64
2۔ ک س ل	4/النساء:142
3۔ ک ش ف	6/الانعام:17
4۔ ک ع ب	5/المائدۃ:6
5۔ ک ل ب	5/المائدۃ:4
6۔ ک ل ل	4/النساء:12
7۔ ک و ک ب	6/الانعام:76

مادہ	آیت نمبر
8- ک ی ل	6/الانعام:152

ل

مادہ	آیت نمبر
1- ل ح د	7/الاعراف:180
2- ل ح م	5/المائدۃ:3
3- ل ط ف	6/الانعام:103
4- ل ع ب	5/المائدۃ:57
5- ل ق ف	7/الاعراف:177
6- ل م س	4/النساء:43
7- ل ھ ث	7/الاعراف:176
8- ل ھ و	6/الانعام:42
9- ل و ح	7/الاعراف:145
10- ل و م	5/المائدۃ:54

م

مادہ	آیت نمبر
1- م ت ن	7/الاعراف:183
2- م د ن	7/الاعراف:85
3- م ر ء	4/النساء:4
4- م ر د	4/النساء:117
5- م س ح	4/النساء:43
6- م ط ر	4/النساء:103
7- م ع ز	6/الانعام:143
8- م ق ت	4/النساء:22
9- م ک ن	6/الانعام:6
10- م ل ق	6/الانعام:151
11- م ی د	5/المائدۃ:112
12- م ی ل	4/النساء:27

ن

مادہ	آیت نمبر
1- ن ء ی	6/الانعام:26
2- ن ب ط	4/النساء:83
3- ن ط ق	7/الاعراف:171
4- ن ج م	6/الانعام:97
5- ن ح ت	7/الاعراف:74
6- ن ح ل	4/النساء:4
7- ن د م	5/المائدۃ:31
8- ن ش ء	6/الانعام:6
9- ن ص ت	7/الاعراف:204
10- ن ص ح	7/الاعراف:21
11- ن ص ف	4/النساء:11
12- ن ض ف	4/النساء:56
13- ن ط ح	5/المائدۃ:3
14- ن ف ر	7/الاعراف:71
15- ن ف و	5/المائدۃ:33
16- ن ق ب	5/المائدۃ:12
17- ن ق ر	4/النساء:53
18- ن ک ث	7/الاعراف:135
19- ن ک د	7/الاعراف:58
20- ن ک ف	4/النساء:172
21- ن ھ ج	5/المائدۃ:48
22- ن و ق	7/الاعراف:73
23- ن و ی	6/الانعام:95

و

مادہ	آیت نمبر
1- و ح د	7/الاعراف:70
2- و د ع	6/الانعام:98
3- و د ی	4/النساء:92
4- و ر ق	6/الانعام:59
5- و ز ر	6/الانعام:31
6- و ز ن	6/الانعام:152
7- و س ل	5/المائدۃ:35
8- وس وس	7/الاعراف:20
9- و ص ف	6/الانعام:100
10- و ف ق	4/النساء:35
11- و ق ذ	5/المائدۃ:3
12- و ق ر	6/الانعام:25
13- و ق ع	4/النساء:100
14- و ق ی	6/الانعام:27

ھ

مادہ	آیت نمبر
1- ھ ل م	6/الانعام:150
2- ھ ن ء	4/النساء:4
3- ھ ی م ن	5/المائدۃ:48

ی

مادہ	آیت نمبر
1- ی ء س	5/المائدۃ:3
2- ی ب س	6/الانعام:59
3- ی ن ع	6/الانعام:99

انڈیکس برائے قواعد وموضوعات (حصہ دوم) 1

ع

قواعد وموضوعات	حوالہ
1۔اسماء العدد کے چند اصول	4/النساء 11:،نوٹ۔1
2۔ امانتوں کی قسمیں	4/النساء:58،نوٹ۔2
3۔ اولی الامر کی وضاحت	4/النساء:59،نوٹ۔1
4۔اسلامی جنگوں کا مقصد	4/النساء:75،نوٹ۔1
5۔اسلامی جنگوں میں کامیابی کی ضمانت	4/النساء:76،نوٹ۔2،3
6۔ اسلام میں انارکی کی اجازت نہیں ہے	4/النساء:89،نوٹ۔4
7۔ اقرار زبانی اور قلبی کی وضاحت	4/النساء:136،نوٹ۔2
8۔اسلامی سزاؤں کی نوعیت	5/المائدۃ:33،نوٹ۔3
9۔اللہ کی فطرت کا مفہوم	6/الانعام:14،نوٹ۔2
10۔اسراف کی وضاحت	6/الانعام:141،نوٹ۔1
11۔انسان کو قتل کرنے کی صورتیں	6/الانعام:151،نوٹ۔2
12۔ابتداء انسانیت کے دو نکتۂ نظر	7/الاعراف:11،نوٹ۔1
13۔آدم وابلیس کے قصے سے رہنمائی	7/الاعراف:23،نوٹ۔1
14۔اقوام عالم کی عمر کا پیمانہ	7/الاعراف:34،نوٹ۔3
15۔اعراف کے لوگ	7/الاعراف:46،نوٹ۔2
16۔اصحاب مدین کی تاریخ	7/الاعراف:85،نوٹ۔1
17۔اقوام عالم کے لیے ایک ضابطہ	7/الاعراف:94،نوٹ۔2
18۔اجتماعی جرائم کے لیے اللہ کا قانون	7/الاعراف:165،نوٹ۔1
19۔انبیاء کرام کا علم غیب	7/الاعراف:188،نوٹ۔3

ب

قواعد وموضوعات	حوالہ
1۔بچوں کی مالی تربیت	4/النساء:6،نوٹ۔1،2
2۔بیویوں میں عدل کی وضاحت	4/النساء:129،نوٹ۔1
3۔بری صحبت سے بچنے کا حکم	4/النساء:140،نوٹ۔2،3
4۔باطنی پاکیزگی کا حصول	7/الاعراف:57،نوٹ۔2
5۔بائبل میں انبیاء پر اخلاقی الزامات کی وجہ	7/الاعراف:150،نوٹ۔1
6۔بی بی حوا کی پیدائش	7/الاعراف:189،نوٹ۔1

ت

قواعد وموضوعات	حوالہ
1۔توبہ کی حقیقت اور اس کی قبولیت	4/النساء:171،2نوٹ۔
2۔ تقدیری اور اختیاری معاملات	4/النساء:32،نوٹ۔4
3۔تدبر قرآن کا ایک اصول	5/المائدۃ:27،نوٹ۔1
4۔تِلْقَاءُ کی وضاحت	7/الاعراف:47،نوٹ۔1

ج

قواعد وموضوعات	حوالہ
1۔جہاد فرض عین یا فرض کفایہ	4/النساء:36،نوٹ۔2
2۔جاہلیت کا اصطلاحی مفہوم	5/المائدۃ:50،نوٹ۔2
3۔جنوں میں رسالت کا مسئلہ	6/الانعام:130،نوٹ۔1

ح

قواعد وموضوعات	حوالہ
1۔حقوق العباد	4/النساء:36،نوٹ۔1
2۔حسد کا سبب اور علاج	5/المائدۃ:27،نوٹ۔2
3۔حضرت ابراہیمؑ کا اجرام فلکی کو رب کہنا	6/الانعام:76،نوٹ۔2
4۔حبطِ اعمال کی وجہ	7/الاعراف:147،نوٹ۔2

خ

قواعد وموضوعات	حوالہ
1۔ختم نبوت کی ایک اور سند	4/النساء:41،نوٹ۔2
2۔ختم نبوت کا ایک اور ثبوت	6/الانعام:76،نوٹ۔2
3۔ختم نبوت کی ایک اور سند	7/الاعراف:147،نوٹ۔2

د

قواعد وموضوعات	حوالہ
1۔دعائیں قبول نہ ہونے کی وجہ	5/المائدۃ:79،نوٹ۔1
2۔دعا قبول ہونے کی حقیقت	7/الاعراف:15،نوٹ۔2
3۔دوگنے عذاب کی وجہ	7/الاعراف:38،نوٹ۔2
4۔دعا کی روح	7/الاعراف:55،نوٹ۔1
5۔دنیا پرستی کی اصل خرابی	7/الاعراف:175،نوٹ۔1

قواعد وموضوعات	حوالہ

ر

1۔رجم کی سزا کی سند	4/النساء:15،نوٹ۔1،2
2۔رسولوں کے علم کی حقیقت	5/المائدۃ:109،نوٹ۔1
3۔رویت باری تعالیٰ کا مسئلہ	6/الانعام:103،نوٹ۔1
4۔روح کے لیے آسمان کا دروازہ کھلنا	7/الاعراف:40،نوٹ۔1

س

1۔سفارش کرنے کی شرائط	4/النساء:58،نوٹ۔2
2۔سواء السبیل کا اصطلاحی مفہوم	5/المائدۃ:12،نوٹ۔1

ش

1۔شرک پر ایک نوٹ۔	4/النساء:49،نوٹ۔4
2۔شہادت کا وسیع مفہوم	5/المائدۃ:8،نوٹ۔2
3۔شراب کی حرمت کا حکم	5/المائدۃ:90،نوٹ۔2
4۔شرح صدر کی علامت	6/الانعام:122،نوٹ۔اھ

ص

1۔ صغیرہ گناہوں کی معافی	4/النساء:31،نوٹ۔3

ع

1۔عورتوں کا حق ملکیت	4/النساء:19،نوٹ۔1
2۔عبوری احکام کی حکمت	2/البقرۃ:106،نوٹ۔1 4/النساء:33،نوٹ۔1
3۔عیسائیت عیسائی علماء کی نظر میں	5/المائدۃ:72،نوٹ۔1
4۔عیسیٰ ؑ کی الوہیت کی نفی	5/المائدۃ:110،نوٹ۔2
5۔عیسیٰ ؑ کے بندہ ہونے کی دلیل	5/المائدۃ:112،نوٹ۔1
6۔علم الیقین کی مزید وضاحت	6/الانعام:8،نوٹ۔1
7۔عقیدے کی تبدیلی سے دل کا تعلق	6/الانعام:110،نوٹ۔1
8۔عمومی توبہ کا دروازہ بند ہونا	6/الانعام:158،نوٹ۔1
9۔علم کی تبلیغ کا رتبہ	7/الاعراف:8،نوٹ۔3
10۔عذاب اور اسلام کا ابتلا کا فرق	7/الاعراف:64،نوٹ۔3
11۔عہد الست کیا ہے	7/الاعراف:172،نوٹ۔1

غ

1۔غلو فی الدین کا مطلب	4/النساء:171،نوٹ۔1

قواعد وموضوعات	حوالہ
2۔غیر ضروری سوالات کی ممانعت	5/المائدۃ:101،نوٹ۔1

ف

1۔ فاعل حقیقی اور فاعل مجازی	6/الانعام:122،نوٹ۔1(د)
2۔ فرعون کے قصہ کا اہم سبق	7/الاعراف:103،نوٹ۔2
3۔ فیصلہ کرنے کا Process	7/الاعراف:179،نوٹ۔2

ق

1۔ قصر نماز کے احکام	4/النساء:101،نوٹ۔1
2۔قرآن کی ایک پیشین گوئی	5/المائدۃ:51،نوٹ۔2
3۔قسم کی قسمیں	5/المائدۃ:89،نوٹ۔2
4۔قانون ساز اسمبلی کا اختیار	6/الانعام:116،نوٹ۔1
5۔قوم عاد وثمود کی تاریخ	7/الاعراف:65،نوٹ۔1
6۔قوم لوطؑ	7/الاعراف:80،نوٹ۔1
7۔قمری حساب کی اہمیت	7/الاعراف:142،نوٹ۔1

م

1۔منافقوں کو قتل کرنے کا حکم	4/النساء:89،نوٹ۔2،3
2۔مسلمان کے قتل کی سزا	4/النساء:93،نوٹ۔1
3۔مسلمان کو کافر کہنے کی ممانعت	4/النساء:94،نوٹ۔1
4۔مشرکوں کی ایک قسم	6/الانعام:23،نوٹ۔2
5۔مشیت الٰہی کا مطلب	6/الانعام:148،نوٹ۔1
6۔معاف کرنے کی افادیت	7/الاعراف:43،نوٹ۔2
7۔موسیٰ ؑ پر جادوگروں کے ایمان لانے کا پس منظر	7/الاعراف:115،نوٹ۔1

ن

1۔نبوت خواتین میں نہیں رہی	5/المائدۃ:75،نوٹ۔2
2۔نواصب مضارع میں اضافہ	6/الانعام:52،ترکیب
3۔نیکی اور بدی کا اندراج	6/الانعام:160،نوٹ۔2

و

1۔وسیلہ کی وضاحت	5/المائدۃ:35،نوٹ۔1
2۔وزن اعمال کی وضاحت	7/الاعراف:8،نوٹ۔2